اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

صحیفہ اولیٰ از مثنوی نظیر یعنی الکلام من تصنیف شریف حضرت
تاج الکاملین امام الطائفہ عالیجناب مولانا محمد نظیر شاہ صاحب
قادری چشتی رزاقی سلمہٗ دامت برکاتہٗ

کتاب مبین

باہتمام جناب نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی جناب نواب حافظ
سید احمد رضا خان صاحب سکندر نواز جنگ بہادر و جناب نواب سید محمد انور خان صاحب
اول التعلقدار صرفخاص

در مطبع صبح دکن باہتمام جناب مولوی فضل حسین صاحب طبع شد



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستایش کرون مین خداوند کی ۔ گره کھولتا ہے جو ہر بند کی

وه میرا خدا ہی خداے جہان ۔ وفا کیش و نصرت دہِ باستان

ستایش ہے زیبا اوسی پاک کو ۔ محمدؐ کیا جس نے اس خاک کو

بھلا سمجھے کیا اونکا رتبا کوئی ۔ ہوا کوئی ایسا نہ ہوگا کوئی

ستایش ہے شایان اوسی ذات کو ۔ بنا دے جو کعبہ خرابات کو

اگر دے وه مجرم کو خلدِ برین ۔ کوئی روکنے والا ہرگز نہین

ستایش ہے زیبا اوسی فرد کو ۔ کرے عین درمان جو ہر درد کو

نہ ہو اوس سے مایوس مشتِ خاک ۔ کہ ہر شے پہ قادر ہے وه ذاتِ پاک

ازل سے ابد تک اوسی کا ہے راج ۔ اوسی کی عنایت سے شاہون کا تاج

شدید و قوی فرد [illegible] قائم ہے وه ۔ [illegible] ہے وه

وه زنده ہے مالک صداقت پسند ۔ کیا اوسنے سچون کا رتبہ بلند

جو بنده گرا ہو اوٹھاتا رہا ۔ جو سرکش تھے اونکو گراتا رہا

مین اپنے خدا کی ستایش کرون ۔ اوسی کا مین ذکر نوازش کرون

وه شوکت ہے میری وہی شان ہے ۔ مری آن ہے وه مری جان ہے

میں فریاد کرتا ہوں سنتا ہے وہ
کہ سبھوں کو جو ہو چون چھنتا ہے وہ

وہ معبودِ برحق ہے قدوس ہے
بہت اپنے بندوں کا مانوس ہے

خداوندِ عالم خدائے غیور
ہے مغرور سے اسکی بہت نفور

کسی کا وہاں جھوٹ چلتا نہیں
بناوٹ سے مطلب نکلتا نہیں

اگر میں ہوں غافل وہ رحمان ہے
محافظ ہمیشہ نگہبان ہے

میں چوکوں تو وہ خود نظر ہے مری
وہ میرا خدا ہی سپر ہے مری

وہ خاصوں کو دیتا ہے لیکن ادب
نہیں ہم پہ کوئی بلا بے سبب

ستائش کروں میں اسی پاک کی
جو بیٹھا ہے کرسی پہ افلاک کی

کہاں تک بڑہینگے مخالف مرے
خدا صدقِ دل سے ہو واقف مرے

جو بڑہتے ہیں بیجا گھٹاتا ہے وہ
جو بنتے ہیں انکو مٹاتا ہے وہ

ستائش کریں ہم خدا کی بہت
کہ حاجت ہمیں ہے دعا کی بہت

ہمارا خدا قادرِ بے نیاز
اسی کو ہے زیبا گھمنڈ اور ناز

جزا دس گنی دے جو اعمال کی
خبر لے عنایت سے بدحال کی

مرا آشنا ہے وہ میری پناہ
مری تیغ ہے وہ وہ میری سپاہ

وہ بازو ہے میرا مرا زور ہے
وہ میرا خبر ہے مرا شور ہے

وہ حاکم ہے میرا وہ میرا گواہ
وہ میرا انیس وہ میرا آگہ

عنایت سے جب کام لیتا ہے وہ
ہمیں حسنِ ادراک دیتا ہے وہ

وہ دل ہے مرا مدعا ہے مرا
وہ میرا خدا ہاں خدا ہے میرا

وہ میری دعا ہے وہی ہر کلام
اسی پر توکل ہے میرا مدام

وفورِ گنہ سے گرانبار ہوں
میں اپنے خدا کا گنہگار ہوں

بدی کی مری انتہا ہی نہیں
کوئی کام اچھا کیا ہی نہیں

خدا کے سوا فرد واجب ہے کون
اگر کچھ ہے سو وہ تو باقی ہے کون

وہ راضی رہے کچھ ہم ہم سے خطا کسی
ہمارا خدا ہی وہ سب سے ماسوان

پھر وہ شعر ہر ایک سے نام کر کام کو
کہ دو دن جانِ تازہ میں اسلام کو

نہ ذکر و عجم سے یہ دم باقی رہے
نظامِ دکن سے بھی راضی رہے

سوئے خیر ہر گھڑی ہدایت کرے
جو مانگیں میں وہ عنایت کرے آمین

جشنِ سالگرہ امیرِ اسلام بندگانِ عالی حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کہاں ہے تو اے ساقیِ راحِ روح
بنا ساغرِ دل کو عین الفتوح

چھلکتا ہوا دے وہ جامِ شراب
کہ پیدا ہو پیری میں جوشِ شباب

ہوں گو تازہ وارد نہیں کوئی غیر
ادھر بھی کوئی جام مستوں کی خیر

جھکاتا نہیں کیوں تو پیہم مجھے
سمجھتا نہیں کیا تو محرم مجھے

کوئی بات مستی سے خالی نہیں
طبیعت مگر لاابالی نہیں

ازل سے ہے گو بادہ نوشی شعار
میں بدمست ہوتا نہیں زینہار

کبھی خم کے خم میں چڑھاتا نہیں
مگر نشہ میں بڑبڑاتا نہیں

مری ظرف کی تا خبر دے تجھے
ترا حوصلہ دیکھنا ہے مجھے

پلا جامِ اخلاص بے اشتباہ
زمانہ پہ میری نہ کر تو نگاہ

میں گو سب سے بدتر ہوں پر خوب ہوں
دعاگوئے اقبالِ محبوب ہوں

شب و روز رہتا ہوں اسی کام کی
کہ اس میں حمیت ہے اسلام کی

غلو سے سوا لکھوں مدحِ شاہ
کہ ہے فطرت اللہ جس پر گواہ

نہ ترک اب ہوا ہے ساقیِ ارجمند
طبیعت ہے ممدوح کے حق پسند

یہ شاہِ دکن بدرِ ہندوستان
شب و روز اسلام کا پاسبان

حرم میں مدینے میں بغداد میں
دعاگو ہیں سب آپ کی یاد میں

کہیں آپ کے ہیں علمائے ارباب دین
وہ اس خوانِ نعمت کی ہیں ریزہ چین

مشائخ فقیر اہلِ علم و ہنر
ہزاروں ہیں آسی در سے بہرہ ور

سلاطین گو اس سے عاری نہیں
پر ایسی کہیں خیر جاری نہیں

شجاعت مین شیر افگن و شیر دل — سخاوت مین حاتم صفت سیر دل

خداوند عالم کا یہ حق شناس — شب و روز سرگرم حمد و سپاس

خودی یا لحاظ من و تو نہین — کسیکا مگر اسپہ قابو نہین

بزرگان دین سے اسے ساز و باز — ادب اسکی طینت مین عین نیاز

کریم و جوانمرد و روشن خیال — جمیل و خردمند و صاحب جلال

نظر ہے بسیط اسکی ہر راز مین — غرض فرد ہے اپنے انداز مین

لکھے کیا کوئی آپکا وصف تام — کہ محبوب خالق نے بخشا ہے نام

یہ جشن مبارک یہ بزم سرور — برستا ہے اسلام کا جسپہ نور

یہ محفل یہ عشرت کا سب کاروبار — ہے اونتیسوین [۲۹] سال کا یادگار

برس تیسوان [۳۰] ہی جو شامل ہوا — یہ مطلب کہ یہ ماہ کامل ہوا

زیادہ یونہین عمر محبوب ہو — کہ ہر سال اکروز محبوب ہو

گنے اسطرح قادر ذو الجلال — برس تین سو ساٹھ [۳۶۰] کا ایکسال

لکھون کچھ مین فرصت نہین اسقدر — دعا پر کرون نظم کو مختصر

الٰہی یہ محبوب عالی مقام — رہے پیرو شرع خیر الانام

عطا کر وفادار میر و وزیر — نہو وہ امیر اہل غرض مین اسیر

ہر اک چشم بد سے بچانا اسے — جگہ آنکھہ مین دی زمانا اسے

ہمیشہ اسکے دل سے ہی خواہ ہون — رفیق اسکے سارے حق آگاہ ہون

الٰہی اسے حسن تدبیر دے — جو محبوب ہو تجکو وہ چیز دے

ہر اک عزم مین اپنے ہو کامیاب — رہین اسکے فتح و ظفر ہمرکاب

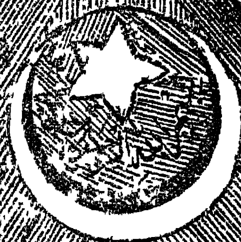
مدام اسپہ انعام باری رہے — خلایق مین فیض اسکا جاری رہے

ملے صدق بوبکر و شان عمر — ملے عیش جاوید و عمر خضر

ملے حلم عثمان و زور علی — ملے گنج اقبال و عشق نبی

غرض ہر عمل اسکا مرغوب ہو — مرا شاہ عالم کا محبوب ہو

آمین



حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو

پلا ساقیا حکمتِ حق کا جام — کہ شانِ محمد ہی حسنِ نظام

وہی جسکے نشہ مین ہو نور ہو — مرا دل محبت سے معمور ہو

گرا دون مین کب تک ہر اک در کی خاک — الٰہا بوسیلہ نبی عشقِ پاک

حرم کی ہوس ہے نہ ہو دیر کی — نہ طاعت کرون مین کسی غیر کی

دکھا دے ہمین وہ رہِ خاص کو — کہ ملتی ہے جو اہلِ اخلاص کو

نہ مغضوب ہون نا نہ گمراہ ہون — مین ہر دم موید من اللہ ہون

محمد کے صدقے مین بھر دے مجھے — غرض یہہ کہ محبوب کی دید ہو

آمین

ظہور

پلا ساقیا بادۂ بے خوف و بیم — ہو اللہ صمد و ولی کریم

اسی مے کو تو راحِ اطہر بنا — اسی جام کو حوضِ کوثر بنا

بڑھا ظرف کر دے مجھے منتظم — کہ ہے تو علیٰ کل شیءٍ قدیر

شفق میں سرِ بامِ چرخِ کہن — ابھی جگمگاتی ہے کچھ کچھ کرن

بسیروں کو جانے لگے وہ طیور — اندھیرا ابھی چھانے لگا دور دور

سنہری ہوئیں حوض کی چادریں — وہ اڑنے لگیں سر پہ چمگادڑیں

کھڑے ہیں وہ کوٹھوں پہ بیتابِ دین — لگائے ہوئے آنکھ پر دوربین

افق کی طرف غور سے بار بار — نظر کر رہا ہے ہر اک روزہ دار

چڑھے تھے مغیلوں پہ جو اہلِ صوم — پکاری خلائق کو وہ مخبرِ قوم

مبارک ہو اے طالبانِ وصال — دکھاتا ہے وہ تیغِ ابرو ہلال

یہ سنکر ہوئے شاد پیر و جوان — مسرت کا ہر سمت چھایا سماں

مہِ نو ہوا جلوہ گر دہر میں — وہ بجنے لگیں نوبتیں شہر میں

سلامی کی آواز آنے لگی — شہانے کی دھن کیا سہانی لگی

ہے افطار کی ہر طرف دھوم دھام — اذانوں سے گونج اٹھی بستی تمام

مہِ نو کی خاطر بہت دیر تک بچھائے رہا سرخ اطلس فلک

دکانوں پہ وہ لمپ جلنے لگے ستارے بھی وہ اک نکلنے لگے

مہِ نو کی کشتی پہ ہو کر سوار اترنے لگی شام قلزم کے پار

فریضے سے فارغ ہوئے پاکباز اُٹھانے لگا چرخ بھی جانماز

مساجد سے گھر کو چلے خاص و عام مہ نو نے جھک کر کیا وہ سلام

وہ پہونچے مکان پر صغار و کبار وہ کھانے سے فارغ ہوئے روزہ دار

علی قدرِ حیثیت اہلِ دول سجانے لگے اپنے اپنے محل

سجا خوب ہر قصرِ جنت نشان بنا کعبہ ہر خیمہ رشکِ جنان

پیراستنے مین ہر سو ہوئی یہ پکار رہو اپنے سامان سے ہوشیار

دمِ صبح حاضر ہوں برنا و پیر حضورِ شہنشاہ مہرِ منیر

محل ہی جو دیوانِ خاص است وہاں میر فطرت کا ہی بندوبست

اسی مین وہ سلطانِ عالی مقام کریگا سویرے سے دربارِ عام

منادی نے جس وقت دی یہ ندا خوشی کا پڑا شہر مین غلغلا

یہاں ہی نزدیک تر اک مقام کہ جسکا دیارِ محبت ہے نام

وہاں رہتے ہین سارے اہلِ وفا نہین جانتا کوئی نام ریا

مقامِ طرب قلعہ و شہر بھی — وہان کا ہی دار الخلافت وہی
عجب سرزمین رشکِ باغِ ارم — کہ کھاتی ہے نزہت اسی کی قسم
اُسی ملکِ خوبی کا یکتا امیر — کہ ہے عشق بازی مین وہ بےنظیر
وہ محبوبِ اہلِ جمال و جلال — وہ مطلوبِ اہلِ کمال و جمال
وہ سرکردۂ اہلِ صدق و یقین — وہ سرمایۂ فخرِ اصحابِ دین
وہ ممدوحِ اربابِ فضل و کمال — ہر اک علم و فن مین عدیم المثال
تعشق کی مشق اوسکو ہر صبح و شام — شب و روز مہر و محبت سے کام
جہان مل گیا کوئی عاشق مزاج — تو سمجھا اُسے فرقِ صحبت کا تاج
اُسی کی تواضع اُسی سے کلام — اُسی کی ملاقات و خدمت مدام
وہ اقبال و دولت کا روشن چراغ — جسے صرصرِ رنج و غم سے فراغ
وہ عالی گہر مالکِ تخت و تاج — یہان سیر کرنے کو آیا تھا آج
وہ دائین کو بابِ الفرح کے قریب — فروکش ہے وہ خسروِ خوش نصیب
اُسے رای دیتے ہین اہلِ صلاح — کہ عید آگئی ہے۔ اسی مین فلاح
یہان سے روانہ ہون پچھلے پہر — سحر ہوتے ہی تا پہنچ جائین گھر
یہ سنکر ہوا حرف زن بےنظیر — کہ دیکھن لگے ہم بزمِ قصرِ منیر

خداجانے کیا اسمین اسرار ہے
کہ پھلے دوگانے سے دربار ہے

حضوری

پلاے کہ صدقت فی کل حین
آلم۔ انت نور مبین

جھکادے کہ بیشک ہی تو ہی وجیہ
کتاب قدیم ولاریب فیہ

نہین ہستی عشق بارا حسین
حملت ظلوما وانی امین

بسر ہوگئی نوشب انتظار
تجلی رحمت ہوئی آشکار

نجوم فلک جھلملانے لگے
چراغ سحر ٹمٹمانے لگے

قریب آگئی صبح روشن نفس
اُٹھے خوابگاہون سے اہل ہوس

وہ ٹھنڈی ہوا اور تارون کی چھان
نزول صفا کا وہ پیارا سمان

وہ شہنا مین سوہنی کی ہر موج نغمہ
شہانی سے وہ شادیانے کے زیب

کھنچے کس لئے دل نہ ہر تان پر
کہ لے کر رہی ہے اثر جان پر

سریلی صدا ہوش کھونے لگی
ستارون کو وحشت سی ہونے لگی

بھری آہ ہوئے شب نے بھی نوگری
ہرن ہوگیا نشۂ خواب بھی

عیان ہوگیا فرق بحر و سراب
روانی دکھانے لگی موج آب

وہ بوٹون مین کلیان چٹکنے لگین
وہ شاخون پہ چڑیان چہکنے لگین

وہ شبنم نے چھڑکا چمن پر گلاب ‏ نہ جاے تا کوئی سرگرم خواب

نسیم سحر گل کھلانے لگی ‏ فضاے چمن رنگ لانے لگی

حسین ہاتھ منھ اٹھکے دھونے لگے ‏ صفائی کے سامان ہونے لگے

چلے ہندو اشنان کو سوے گنگ ‏ وہ کھینچے کلیسا مین اہل فرنگ

وہ پو پھٹکے والصبح پڑھنے لگی ‏ صفا دمبدم اور بڑھنے لگی

پڑی تھی جو پژمردہ طفل نبات ‏ ہوا شیر صبح اونکو آب حیات

ضیا آسمان سے اترنے لگی ‏ نظر دور تک کام کرنے لگی

اٹھا ہر طرف شور مرغ سحر ‏ پڑی چوب نقارہ صبح پر

وہ اللہ اکبر کی آئی صدا ‏ نہا دھو کے مسجد چلے پارسا

وہ سب اول وقت پڑھکر نماز ‏ ہوے نغمہ ترتیل با سوز و ساز

وہ مینا پہاڑی وہ کاکاتوا ‏ ہوے آگے شاخون پہ نغمہ سرا

عنادل گلستان مین گانے لگے ‏ طیور سحر دل لبھانے لگے

ہوئی آسمان پر وہ سرخی نمود ‏ بنا کان شنجرف چرخ کبود

شعاعین دکھانے لگین وہ جھلک ‏ ہوئی زعفرانی بساط فلک

شفق مین بسنتی کرن ضوفشان ‏ گلے مل رہی ہے بہار و خزان

وہ زردی ذری اور گہری ہوئی ــ پہاڑونکی چوٹی سنہری ہوئی
مطلا ہوا گنبدِ ہر شجر ــ برسنے لگا ہر طرف آبِ زر
جھپکنے لگی چشم برنا و پیر ــ وہ چمکا سرِ تختِ مہرِ منیر
سوئے بزمِ شاہنشہِ دادگر ــ روانہ ہوئے لوگ باکرّوفر
ادا کرکے رسمِ رکوع و سجود ــ پڑہا سب نے اوس شاہِ دین پر درود
ہوا حرف زن شاہ فرخ لقا ــ کہ اے صدرِ دیوانِ دارالقضا
سُناؤ انکو وہ ماجرائے عجیب ــ کہ تا آزمائین یہ اپنا نصیب
اُٹھا حکم پاتے ہی وہ نیکنام ــ مخاطب ہوا سب سے ہر خاص و عام
الا ایّہا القوم یہ شاہِ دین ــ بہت دن سے رہتا ہے عزلت گزین
ہوا ہے خدا جانے کیا تجربا ــ سمجھتا ہے کل دہر کو بیوفا
جو عاشق ہوں حسن و کمالات کے ــ وہ بندے ہین تنہا کسی بات کے
کسی کو بھی دیکھا نہ جب بے ریا ــ تو اپنا جمال آپ دیکھا کیا
مگر خود نمائی سے یہ غرض کی ــ ضروری ہے صورت کو آئینہ بھی
جو آئینہ ہو خوبصورت سبنے ــ تماشہ گہہِ حسن صنعت بنے
مگر بے ریا ہو وہ مردِ غیور ــ صفا چاہیے آئینے کو ضرور

طبیعت مین محبوبیت کی ہو خو — کہ تا شکل آئے نظر ہو بہو

اُسے کھینچین گو لاکھ اہلِ نیاز — مگر وہ نہ چھوڑے رہ و رسمِ ناز

غرض ہو نہ اوسکو بد و نیک سے — ملے دونون عالم مین وہ ایک سے

اسی واسطے کر کے اتنا سفر — ہوا شاہ اس شہر مین جلوہ گر

نہ رہا ہے تا عذر کچھ درمیان — نکالی ہے یہ صورتِ امتحان

وہ رکھا ہے جو بارِ مہر و وفا — نہ معلوم اس مین امانت ہی کیا

یہ سب حکم جاکر اٹھاؤ اُسے — اٹھا کر مرے پاس لاؤ اُسے

تحمل جسے ہوگا اس بار کا — بنے گا وہی آئینہ یار کا

غرض باری باری ہر اک پہلوان — اُٹھانے لگا جا کے بارِ گران

تھکے زور کر کے وہ سب نامدار — نہ اُٹھا کسی سے مگر زینہار

جو ان پہلوانون کا دیکھا یہ حال — ہوا شاہِ دین کو نہایت ملال

بلا کر یہ اقبال سے پھر کہا — رجی جاکے دفتر مین تو دیکھ آ

کہ حکمِ ازل ہے یہ کسکے لیے — کسی حق نے یہ جوہر اُس دن دیے

یہ کی عرض اُسنے کہ عالم مین آپ — دو عالم ہین محکوم حاکم ہین آپ

جو اوس حقیقت چاہا کیا ہے ریا — جواب چاہیے کیجیے برملا

سبہے جملہ بد و نیک پر اختیار ‏ کہ ہین آپ شانِ خداوندگار
بفرمودہ شاہِ عالی مقام ‏ ابھی دیکھکر آرہا ہے غلام
دیارِ محبت مین ہے اک جوان ‏ ضیا بخشِ چشم و دلِ مقبلان
سراسر وفا عاشقِ بینظیر ‏ ازل سے محبت کا تیری اسیر
مقامِ طرب کا ہے وہ بادشاہ ‏ اٹھائیگا اسکو وہی رشکِ ماہ
سنا ہی کہ وہ خسروِ خوش عمل ‏ سوے کعبۂ خیر آیا ہے کل
ہوا حکم آخر کوئی نوجوان ‏ اسی دم روانہ ہو باعز و شان
سنا یہ تو پیکِ طلب زود تر ‏ ہوا گرم رو مثلِ برقِ نظر
پہنچ کر برنگِ بہارِ چمن ‏ کہا خوش ہو اے بینظیرِ زمن
تری دید کا مہر مشتاق ہے ‏ جو ہر بات مین فخرِ آفاق ہے
زہے تیری قسمت جو اے بینظیر ‏ تو ہو آستان بوسِ مہرِ منیر
یہ سنکر اٹھا وہ بہارِ شباب ‏ یہ چاہا کہ ساتھی بھی ہون ہم رکاب
مگر اہلِ دنیا دغا باز ہین ‏ ہر اک کام مین حیلہ پرداز ہین
کہا متفق ہو کے سب نے حضور ‏ مقامِ طرب کو ہے جانا ضرور
دیا حکم شہ نے کہ جاؤ ابھی ‏ مرے سامنے اب نہ آؤ کبھی

مگر اس مین ہین چند ہمراز خاص — کہ رکھتے تھے ہر وقت وہ اختصاص
انھین کی طرف کرکے آخر خطاب — ہوا حرف زن یون بچشم پر آب

بیکسی

اری بیکسی تو کہان جائیگی — مجھے چھوڑ کر سخت پچتائے گی
تری ہمرہی مجھکو مرغوب ہے — کہ تو باعث وصل محبوب ہے
نثار غم و حسرت یار ہون — انھین باتون کا مین خریدار ہون
ترے ساتھ سے منہ نہ موڑونگا مین — تو چھوڑے بھی لیکن نہ چھوڑونگا مین
نہ چھوڑی کبھی دم رفاقت مری — ہمیشہ رہی پیش خدمت مری
جو دن آئے اچھے تو جاتی ہے تو — رقیبونکے جھالنے مین آتی ہے تو
نہ دل سے بھلا تو مری چاہ کو — اری منھ دکھانا ہے اللہ کو
حضوری مین اوسکی جو دم لونگا مین — تجھی کو وہان نذر بس دونگا مین
مری آبرو تو مری جان ہے — مرا فخر ہے تو مری شان ہے
نہ آتا تھا جو وہ سکھایا مجھے — سبق عاجزی کا پڑھایا مجھے
دلائی سوئے صبر رغبت مجھے — کیا ناز بردار حسرت مجھے
نہ سر کی کوئی لحظہ تو پاس ہے — ملایا گلے غربت و یاس سے

رہی آج تک مجھ پہ تو مہربان — مجھے چھوڑ کر جائیگی اب کہاں

مرا ساتھ دے جو اوسی چاہ سے — ملا دون ابھی تجھکو اللہ سے

درد دل

یہ کیسی کمی دیکھ اے دردِ دل — ذرا اور پہلو سے ہو متصل

کبھی اُس طرف تھا کبھی اس طرف — بتا تو یہ اوٹھکر چلا کس طرف

مرے دل پہ ہی نقش ہمت تری — بڑی خدمتین کین ہین تونے مری

کرونگا تجھے پیش سرکار مین — مرے ساتھ چل تو بھی دربار مین

سوز نہان

ذرا اے سوز نہان دل جلا — یہ کیا سرد مہری ہی کہہ تو بھلا

نکالی یہ تونے کہان کی طرح — تجھے دل مین رکھا ہی جان کی طرح

نہ چھوڑون گا تجھکو کسی طور آج — دلِ زار کو تو جلا اور آج

مصیبت

مصیبت ذری دیر تو صبر کر — رہی مدتون تو مری ہمسفر

جو منزل پہ آیا تو جاتی ہے تو — ذری دیر کو دم چراتی ہے تو

گریبان سے تیرا مرے ہاتھ آج — ذری چل کہین تک مرے ساتھ آج

بتاؤنگا تجھکو مین اپنا لباس — ہے جانا مجھے ایک سلطان کے پاس

غم ہجر

یہ سب درکنار ای غم ہجر آ — کہ تو ان مصائب کا ہے پیشوا
تو مجھکو گرامی تر از جان رہا — کہ تیرے ہی دم سے یہ سامان رہا

سامان

ہراول ہے نالہ علمدار آہ — فغان کوس زن آرزو گرد راہ

سپاس

دل وجان سے اوسکے ہزارون سپاس — کہ جسنے کرم یہ کیا بیقیاس
دیا اور جو دے سب احسان ہے — کہ مین اوسکا بندہ وہ سلطان ہے
وہ ہی کون غم جس مین لذت نہین — مین خوش ہون اسی مین شکایت نہین
لہ الحمد اسی ساز سامان سے — کسی در پہ جاتا ہون مین شان سے
نظر آئی اک بزم آراستہ — برنگ عروسان نوخاستہ
ادب اوسکا دربان محافظ جلال — اڑے جس سے کترا کے مرغ خیال
وہان فطرۃ اللہ صدر کبیر — تکبر کرم عدل و قدرت وزیر
وہان کترین چاکر اقبال و جاہ — ہراک دم کا منتظم عزم شاہ

[illegible] دکھلین سے تخت ناز — وہ بیٹھا ہے شاہنشہ بے نیاز

[illegible] حمد و تسبیح و تقدیس و شکر — ہوا باوہ شوق سے غرق شکر

گرا خاک پر جب سے بے نظیر — اٹھا خود اٹھانے کو مہر منیر

بہ آہستگی حسن انداز سے — بٹھایا اوسے گود مین ناز سے

منگا کر ملا عطر قدس ایکبار — کہ سکتے سے فارغ ہو وہ گلعذار

سنگھایا بہت عقل کا لخلخا — نہ تدبیر کا کچھ اثر جب ہوا

لگایا گلے مہر نے پیار سے — غشی ہٹ گئی بوئی دلدار سے

کہا اُس سے اے میہمان عزیز — مرے یوسف مصر و جان عزیز

ہوا گرمی راہ سے کیا یہ حال — ہوئی خود بخود جو طبیعت نڈھال

وہ بولا کہ شاید یہی ہو سبب — یہ تبلائے کیون کیا ہی طلب

ہوا مضطرب مہر عالی وقار — کہ شاید نہین قابل اعتبار

قسم دیکے پوچھا وہ بستر راز — تو کہنے لگا وہ سراپا نیاز

مجھے جب سے اس لاگ کا ہی خیال — مین دیکھا کیا خواب مین یہ جمال

اسی سے خیالی محبت رہی — زمانے کی صورت سے نفرت رہی

مگر دل سے کہتا تھا مین بار بار — تو اس شکل وہمی پہ کیون ہی نثار

تصور ہی یہ کوئی صورت نہین — نہ اب تک سنی ہی نہ دیکھی کہین

پسند آگئی ہی جو شکل ایکبار — وہی رہتی ہی واہمہ سی دوچار

تھکین خوب سمجھا کے عقل و تمیز — مگر عشق صادق ہی کچھ اور چیز

یہ در پردہ اپنا اثر کر گیا — مے شوق سے جام دل بھر گیا

زبان پر فغان تھی نہ فریاد تھی — مگر آرزو تھی کہ جلاد تھی

عجب وسکی قدرت عجب اسکی شان — کہ ہون آج اسی شکل کا میہمان

نہ کیون لوٹ جاے دل ناصبور — کہ اک وہم کا ہو یہ کامل ظہور

مقدر نے یہ دن دکھایا مجھے — کہ آج آپ نے خود بلایا مجھے

مین بیخود تھا لاے مجھی ہوش مین — جگہ دی مجھی اپنی آغوش مین

کرون کس زبان سی ادا سپاس — کہ بندے پہ یہ رحمت بیقیاس

مین ناچیز ہون ایک ادنے بشر — مگر تکیہ حضرت کے افضال پر

بہر حال اے شاہ گردن فراز — جو کہیے کرون اب بصدق و نیاز

کہ جو کچھ کہینگے کرا دینگے آپ — مجھے اسکے قابل بنا لینگے آپ

کہا مجھ سے ایک بار گران — وہ رکھا ہے جا کر اٹھا لا یہان

یہ سنکر اوٹھا چوم کر دست شاہ — ہوئی دست بوسی ظفر پر گواہ

پہنچکر قریب اوسکے وہ کامران — مخاطب ہوا سوے ربِ جہان

کہا یا الٰہی قوی القدیر — توان بخشِ ہر ناتوان و حقیر

خدایا تری ماہیت تو ہی کیا — نہ جانا کسی نے بھی تیری سوا

کریم اور ہر وقت میرا رفیق — تو مجھسے زیادہ ہی مجھپر شفیق

مین کیا مانگون دیتا ہی تو بی طلب — نہ مانگون جو کچھہ تو ہے ترکِ ادب

تجھے مانگون تو یہ نہین منہ مرا — نہ طاقت کہ ہو کر رہون مین ترا

اِذا دَاعِ دَاعِی فَانّت القَرِیب — وَمَن جَاءَ بِالصِّدقِ اِنّکَ مُجِیب

ہو کچھہ کام کیا مجھسے ناکام سے — یہ اُمید ہی تیرے اکرام سے

مری تاب کیا جو اُٹھاؤن یہ بار — مگر تو ہے قادر خداوندگار

تو چاہے تو کل جزو ہو جزو کل — اسے لیچلون ہاتھہ پر مثلِ گل

غرض مین نے اب خود کو سونپا تجھی — تو جانے ترا کام کیا غم مجھے

محمدؐ سا ہمسر کو دیا دستگیر — وانک علیٰ کل شیءٍ قدیر

یہ کہکر اٹھایا وہ بارِ گران — ہوا غل کہ اَحسنتَ ای نوجوان

سرِ دوش رکھکر اُسی بینظیر — ہوا جاکے پابوسِ مہرِ منیر

اُسے کھول کر شاہِ گردون حشم — یہ بولا کہ دیکھا مین ہی کیا رقم

نوشتہ ہی اسمین جو آئے نازنین
اُسی عہدنامہ کا تو ہے امین

پڑھا لیکے اوسکو بصد افتخار
لکھا تھا کہ اے عاشقِ روئے یار

اُٹھائے یہ بارِ گران جو کوئی
محبت نہ رکھتی کسی غیر کی

کہا اُسنے اسمین نہین کچھہ بھی طول
خوشی سے ہی یہ شرط مجھکو قبول

کیا مہر نے اے جوانِ جری
تھی اس بار مین بس امانت یہی

ابد تک تجھے اے سراپا کمال
مبارک ہو یہ دولتِ لازوال

عید گاہ

کہان ہی تو اے ساقیٔ میفروش
وہ مے دے نہ غم کا رہی کچھہ بھی ہوش

مےٓ وصلِ جانان سے دے بھرکے جام
کہ خالی ہو تا شیشۂ ننگ و نام

زمانے مین تا مےگساری رہے
ترے مست کا دور جاری رہے

چڑھا دن کرن چلبلانی لگی
کڑی دہوپ تیزی دکھانی لگی

لگی راست ہونے شعاعون کی صف
اقامت کی ٹھہری غرض ہر طرف

کمندِ شعاعی پکڑ کر شتاب
سرِ بام وہ چڑھ گیا آفتاب

چلے بنظیر اور معہ منیر
ہوا ساتھہ اون کے گروہِ کثیر

مسلمان بھی شہر کے خاص و عام
فراہم ہوے عیدگہہ مین تمام

جو آراستہ صف وہ اقامت ہوئی | دوگانے سے بھی جو فراغت ہوئی
دعا پڑھ چکے ساری پیر و جوان | پکارا سر منبر وہ خطبہ خوان

خطبہ

لک الحمد یا حی یا ذو الجلال | ظہیر لنا انت فی کل حال
تو موجود ہر شے مین پھر کچھ نہین | کسی جا نہین اور پھر سب کہین
صفت مین نہ پنہان نہ تو ذات مین | مگر حاصلِ نطق ہر بات مین
بری شش جہت سے مگر ہر طرف | ہے تیری ہی جویان نظر ہر طرف
تو ستار و غفار و فرد و حلیم | تو معبود برحق غفور الرحیم
غریبون کا آفت مین فریاد رس | دمِ یاس مظلوم کا دادرس
جسے چاہے تو اسکو چاہین سبھی | اگر تو بنا ہے بنا ہین سبھی
ترا شکر اے صانعِ باکمال | کہ انسان کو بخشا یہ حسن و جمال
دیا ایک ہی تخم کو یہ ثمر | زمین پر شجر ہو شجر مین ثمر
بھرے دونون عالم بد و نیک سے | کہ پہچان ہو ایک کی ایک سے
یہ الوان و اوضاع کا اختلاف | دکھاتا ہے آئینہ قدرت کا صاف
شب و روز پھر ماہ و مہر کا | تری عینِ حکمت کا ہی اقتضا

جداگانہ اشکال کی ہستیین — تری صنع کامل کی ہین صنعتین
نئی روح پھونکی ہراک چیز مین — رہین تاکہ محصور تمییز مین
محبت سے روشن کیا جان کو — کیا اشرف الخلق انسان کو
بہائم کو پابند سیرت کیا — بشر کو دیا فطرتی حوصلا
ترقی کا ہمکو دیا اختیار — زہے رحمت ای خداوندگار
ہراک مصلحت مین ہی نفع عظیم — فلاریب انت العزیز الحکیم
پھر اسپر بھی کین تو نے وہ رحمتین — جنھین دیکھتے ہو گئین مدتین
ہدایت کی خاطر سوے خاص و عام — روانہ کیے انبیاے کرام
ہراک قوم کو ایک رہبر دیا — محمد سا ہمکو پیمبر دیا
وہ جلوہ نہ کیون پھیلے ہر سمین — خدا جانے تھا کون کس بھیس مین
وہ محمود و احمد رسول کریم — وہ عین محبت وہ عین النعیم
وہ شمع دو عالم وہ نور ہدی — وہ مقصود کون و مکان مصطفے
رہ راست انہون نے دکھائی ہمین — برائی بھلائی بتائی ہمین
ہوئی آب رحمت سے شاداب خلق — کہ تھی تشنہ کامی سے بیتاب خلق
بتایا جہان کو محمد کا نام — کیا آکے خود دہر کا انتظام

تمدّن کی شکلیں دکھائیں ہیں — ترقی کی راہیں بتائیں ہیں
مٹا کر وہ اگلے رسومِ نفاق — دکھائی ہیں صورتِ اتفاق
وہ فخرِ عرب افتخارِ عجم — اولوالعزم و ذی جاہ و عالی ہمم
وہ ختم الرسل شاہِ اُمّی لقب — وہ سرمایۂ نازِ ملکِ عرب
وہ عالی نسب سیّد الانبیا — وہ تاجِ سیادت حبیبِ خدا
جلیل اس قدر وہ کہ رفرف سوار — جمیل ایسے محبوبِ پروردگار
وہ اُمّت کے عاشق رفیقِ طریق — وہ ہر قوم و ملّت کے مصلح شفیق
یتیموں کے غمخوار بیکس کے یار — مریضوں کے رانڈوں کے تیماردار
اسیر و مساکین کے سچے ظہیر — خدا کے وہ پیارے بشیر و نذیر
وہ فرمان دہِ ملکِ عزّ و جلال — عدیم النّظیر و عدیم المثال
انھیں کے رفیق اور وجہِ سکون — وہ قصرِ نبوّت کے چار و ستون
وہ پیارے کے پیارے و جانِ حضور — خلافت کی زینت امامت کے نور
وہ عالم کے سلطان چاروں وزیر — وہ نفسِ نبی اور ہر دم مشیر
گیا دور یہ بھی تو آئے امام — دل و جانِ زہرا علیہا السلام
نہ تھے کوئی ذاتِ نبی سے جدا — وہ محبوبِ حق تھے یہ نورِ خدا

جوانانِ جنت کے سردار وہ
خدا کی خدائی کے مختار وہ

ہوئے اثنین فی الجملہ بارہ امامؑ
رہا ایک کا دور با التزام

وہی نور ہوتا ہوا منتقل
ہوا شاہِ جیلانؓ پھر متصل

نبی کے وہ پیارے خدا کے حبیب
وہ جس سے قریب اُس سے رحمت قریب

امامت کی گلشن کی تازہ نہال
پھلا پھولا رستے اُنھیں ذوالجلال

وہ ورثہ کے کعبہ سے توقیر مین
ہے فرق اُنکی خاک و اکسیر مین

وہ خاک اہلِ باطن کی آنکھوں کا نور
کہ جسکے تصور سے کور ہی ہو دور

جمال اُنکی صورت پہ ہردم نثار
جلال اُنکی سیرت کا خدمتگزار

علیؑ کے وہ لختِ جگر نورِ عین
حبیبِ حسنؑ یادگارِ حسینؑ

کرین پھر نہ کیون وہ دو عالم کو زیر
کہ ہوتے ہین ایسی ہی شیرونکے شیر

کسی پر اگر اک نظر ڈال دین
تو خدمت گزاری کو اقبال دین

کہان اب کوئی ایسا روشن دماغ
کہ روشن کئی لاکھون گھر کے چراغ

محمدؐ کے پیارے وہ جانِ بتولؑ
زمانے کے سرتاج آلِ رسولؐ

وہان بادشاہون کا ہو کیا گزر
کہ جس جا ملائک کے جلتے ہین پر

وہ شانِ علا آئے کیا فہم مین
سمائے نہ جو عقل مین وہم مین

وہ رحمت وہ محبوبِ پروردگار | یتیموں کے والی غریبوں کے یار
مرے شاہِ عالم کا اقبال و جاہ | ترقی پہ ہو دمبدم یا الٰہ
انھیں کا رہے نام جائے سخن | انھیں کی محبت کی ہو سب کو دُھن
یہی فیض جاری ہو ان کا مدام | علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام
اُٹھے سُنکے خطبہ صغیر و کبیر | ملے بغلگیر اور مہرِ منیر
ہر اک شخص پھر عید ملنے لگا | بہم شانہ شانے سے چھلنے لگا
ذری دیر کے بعد وہ خوش سیر | روانہ ہوئے سب کے سب اپنے گھر
سرِ شام پھر شہر سے بے نظیر | گیا سوئے خرگاہِ مہرِ منیر
وہ دریا جہاں خیمہ زن تھا وہ شاہ | یہ دیکھا کہ پھرتی ہیں موجیں تباہ
وہ جلسہ وہ مطرب وہ ساقی نہیں | ہوا پر پرندے وہ باقی نہیں
وہ نگیرہ و شامیانہ وہ فرش | وہ کرسی طلائی وہ تابندہ عرش
وہ ہاتھی وہ گھوڑے وہ جمِ غفیر | وہ شاگرد پیشہ امیر و وزیر
کدھر سب کا سب یہ رسالا گیا | زمیں کھا گئی آسماں کھا گیا
کہا تنے میں اک شخص آباد دان | دعا دی رہے بخت و دولت جوان
یہاں سے گئے جب سوئے عیدگاہ | تو یہ کہہ گئے تھے سرانِ سپاہ

وہان سے پلٹ کر نہ ٹھہرینگے اب | جہازون پہ ہو بار اسباب سب
اُدہر سے جو لوٹے اِدہر چلدیے | نہ معلوم پھر وہ کدہر چلدیے
مگر ساتھ مجکو نہین لے گئے | یہ فرمان پہلے ہی سے دے گئے
کہ ای شوق آئے اگر منتظر | تو کہنا یہ ہی حکم مہرِ منیر
اسی شہر مین کر تو اپنا قیام | یہین سے رہے گا پیام و سلام
تجھے خوب جب آزما لین گے ہم | تو پھر پاس اپنے بلا لین گے ہم
بہت مین نے پوچھا یہ ای نیک نام | بتایا نہ کچھ بھی نشان و مقام
سُنا یہ تو وہ بے نظیر حزین | ہوا ہجر سے سخت اندوہگین
مگر جب فرمانِ مہرِ منیر | مع شوق اُسی جا رہا جاگیر
کہا اور لوگون سے بہتر ہے اب | روانہ ہو سوئے مقامِ طرب
وہان ہی جو میرِ سعادت وزیر | دل و جان سے ہو اُسکے فرمان پذیر
ہم تہدید سُنکر یہ فرمانِ شاہ | چلے جانبِ قلعہ وہ خیر خواہ
وہان جاکے پہنچائی جب یہ خبر | عزیز و اقارب چلے دوڑ کر
رفیق اور احباب و اہلِ شہر | گئے زود تر نزدِ سلطان دہر
رہا کچھ دنون تو یہی کاروبار | کہ آتے رہے روز اہلِ دیار

مگر دید کو جب ترسنے لگے — وہین لوگ جا جا کے بسنے لگے

بہ کثرت ہوے جو مسافر مقیم — وہان بس گیا ایک شہر عظیم

سخن سنج عشرت ہوا ہر مشیر — ہی سکتے کے عالم مین پر بے نظیر

کچھ ایسی بنی ہی کہ خاموش ہے — تحیر سے وہ خود فراموش ہے

خواب

پلا ساقیا جام حسن نیاز — کہ عشق مشعبد ہے نیرنگ ساز

وہ محو ہوے کہ تا اسکا انجام ہو — ترا نام ہو اور مرا کام ہو

پتنگ خم شوق بھر دے مجھے — غرض یہ کہ اپنا سا کر دے مجھے

وہ چھوٹی کرن ضو بکھرنے لگی — یہ تو چاندنی کھیت کرنے لگی

تجلی ہوئی گرم رو اسقدر — کہ اڑنے لگے آسمان پر شرر

چرانے لگے اپنی آنکھین نجوم — ستارون کا ہونے لگا کم ہجوم

شعاعون کا جھرمٹ سر موج آب — دکھانے لگا برق کا اضطراب

ہوا عارض ماہ پرتو فگن — روپہلا ہوا صحن چرخ کہن

سمے کا سمان ہو نرے کی ہی رات — یہ درپیش ہی اک نئی واردات

کہ پیاہے بے نظیر حزین — تنفس کے باعث اجل کے قرین

مرض کو سبب ہے یہ حالت خراب ۔ اطبّا نے بھی دیدیا ہے جواب
قیامت کا ہے رنج ماں باپ کو ۔ کہ مُردہ سمجھتے ہین وہ آپ کو
اسی کشمکش مین گئی نصف شب ۔ تو نواب ہوا اور تازہ غضب
غشی ہی مین کیا دیکھتا ہے وہ ماہ ۔ کہ اک باغِ رنگین ہے پیشِ نگاہ
وہ گلزارِ بے خار نزہت سرشت ۔ زمین اسکی رشکِ زمینِ بہشت
بلا کا وہ آراستہ پُر فضا ۔ کہ زنجیرِ پا موجِ بادِ صبا
بیان اُسکا آئے زبان تک اگر ۔ اسی دم لبِ خشکِ عاشق ہون تر
کہین لالہ و گُل کہین یاسمن ۔ طرب خیز ہر سو بہارِ چمن
نشاط آفرین شورِ بلبل کہین ۔ مسرت فزا خندۂ گل کہین
جو ناکام جائے اُدھر سے نکل ۔ ابھی آئین شاخِ تمنا مین پھل
قدم بوسِ اشجار بادِ بہار ۔ طراوت لبِ برگِ گل پر نثار
گلاب اور کیوڑے کی نہرین رواں ۔ روش پر بچھائی ہوئی زعفران
ملا دودھ مین مشک و عنبر کہین ۔ اسی سے ہے سینچی ہوئی گلزمین
وہ چارون طرف چادرِ آبشار ۔ وہ فوارون کی چاندنی مین بہار
بجائے مسی برگِ سوسن تمام ۔ لبا سنبلِ تر سے گلشن تمام

وہ کلیون کا ہمت جوش نمو — تبسم وہ غنچہ آرزو

وہ ہر شاخ مست صہبائے عیش — کھلین جسکے دیکھے سے گلہائے عیش

چنار و صنوبر عجب سایہ دار — کہ ہر شاخ پر جنکے طوبیٰ نثار

کہین سرو و شمشاد سایہ فگن — کہین جلوہ آرائے نسترن

اگر دیکھ لے اسکا سبزہ کہین — ابھی سبز ہو شاخ گاو زمین

کھلے ہین وہ مانند مین گلہائے تر — نظارے سے جن کے ہو تازہ نظر

جواہر کے گملے لب آب جو — قرینے سے رکھی ہوئی سو بسو

کہین ارغوان ہی کہین موتیا — کھلے پھول ہر رنگ کی جا بجا

کہین مست کن کامنی کی شمیم — کہین عطر سا کار روان نسیم

لب گل سے وہ قہقہے ہر طرف — عنادل کے وہ چہچہے ہر طرف

وہ خوشرنگ پھل زینت شاخسار — ہین روشن کنول یا جواہر نگار

وہ بیلے کچھ ایسے لطافت فریب — کہ گوش گل حسن کی جن سے زیب

بنفشہ ریاحین سیوتی گلاب — ہزارا چنبیلی گل آفتاب

ہر اک رنگ کے پھول پھولے ہوئے — حوادث کو یک لخت بھولے ہوئے

کہین دانہ رز جھکتے ہوئے — ثریا سے خوشے لٹکتے ہوئے

نئی وضع کے بھی بہت پھول پھل ‌ خزان کے صعوبات سے بی خلل

بھرا حوض مین وہ سفید نگین ‌ کہ جو رشکِ تسنیم و ماءِ معین

زمین عنبر و مشکِ و کافور کی ‌ لیئے شانِ گُل مشعلین نور کی

مکانات ہر سُو صفا و وسیع ‌ دلِ اہلِ ہمت کی صورت وسیع

روان ایک دریا ہی پایئن باغ ‌ کہ دیکھے سے جسکے ہو تازہ دماغ

جدہر رو مین بہتی ہی وہ سلسبیل ‌ ہی قلعہ سے محکم اُدہر کی فصیل

ٹہلتا ہی اوسپر وہی سیمتن ‌ وہی تاجِ محبوبیت فرق پر

ادہر یہ بھی ہی اک روش پر روان ‌ مگر شدتِ درد سی لب پہ جان

بلاتا ہی اسکو وہ شاہِ زمن ‌ یہان ضعف سی کانپتا ہی بدن

تنفس سے طاقت نہین دے جواب ‌ مگر دیکھتا ہی بہ چشمِ پُر آب

یہ دیکھا تو رحم اسکو آتا ہوا ‌ خود آیا ادہر مسکراتا ہوا

پکڑ کر مرا دست بولا کہ ہان ‌ ان الفاظ کو جلد کہہ میری جان

اسی دم شفا ہوگی اس سے نصیب ‌ کہ یہ اسمِ اعظم ہی میرے حبیب

معاً سنتے وہ اسم عالی پڑھا ‌ اثر بھی نہ اُس عارضے کا رہا

ہوئی گفتگو کی جو طاقت اسے ‌ کیا موردِ صد عنایت اسے

کہا پھر کہ مشتاق ہون کچھ سُنا
پڑھے اپنے اشعارِ نو بر ملا

یہ سنتے ہی تکیہ سے لگایا اُسے
محبت مین اپنی پھنسایا اُسے

گرا یہ بھی قدمون پہ بے اختیار
کرے تا دل و جان و ایمان نثار

اُٹھا کر سر اُسکا کہا اے حسین
ٹھہرتے نہین ایک جا ہم کہین

ہمارے وطن مین جو آئے گا تو
مزا وصل کا پھر اُٹھائے گا تو

یہ کہکر چلا ہی تھا وہ رشکِ گل
یکایک گئی آنکھ صدمے سے کھل

نہ وہ گُل وہان ہی نہ وہ گلستان
نہ اُس عارضی کا کہین کچھ نشان

مگر وہ پریزاد خاموش ہے
تصوّر سے اُسکی ہم آغوش ہے

جدائی مین گزرا جو رنج و ملال
قلق جی کو ہی دل پہ صدمہ کمال

ہوئی درد و غم سے جو حالت تباہ
یہ کہہ کے روتا ہی وہ رشکِ ماہ

تمہین کوئی ڈھونڈھی تو پائی کہان
کہ ظاہر نہین کچھ بھی نام و نشان

تمہین کس طرح اے حسین پاؤن گا
اسی غم مین اک روز مر جاؤن گا

دکھاؤ گے پھر روئے انور تو کیا
مرے بعد آئے لحد پر تو کیا

یہ سچ ہے مری کیون خبر لوگے تم
نہ جب تک کہ پامال کر لوگے تم

نہ معلوم تم چل دیے کس طرف
مگر ہان جو آنا کبھی اس طرف

مری بیکسی یاد کرنا ضرور | مری قبر پر پاؤن دہرنا ضرور

جہان ہو سلامت رہو بامراد | خدا تم کو رکھے دو عالم مین شاد

ہزارون تمھین ہم سی ملجائینگے | مگر کوئی ہمسا نہ ہم پائینگے

جہان جمع ہون سیکڑون بامراد | وہان کون کرتا ہی بیکس کو یاد

چلو خیر تم خوش رہو آ چکے | سزا دل لگانے کی ہم پا چکے

گیا جو اسی غم مین جی سے گزر | مرے حال کی کون دیگا خبر

ہر اک طرح کا رنج دیتا خدا | مگر تم نہ ہوتے نظر سے جدا

مرض ہی تھا صحت سے بہتر مجھے | زیارت تو ہوتی مقرر مجھے

کوئی جی سے جائے کہ برباد ہو | مگر تم تو اغیار مین شاد ہو

تمھین عیش و عشرت سے فرصت کہان | کسی کی خبر لو یہ مہلت کہان

جو ہوتا مین شایانِ عشق و غیور | مجھے پاس اپنے بلاتے ضرور

مین گو بدترینِ زمانہ ہون یار | مگر اس مین کیا ہے مرا اختیار

جو ہوتا مرا اختیاری یہ کام | بناتا مین اپنے کو فخرِ انام

جو اپنے کیے کی نہین تمکو لاج | تو ہوتا ہی رخصت یہ بندہ بھی آج

جو گذرے گی دل پر گزر جائیگی | نہ تم تک مگر اب خبر جائیگی

یہ مانا تمھین اپنی پروا ہی کب ۔ ہمارا بھی اللہ مالک ہے اب

یہ کہہ کہہ کے روتا رہا وہ قمر ۔ مگر آگئی نیند پچھلے پہر

تو دیکھا وہی رہزنِ صبر و ہوش ۔ کہ یوسف بھی ہین جسکی حلقہ بگوش

یہ فرما رہی کہ اے بے نظیر ۔ مین ہون وقفۂ القدس مین جاگیر

دمِ صبح تو لکھ کے نامہ شتاب ۔ اسی شوق کو دی کہ لائے جواب

جزا سکے نہین یہ کسی کی مجال ۔ کہ اس سمت آنے کا لائے خیال

یہ فرما کے وہ شاہِ عالی وقار ۔ نگاہون سے اوجھل ہوا ایک بار

کھلی آنکھ پھر تو وہی درد تھا ۔ بدن گرم لب پر دمِ سرد تھا

اسی بیقراری مین اٹھکر شتاب ۔ جگا کر کہا شوق سے حالِ خواب

بتایا پتہ اسکو سب بیش و کم ۔ کیا حالِ دل خط مین پھر یون رقم

نامۂ بے نظیر

مری جان و دل کی چمن کے حصول ۔ امیدون کے غنچے مرادون کے پھول

تم اب تک نہ آئے بہار آگئی ۔ کلی حسرتِ دل کی مرجھا گئی

صبا نے اڑایا مرے رخ کا رنگ ۔ رہی دل کی دل ہی مین سب اُمنگ

کہان تک یہ سمجھے تمھین خیر ہے ۔ مرے بعد پھر سیر ہی سیر ہے

جو بلبل نہو گل کو پوچھے گا کون　جو بسمل نہو جان پھیرے گا کون

تمھاری تمنا تمھارا خیال　دل و جان کو دیتا ہی کیا کیا ملال

کہان تک کری کوئی ضبطِ فغان　کہان تک رہی دل مین حسرت نہان

دکھائے کب الفت اثر دیکھیے　تمھین کب ہو میری خبر دیکھیے

صبا سے یہ کرتا ہون گاہی کلام　کہ پہنچا دے تا گوشِ گل یہ پیام

گریبان کیا دستِ وحشت نے چاک　اڑاتا ہون اب تک گلستان کی خاک

جو غنچہ گلستان مین دلگیر ہے　مرے غنچۂ دل کی تصویر ہے

کبھی چاک دامان برنگِ سحر　کبھی یہ کھا رو کے باچشم تر

نسیمِ سحر تو ہی پہنچا وہان　مرا رشکِ گل خندہ زن ہی جہان

یہ وحشت کسی سی ملائیگی کب　گریبان دری رنگ لائیگی کب

تمھاری محبت تمھارا فراق　تمھاری ملاقات کا اشتیاق

گھڑی بھر مجھے چین دیتا نہین　قرار ایک دم قلب لیتا نہین

یہی حال اگر ہی تو ہم جی چکے　لبِ زخمِ دل چارہ گر سی چکے

مین اسپر بھی ہر طرح مجبور ہون　کہین آنے جانے سی معذور ہون

دلِ مضطرب کو سنبھالو تمھین　کوئی شکلِ وصل اب نکالو تمھین

میں کیا چیز ہوں میری الفت ہی کیا | تمھاری طرف سے ہی ساری وفا
جو اپنا کہا ہے شکایت نہو | محبت سے مجھکو ندامت نہو
تمھارا ہی جلوہ ہے کونین میں | تمھارے ہی دم سے ہیں سب چین میں
کہاں ہو تم ای میرے محبوب مرے | کہاں ہو تم ای دلبر بے نظیر
رخ پاک اپنا دکھاؤ مجھے | کہیں یہ نہو پھر نہ پاؤ مجھے
کبھی بلبلوں سے یہ ہے گفتگو | چمن میں جو آئے مرا لالہ رو
گلوں کی حکایت سنانا اسے | مرا داغ حسرت دکھانا اسے
جو اسے سبزہ آئے مرا دلربا | تو کہنا کہ اسدرجہ پامال تھا
جو اے خار آئے مرا رشک حور | مری لاغری تو دکھانا ضرور
کبھی ہے یہ سوسن سے میرا کلام | کہ اس گل سے تو عرض کرنا سلام
یہ کہنا کہ اے باغ دل کے بہار | ترا حسن دونا ہو لیل و نہار
تری دید کا کوئی مشتاق ہے | اسے تیری دوری بہت شاق ہے
کبھی ہی زبان پر مرے یہ سخن | جو گلشن کو آئے وہ غنچہ دہن
لب برگ گل تو ہی کچھ بولنا | صبا تو ہی عقدے مرے کھولنا
تو سنبل ذرا سر ہلانا ضرور | پریشان خیالی دکھانا ضرور

رخِ ارغوان ہو کہ رنگِ بہار — مرے اشکِ خونیں کے ہین یادگار

مین سینچا کیا اشک سے باغ کو — تر و تازہ رکھا ہر اک داغ کو

رہا رات دن مین برنگِ حنا — ہون سرسبز پُر خون ہے دل مرا

چمن مین جو دیکھا گُلِ نسترن — تو یاد آگیا پھول سا وہ بدن

جو قمری کی فریاد ہے کو بہ کو — تمھاری ہی اُسکو بھی ہے جستجو

غرض ہو تمھین تم گلستان مین آج — لیا تاجدارانِ گلشن سے باج

ملو تم تو مجھ سے زمانہ ملے — محبت کا سارا خزانہ ملے

تم آؤ جو اے شاہِ عالی مقام — لٹا دون ابھی نقدِ جان مین تمام

کہ تم کشورِ حُسن کے ہو امیر — ریاضِ دو عالم مین ہو بے نظیر

چلا شوق جو نامہ لیکر اُدہر — ہوا چھپ کے وہ شاہ بھی رہ سپر

نشانِ قدم دیکھتا بھالتا — وہ اک دشتِ پرہول مین جا پڑا

سفر اور اُسپر یہ تازہ ستم — ہوا نے مٹائے وہ نقشِ قدم

مگر وہ اُسی دُھن مین بڑھتا گیا — ہم آہنگِ دم دِن بھی چڑھتا گیا

گیا تھا اُدہر شوق جس راہ سے — وہ رستہ بھی لو چھٹ گیا شاہ سے

گھرا دشتِ وحشت مین جو پاکے رات — خدا ہی نکالے تو اب ہو نجات

ہوا مین تمازت کا ہے یہ اثر — کہ اڑتے ہین ذرے بہ رنگِ شرر
نہ سایہ نہ سبزہ نہ پانی کہین — دہکتی ہوئی وہ ریتیلی زمین
وہ لو اور گرمی خدا کی پناہ — کہ ریگِ بیابان کی حالت تباہ
زمین پر اگر رکھدے لاکر کوئی — بھری مشک بھی سوکھ جائے ابھی
ذرا بھی اگر اسطرف کے اٹھے — تو پائے نگہ مین پڑین آبلے
پرندون کا ہو اُس طرف جو گذر — بلندی سے بھُن کر گرین خاک پر
وہ آتے ہین کیا اونچے اونچے نظر — مقرر ہین وہ نخلِ خرمائے تر
اسی سمت آخر وہ سلطانِ دین — ہوا جا کے سائے مین راحت گزین
طبیعت کو لیکن ہے سخت انتشار — کہ تبلائے کون اب رہ کوئے یار
مقامِ طرب مین اڑی یہ خبر — کہ غائب ہوا خسروِ دادگر
چلا ڈھونڈھنے کو بہ فوجِ کثیر — ہوا خواہ مہر سعادت وزیر

شوق

لگاتار دے جام مے ساقیا — کہ گھنگھور چھائی ہی کالی گھٹا
مزا دے گا اب دورِ جامِ شراب — فلک پر وہ گھر گھر کے آیا سحاب
وہ مے دے کہ اڑ دون بشکلِ ابرِ رواں — پڑے مثلِ سیلابِ شوقِ نہان

جو سوکھی زمین پر ترشح ہوا — نکلتی ہی بو سوندھی سوندھی نیا

گرجتے ہین بادل چمکتی ہی برق — ہوا صحن کا صحن پانی مین غرق

گئی نیند اُچٹ پانی کے شور سے — بہی جاتی ہین نالیان زور سے

ٹپکتی ہی بنگلے کی وہ اولتی — کہ ہے تار سیمین کی چلمن پڑی

ہوا زور سے چلتی ہے بار بار — پہنچتی ہے کمرون کے اندر پھوہار

بنا ہے جو وہ ٹین کا سائبان — ہی اسوقت ارگن کا اُسپر گمان

عجب لے سے پانی برستا ہی آج — کہ زاہد بھی مے کو ترستا ہے آج

ہر اک جھونک پر کیا نکلتی ہی مینڈ — کہ ہر بوند پر خود مچلتی ہے مینڈ

جٹانون پہ کیا لطفِ نظارہ ہی — کہ جو بوند ہے ایک فوارہ ہے

صبا کے طپانچے جو کھائی ہین آج — تو پودے سرون کو جھکائی ہین آج

چلی آتی ہی بدلیون کی قطار — ہوا کے ہین گھوڑے پہ بادل سوار

دھوان دھار اسوقت چھایا ہی ابر — فلک پر سیہ مست آیا ہی ابر

اُٹھی شاخِ گل سبزہ کو چوم کر — برستی ہے کیا کیا گھٹا جھوم کر

نہین ہی ابھی گو جھڑی کی بہار — نہین ٹوٹتا کب سی بوندون کا تار

ہین آراستہ سبز پوشانِ باغ — ہوا غسل سے ہر شجر کو فراغ

یکایک رُکی بُوند ٹھہری ہوا — نظر آتی ہے اور ہی کچھہ فضا
تر و تازہ ہر نخل ہے شاد کام — لبالب ہین پانی سی تھالی تمام
رُکا مینھہ بدلی ہٹی ہے ابھی — پہ ہی زیرِ اشجارِ عالم وہی
وہ آمون کے اشجار پر سامنے — کوئی کوکتا ہی بڑی زور سے
وہ باغون مین جھولے پڑی میتیان — وہ ساون ہی گانے لگے گلعذار
ادہر کہہ رہا ہی کوئی پی کہان — سُنا یہ تو قابو مین پھر جی کہان
یہ ہی اس صدا کا اثر کان پر — کہ دل لوٹ جاتا ہی ہر تان پر
کہین کوئی چلّا رہا ہے کہ ہان — ذرا دیکھنا اس گھڑی کا سمان
پرون کو سمیٹے ہوئے وہ طیور — درختون پہ بیٹھے ہین کیا دور دور
ہوا زور سے چلتی ہے سرد سرد — تو ہلتے ہین کیا آم وہ سرخ و زرد
ہے تشبیہ خامون کی یہ برمحل — زمرد کے پتے زمرد کے پھل
جو سیندوریہ اُنمین ہین بیشمار — ہین لعلِ بدخشان بھی اُنپر نثار
سپیدے جو شاخون مین ہین بالعموم — ہوئے آکے روپوش گویا نجوم
وہ ہلتے ہین زرد آم جو سامنے — لٹکتے ہین پکھراج کے قمقمے
پڑے ہین وہ ٹپکے ہوئے بیشمار — زمین ہو رہی ہے جواہر نگار

چھٹا ابر مین دہوپ کے کچھہ نشان
پرندے بھی ہونے لگے پرفشان

وہ ہر شاخ پر کوئلین بار بار
اڑاتی ہین بیٹھی ہوئی کیا ملار

ادہر سے اٹھا لو پپیہون کا شور
ادہرتا مین کیا کیا لگاتے ہین مور

ہے قوس قزح چرخ پر جلوہ گر
ابھی تک نہین آتا سورج نظر

ہوئی شوخ ہر رنگ کی اب بہار
دہنک مین شعاعین ہوئین آشکار

پڑین زرد کرنین وہ ہر برگ پر
زمرد پہ چڑھنے لگا آب زر

ہوا سے ہٹی ابر کی جو نقاب
یکایک ہوا جلوہ گر آفتاب

نہ وہ سیل ہی اب نہ اوہ گھٹا
بھری ہین مگر نالیان جابجا

شکایت ہی گلیون مین کیچڑ کی عام
پہ ہین صاف بستی کی سڑکین تمام

یہ سب دیکھتے تھے جو لیٹے ہوئے
چلے اب وہ دامن سمیٹے ہوئے

ہوئی رونق تازہ ہر کار مین
نکلنے لگے لوگ بازار مین

کسان اور دہقان بایکدگر
گدار اور ہل رکھہ کے دوشون پر

وہ بیلون کو اپنے ہنکاتے ہوئے
چلے نٹ ملاری وہ گاتے ہوئے

وہ کیڑے مکوڑے ہزارون ادہر
لگے رینگنے ہر طرف خاک پر

وہ تالاب اڑتی تھی کل جسمین گرد
نکل آئے مینڈک وہان زرد زرد

وہ کیڑے کہ جو سر بسر خاک تھے — وہ پانی کو پڑتے ہی سب جی اٹھے

سمجھ میں نہیں آتی کچھ اور بات — مگر تھا یہ بارانِ آبِ حیات

ہوا سروِ باغوں سے آنے لگی — نگاہوں پہ ٹھنڈک سی چھانے لگی

وہ اک قاصد آتا ہے فرخندہ رُو — کہ رکھتا ہے وہ مہر کی جستجو

سُنا یہ تو انجم صفت خاص و عام — ہوئی گرد و پیش اُسکے یکجا تمام

اسی طرح اُسکو وہ سب بے ہراس — گئے لے کے اُس شاہِ خوباں کے پاس

ادب سے کیا اُسنے گردن کو خم — دعا دی کہ اے شاہِ گردوں حشم

رہے روز افزوں یہ جاہ و وقار — مہ و مہر ہوں تیرے خدمتگزار

دیارِ محبت سے آیا ہوں میں — کسی کا خطِ شوق لایا ہوں میں

اجازت اگر ہو تو کھولوں زبان — کروں رازِ سربستہ سارا عیاں

سُنا یہ تو ہنس کر وہ شیریں دہن — لگا کہنے اے قاصدِ سحر فن

مجھے گو یہ معلوم ہے داستان — مگر کر تو اپنی زبان سے بیان

کہا اُسنے اے شاہِ روشن ضمیر — ابد تک رہے تیرا تاج و سریر

جو کچھ راست ہے کہہ رہا ہوں وہ حال — کہ ہوتا نہیں ایلچی کو زوال

تیرا عاشقِ زار و بیمارِ عشق — وہی بے نظیر گرفتارِ عشق

جو کچھ دن یہی اُسکی حالت رہی | نظر خیر آتی نہین جان کی
جو بستر پہ ہوتا ہے وہ گلعذار | تو پھولون کی جا اب بچھاتا ہی خار
جو تکیہ بھی رکھتا ہے کوئی بزور | اُٹھا لاتا ہے وہ کوئی خشتِ گور
بچھاتے ہین تختِ طلائی اگر | تو وہ خاک اُڑاتا ہی بالائی سر
جو لاتا ہی کوئی لباسِ نفیس | تو کہتا ہے وہ رو کے ای ہم جلیس
مجھے کوئی کفنی رنگا دیجیے | کوئی مرگ چھالا منگا دیجیے
جو ہوتا ہے کچھ جامہ زیبی کا ذکر | اُسے ہوتی ہی خاک بیزی کی فکر
جو کہتا ہے کوئی چلو باغ کو | تو کہتا ہے دیکھو مرے داغ کو
جو سنتا ہی فریادِ بلبل کا شور | تو کچھ اور وحشت کا ہوتا ہی زور
جو کہتا ہے کوئی غذا کھائیے | تو کہنا غمِ تازہ کچھ لائیے
کہا جو کسی نے کہ پانی پیو | تو وہ پی گیا سُن کے اسبات کو
نہ کھانا نہ پینا نہ سونا اُسے | اکیلے کہین جا کے رونا اُسی
تڑپنا کبھی بسترِ خاک پر | کبھی دستِ غم سینہ چاک پر
گلہ جورِ چرخِ دون سے کبھی | وہ دست و گریبان جنون سے کبھی
کبھی بھاگنا شکلِ عہدِ شباب | توقف کہین دم کو شکلِ حباب

کہین رفعتِ شانِ شہزادگی ۔ کسی جا زمین بوسِ افتادگی

کبھی صورتِ ابرِ غم وہ اُداس ۔ کبھی جادہ پیمائے صحرائے یاس

کبھی ناز کی راہ سے وہ غیور ۔ برنگِ اجابت دعا سے نفور

کبھی دم نیاز التجا سے اُسے ۔ کبھی روٹھ جانا خدا سے اُسے

کبھی غوطہ زن بحرِ آلام مین ۔ کبھی برق دم دشتِ اوہام مین

کبھی تختۂ مشقِ ستمہائے ہجر ۔ کبھی ناز بردارِ غمہائے ہجر

کبھی عافیت خواہِ دردِ فراق ۔ کبھی وہ قدم بوسِ گردِ فراق

کبھی دیکھنا راہِ پیکِ اجل ۔ یہ کہنا کبھی جان سے اب نکل

کبھی خارزارِ جنون لطف خیز ۔ کبھی گلزمینِ چمن سے گریز

کبھی صرصرِ دشتِ آوارگی ۔ کبھی وہ خسِ کوے بیچارگی

کبھی نقشِ پا کوے اُمید مین ۔ کبھی چشمِ واحسرتِ دید مین

کبھی لذت افزائے غم زورِ عشق ۔ نمک پاشِ زخمِ جگر شورِ عشق

کبھی سر بسر گرمیِٔ درد سے ۔ کبھی گرمِ نالہ دمِ سرد سے

اُسے اُڑتے پھرنا خبر کی طرح ۔ کبھی وحشیون کی نظر کی طرح

کبھی وہ دعا گوے صبحِ وصال ۔ کبھی دم امان خواہِ شامِ ملال

کبھی صورتِ موجِ بادِ صبا — اُسے ڈھونڈھنا یار کی خاکِ پا
کبھی ذوق ناکامیون سے اُسے — کبھی شوق بدنامیون سے اُسے
اُسے اُنس سودائیون سے کبھی — اُسے فخر رسوائیون سے کبھی
کبھی چشمِ پُرنم ننگ کے نام سے — کبھی اُس کو رم فکرِ آرام سے
کبھی وہ دلِ افگارِ آزارِ غم — کبھی زخمیِ نشترِ خارِ غم
نگاہون کے مانند پھرنا کبھی — اُسے صورتِ اشک گرنا کبھی
کبھی شمع افروزِ داغِ فراق — کبھی لالہ سان رنگِ باغِ فراق
تجلی گہہِ داغِ سوزانِ عشق — سراپا وہ سروِ چراغانِ عشق
ہر اک زخمِ دل رشکِ جیبِ سحر — درِ توبہ گویا شگافِ جگر
تسکین بس اک جوشِ آوارگی — جنون چارہ فرمائے بیچارگی
قلق۔ بیقراری مصیبت مشیر — فغان۔ نالہ۔ فریادِ غم ہم صفیر
شبِ ہجر مشاطۂ زلفِ غم — سحر۔ آئینہ دارِ روئے الم
نہ ہمراز کوئی نہ کوئی انیس — مگر غربت و بیکسی ہم جلیس
رفاقت مین اک حسرتِ وصلِ یار — تسلی دہِ قلب یادِ نگار
فلک برسرِ کین زمانہ عدو — زبان پر مگر ذکرِ لا تقنطوا

وہ پژمردہ گل سا پریشان حواس | برنگِ چراغِ سرِ گور اداس

وہ سبحِ تباہی مین صبحِ فغان | وہ وحشتِ مصیبت مین ریگِ روان

جنون۔ چاکِ دامانِ فرزانگی | توحش۔ ہم آغوشِ دیوانگی

وفا۔ رہنماے صراط الحمید | طلب۔ گام فرساے کوے امید

نہین ساتھہ کوئی بھی غم کے سوا | پہ ہر گام پر جذبِ دل پیشوا

خلش درد کی۔ کاہشِ جانِ زار | تپش۔ خانمان سوزِ صبر و قرار

وہ پروردۂ ناز و مسکین لقب | تڑپتا ہی تیری لیے روز و شب

وہ آفت کا مارا پریشان خیال | شب و روز ہے گردِ راہِ ملال

وہی شوق اب تک ہے ویرانے سے | جنون اور بڑھتا ہی سمجھانے سے

لپٹ کر کبھی دامنِ گرد سے | وہ روتا ہے جنگل مین اس درد سے

وحوش و طیور اور سب جانور | بہم روتے ہین اُس کے احوال پر

گراتا ہے جو اشکِ خونین کہین | تو بن جاتی ہے وہ زمین گلزمین

وہین خامۂ عجز سے با ادب | لکھا صفحۂ شوق پر حال سب

مجھے دے کے مکتوب بھیجا ادہر | نہین جب سے مجکو وہان کی خبر

سُنا یہہ تو بولا وہ روشن ضمیر | مجھے دے تو وہ نامۂ دلپذیر

دیا نامہ اُس نے تو کھولا شتاب — پڑھا اور پڑھکر لکھا یہ جواب

جواب نامہ

مرے شیفتہ بے نظیرِ حزین — فانّ اللہ مع الصّابرین
ذرا چاہیے صبر انسان کو — مجھے پائیگا کھو نہ تو جان کو
ہمارا ہی ہوکر رہے تو مدام — یہی آرزو ہے فقط والسّلام

واپسی

پلا ساقیا جامِ ہمت مجھے — کسی کی ہے کرنا رفاقت مجھے
نہ روک آج ساغر کے دینے سے ہاتھ — کہ دی جاتے ہیں مردِ مردوں کا ساتھ
لبِ جام سے حکم اگر پاؤں میں — گرے ہیں جو اُن کو اٹھا لاؤں میں
پھٹی پو شعاعیں چمکنے لگیں — ستاروں کی آنکھیں جھپکنے لگیں
سپیدہ ہوا صبح کا خندہ زن — لگی گدگدانے نسیمِ چمن
سحر نے سونگھایا جو کافور ناب — اٹھا بسترِ خواب سے آفتاب
شہنشاہ نے حسبِ حکمِ قدیر — باآئینِ شایستہ و دلپذیر
لکھا خط اُسے مُہر کرکے دیا۔ — ہوا لے کے قاصد اُسی دم ہوا
چلا جس گھڑی لے کے پیغامِ خیر — تو بجلی سے بھی زود تر گرم سیر

صبا کو وہ بالاستا ہوا
چلا چٹکیون مین اُڑاتا ہوا

اُدھر سے چلا اور اِدھر آگیا
تصور سے بھی پیشتر آگیا

نہ پایا مگر شاہ کو اُس جگھہ
نہ دیکھا کسی ماہ کو اُس جگھہ

غرض سوچتے سوچتے وہ مثیل
یہ سمجھا کہ وہ خسروِ بے عدیل

مقرّر مرے بعد راہی ہوا
کسی جا اسیرِ بلا ہی ہوا

سمجھکر یہ وہ پیک عالی وقار
سوئے دشتِ وحشت چلا اکیلا

وہان جا کے دیکھا کہ سلطانِ دین
تہِ نخل بیٹھا ہے اندوہگین-

کہا حیدر مقدم - کہا مرحبا
کہا اور - بولا کہ فضلِ خدا

وہان جا کے مجھکو ندامت ہوئی
ترے نام سے اُن کو وحشت ہوئی

وہ پیکِ ہمایون ہی اسکا مشیر
ذکاوت مین تمیز مین بے نظیر

یہ سمجھا جو خط دون مین یکبارگی
تو یہ تختۂ مشقِ بیچارگی

نہ مر جائے مارے خوشی کی کہین
نہ لالے پڑین اُس جی کی کہین

صبا وار ہے زیست مین جو خلل
پیامِ وفا ہو پیامِ اجل

کچھ اس کے علاوہ شرارت بھی ہے
کہ شوخی کی تھوڑی سی عادت بھی ہے

کہ آپکا نامہ پھاڑ
ہوا باعثِ وحشتِ طبعِ یار

کہا پڑھ کے نامہ کہ دعوائے عشق — اور اوس پر یہ سیر تماشاے عشق

صبا سے کسی دم مخاطب ہین وہ — کبھی سیر گلشن پہ راغب ہین وہ

کبھی ہین عنادل صفت نغمہ زن — کبھی غنچہ و گل سے وہ ہم سخن

کبھی سبزہ کی دیکھتے ہین بہار — کبھی ہین بہار چمن پر نثار

وہ دیکھین رخ یاسمن شوق سے — کرین خوب سیر چمن شوق سے

ضیا کیا ہو پھر عشق کے داغ مین — کہ رہتے ہین وہ رات دن باغ مین

مرے سمت انکو نظر ہی نہین — مین کیا ہون مری کچھ خبر ہی نہین

انھین عشق ہی تو ہمارے رہین — محیط جہان سے کنارے رہین

سنا جب یہ مین نے تو از راہ عقل — بیان کی ترے غم کی دلچسپ نقل

وہ تیرا جنون تیری آوارگی — تری بیکسی تیری بیچارگی

پھر اسپر قضا سے جو گلزار کی — عنایت ہی یہ چشم خونبار کی

سنا جب یہ افسانہ سحر کار — ہوا مست جام طرب وہ نگار

مری اس کی گھری جو پونچھن گری — جو بگڑی ہوئی بات تھی بن گئی

کہا شہ نے مجھکو بتاتا ہی کیون — تو بے پر کی ظالم اڑاتا ہی کیون

یہ کہہ کر یار نے کچھ مجھی بھی کہا — کہان کہا ہے خدا دی وفا

کہا اٹھ [illegible] | کہا یہ لکھا ہے زراہِ عتاب

گذری ہی کون رات [illegible] گشت مین | ہمین چھوڑکر پھرتے ہو دشت مین

کہا لاوہ فرمانِ حق الیقین | کہا گر گیا راہ مین وہ کہین

کہا قصہ حیلہ سے کیا آئیگا | بھلا اس بناوٹ سے کیا پائیگا

اُدھر جا کے بیٹھا ہے خط لا اِدھر | تصنّع سے حاصل اِدھر آ اُدھر

کہا کچھ مجھے قول تو دیجیے | تو پھر مین بھی حاضر ہون خط لیجیے

کہا کہہ بھی دے جلد کیا ہے وہ قول | تری بات سے مجکو آتا ہے ہول

کہا جس طرح ہو پر کھنا مجھے | ہمیشہ رفاقت مین رکھنا مجھے

کیا شہ نے یہ قول دل سے قبول | کہا اب تو نامہ دی وعدہ ہوا بھول

نکالا وہ خط شوق فی شان سے | کہا مجھکو پیارا ہے یہ جان سے

ہوا سروِ قدِ عاشقِ بے نوا | کہ ہو رسمِ تعظیمِ نامہ ادا

ادب سے لیا نامہ عزت کے ساتھ | ملا اپنی آنکھون سے الفت کے ساتھ

کبھی دل پہ رکھتا کبھی فرق پر | کبھی آنکھ پر شکلِ دامانِ تر

ادا کر چکا جب رسومِ نیاز | تو کھولا اُسے صورتِ چشمِ ناز

پڑی تین سطرون پہ جسدم نگاہ | سمجھکر معانی بھری ایک آہ

کیا خوش رہی وہ مسیحِ زمن	ہین اعجاز میرے لئے یہ سخن
یہی ہین دوا جانِ رنجور کی	یہ باتین لکھی ہین بہت دور کی
انھین مین لکھی ہین بطرزِ سلیم	امانی و جملہ کتابِ عظیم
جو لوحِ دو عالم پہ تحریر ہے	انھین تین سطرون کی تفسیر ہے

اضطراب منظمہ

پلا بادہ اے ساقیِ خوش صفات	کہ ہو رنجِ فرقت سے کچھ تو نجات
شبِ ہجر کب تک اٹھا جامِ عیش	کہ روشن [illegible]
خزان ہون بنا دے تو رنگِ بہار	اڑون دوشِ نشہ پہ ہو کر سوار
اٹھی ہے جو کالی گھٹا اس طرح	مجھی کل پڑے بے تری کس طرح
جو اڑتی ہے چارون طرف یہ پھوار	انی کی طرح ہوتی ہے دل کے پار
اندھیرے مین بجلی کا یہ کوندنا	مرے دل کو حسرت کا یہ روندنا
یہ ساون کی راتین یہ گھرا ابر	بھلا کس طرح آئے بے دل کو صبر
تڑپتا ہون جز شوق دے کون ساتھ	نہین سوجھتا ہاتھ کو آج ہاتھ
یہ سناٹا پانی کا ٹھنڈی ہوا	وہ حسرت بھری بانسری کی صدا
درختون پہ وہ جگنوؤن کی بہار	کہ اڑتے ہین نالون سے میرے شرار

تڑپتی ہے بجلی اُدھر متصل — اِدھر لوٹ جاتا ہی بے یار دل

مین سکتی ہین تھا مورون کے شور سے — گرجنے لگا رعد بھی زور سے

یہہ لو کچھہ ترشح بھی ہونے لگا — مرے ساتھہ گردون بھی رونے لگا

ہوے جاتے ہین ایک اب بحر و بر — برستا ہی گیا ابر جی کھول کر

بہت زور سے چل رہی ہی ہوا — عجب کیا کہ چھٹ جاے دم مین گھٹا

اِدھر دیکھو وہ کھل چلا آسمان — ستارے بھی دو اک ہوے ضوفشان

تڑپانیکو دل کا مرے اضطراب — وہ چمکین شعاعین میانِ سحاب

لئے ہاتھہ مین نیزہ ہر اک کرن — لگی کھولنے بندِ خسلم گہن

نظر آتی ہین دور جو جھاڑیان — ہے اس دم درندون کا اُن پر گمان

یہ لو چاندنی مین ہوا دشت غرق — لگی لوٹنے میرے سینے پہ برق

وہ کوئل پپیہا وہ چلاّئے مور — یہان بڑھ گیا اور وحشت کا زور

غضب چھوٹی چھوٹی سی کرنین اِدھر — سرِ آب ہین کس طرح جلوہ گر

شبِ ہجر مین آج یہ چاندنی — کھلاتی ہے ہیرے کی مجھکو کنی

جگر پارہ پارہ ہی دل چور ہے — بشر ہاے کس درجہ مجبور ہے

یہہ وہ رات تھی اے مرے ذوالجلال — بہم مل کے پیتے شرابِ وصال

مگر ہاے ری قسمت واژگون — عوض لہو کے پیتا ہون اپنا خون
فلک پر ثوابت نہ سیارے ہین — انگیٹھی ہے گردون یہ انگارے ہین
نہ ہے چین دل کو نہ آنکھون مین خواب — بنا ہون مین سرتاپا اضطراب
یہان تو ہے خود دل پہ غم کا ہجوم — خدا جانے کیون گھورتے ہین نجوم
مرے رب مرے ارحم الراحمین — سحر ہوگی اس رات کی یا نہین
پڑھا اسنے یہ فرمان مہر منیر — ہوا اور بھی مضطرب بےنظیر
چڑھین ندیان گریۂ ذوق کی — لپک بڑھ گئی شعلۂ شوق کی
لگی تھی چوٹ وہ دل پہ کھائی ہوئے — جدائی کے صدمے اوٹھائے ہوئے
روانی سے اشکون کے وہ مضمحل — لبون سے عیان صدمۂ دردِ دل
جنون اوسکو گھر سے نکالے ہوئے — امیدین طبیعت سنبھالے ہوئے
بنی تھی جو دل پر تو بگڑے تھے طور — برستے تھے شیشے پہ کیا سنگ جور
ہوس بڑھ کے دل مین سماتی نہ تھی — طبیعت ہی قابو مین آتی نہ تھی
جگر مین تڑپ جان بسمل مین بھی — وہی درد سینے مین بھی دل مین بھی
دل و جان پہ یہ حسرتین چھا گئین — امنگین بھی دم بن کے گھبرا گئین
خبر پاؤن کی کچھ نہ کچھ سر کا ہوش — جنون مین بس آوارہ گردی کا جوش

شرر کیا کہ برق اس پہ قربان تھی — کہ اس کی تڑپ مین عجب آن تھی
کوئی شئی شرر گر خوش آتی اُسے — خدا کی خدائی نہ بھاتی اُسے
کہے کون جو دل پہ تھی واردات — نکلتی نہ تھی ضعف سے منہ سے بات
صریرِ قلم سر فشانی سے تھا — وہ نالان بُریدہ زبانی سے تھا
وہ برچھی سی دل مین کھٹکتی ہوئی — نگاہون سے حسرت ٹپکتی ہوئی
عیان لب سے - دل محوِ آفات ہے — خموشی یہ کہتی تھی کچھ بات ہے
برنگِ گلِ زخم حالت زبون — ہنسی مین بھی جاری ہے آنکھون سے خون
جلا دل تو کھینچی وہین آہِ سرد — گری جو طبیعت چمک اُٹھا درد
تھی اسدرجہ بیتاب جانِ حزین — کہ ہر دم تھا اس کا دمِ واپسین
جو حسرت بھرے دل مین کچھ آگئی — نگاہون پہ کیا بیکسی چھا گئی
تصور مین ہر وقت رد و بدل — کبھی محو ہوکر پڑھی یہ غزل

غزل

ترے غم نے یہ دن دکھایا مجھے — کہ مجھ سے بھی آخر چھڑایا مجھے
ہوا اپنی ہستی سے بھی بیخبر — نہ معلوم کیا یاد آیا مجھے
خدا جانے تھا خواب مین کیا سمان — ارے دردِ دل کیون جگایا مجھے

ستم کرتے مل کر تو پھر لطف تھا	جدائی مین کیا آزمایا مجھے
خدائی سے تیری نہین کچھ غرض	ملا اُس جہنم سے نہ دلایا مجھے
نہ دیکھا کچھ اُن مین بجز اندازِ جور	مگر وہ بھی کیا تھا جو بھایا مجھے
جفا سے وفا سے کہ از راہِ ناز	غرض جسطرح ہو لُبھایا مجھے
وفا کا گلہ کیا کرون بے نظیر	یہ کیا کم ہے جو بس ستایا مجھے
ہوا شوق یہہ دیکھکر بیقرار	کہ رو رو کے کہتا ہے وہ جانِ زار
کہا شہ سے اب صبر گھٹنے لگا	کلیجا مرا غم سے پھٹنے لگا
لکھا ہے تمھین صبر کے واسطے	نہ یون جان پر جبر کے واسطے
کہا شہ نے اسے مونسِ غمگسار	سُنا کچھ بھی تو مژدۂ وصلِ یار
کہا اُس نے اچھا ہی کیجیے	مجھے پھر کوئی نامہ لکھ دیجیے
ابھی روضۃ القدس جاتا ہون مین	خبر مہر کی جا کے لاتا ہون مین
سُنا یہہ تو پھر لیکے کلکِ خیال	لکھا صفحۂ آرزو پر یہہ حال

نامۂ بے نظیر

مرے دلربا شاہدِ بے نظیر	سپہرِ محبت کے مہرِ منیر
شبِ تارِ ہجران ہجومِ بلا	تم آؤ تو چھٹ جائے غم کی گھٹا

جگر شاد ہو قلب مسرور ہو ❊ مرا خانۂ عیش پر نور ہو

کہان تک یہ سوزِ درون کی تپش ❊ کہان تک یہ دردِ نہان کی خلش

یہی ہی جو غفلت دوا ہو چکی ❊ مریضِ الم کو شفا ہو چکی

غنیمت ہے دم آپکا اے مسیح ❊ رہے روز افزون یہ حسنِ صبیح

تپِ غم سے گو مین پریشان ہون آج ❊ کبھی ہو رہے گا مرا بھی علاج

کرو شکر اپنے کمالات کا ❊ ملو آکے مجھسے اے مہ لقا

تم آؤ جو اے شاہِ عالی جناب ❊ کرون تم پہ صدقے مہ و آفتاب

سڑک آپکی جو برابر کرین ❊ عوض کنکرون کے ستارے بھرین

جو دل خواہشِ خوش بیانی کرے ❊ دبیرِ فلک ہیچ خوانی کرے

سنائے وہ نغمہ مجھے لاجواب ❊ کہ زہرہ ہو زہرہ کا بھی آب آب

ترنم کا پھر گرم بازار ہو ❊ بدل مشتری بھی خریدار ہو

کرون جمع اسبابِ عشرت تمام ❊ زحل کی نحوست نہ کچھ آئے کام

مرتب وہ رہنے کو ایوان ہو ❊ جہان نجمِ کیوان بھی دربان ہو

لٹکتے ہون وہ قمقمے متصل ❊ ثریا جنھین دیکھکر ہو خجل

وہ قبے بھرے نور سے سر بسر ❊ کہ نسرین و پروین کی چھپے نظر

بنین ساقی بزم غلمان و حور
فروزان ہو چار دن طرف شمع نور

کرون حاسدون کے جگر کو کباب
نظر آئے ہر جام مین آفتاب

ملے نوش وصلت جو اے ماہ رو
کرون نیش عقرب مین نذر عدو

ہٹادون جو رخ سے وہ زلف سیاہ
تو برج حمل سے نکل آئے ماہ

الٹ دو جو محراب مین تم نقاب
تو آئے نظر قوس مین آفتاب

کرو مہر سان طے رہ جدی دثور
کہ شیرون کو لازم ہے شیرون کا طور

پڑین جو تمھارے قدم کے نشان
تو رستہ بنے غیرت کہکشان

ہو زلفون مین اپنا دل پر شرور
سے چلے منزل سنبلہ مین قمر

تنخ پر ہو جو گیسوئے مشکناب
تو پانی بھرے دلو مین آفتاب

دکھائین وہ آنکھین جو اپنا جلال
اسد سر جھکائے برنگ غزال

یہ ہو گرمی وصل مین سوز و تاب
کہ سرطان کو گردون بنائے کباب

وفا تم کرو ہم صفا مین رہین
کہ میزان کے پلے برابر رہین

جو تم چرخ وحدت پہ ہو قطب خاص
ان آنکھون مین قطبین کے ہین جخ اص

جگہ پائین پہلو مین جو آپ کے
نہ ہو قطب کی طرح جنبش مجھے

ہین یہ جلوہ گر چرخ پر جو بنات
تمھارے عدو پر لگائی ہین گھات

جو دکھلاؤ لبِ اپنے اے گلبدن — ابھی خون تھوکے عقیقِ یمن

سہیلِ یمن کا بھی ہو رنگ زرد — لہو لعل رمّان کا ہو جائے سرد

جبینِ منور جو دیکھے سہا — نہ سجدے سے پھر سر اوٹھائے ذرا

جو بکھرین وہ گیسو تو پھر بے سکوت — دلِ زار یونسؑ ہو وہ زلف حوت

ہے رحمت کی جا میری آوارگی — یہہ جوشِ جنون اور بیچارگی

مین ہون جان بلب تم جلاؤ مجھے — خفا ہون مین دم سے مناؤ مجھے

زمانہ مین رہ جائے تا یادگار — تمھاری محبت مرا انکسار

بہارِ صبح

پلا آج ساقی صبوحی مجھے — کہ حاصل ہو تا قوتِ روحی مجھے

کرون غرغرہ آبِ کوثر سے آج — اوٹھون نشّہ آلود بستر سے آج

وہ مے ہو پیون جسکو سنکر اذان — برنگِ دعا سحر ہون روان

ستارے جو چھٹکے تھے افلاک پر — وہ آتے ہین اب جا بجا کچھ نظر

نہ وہ چمکین ہین نہ وہ شوخیان — نہ وہ جگمگاتے ہین سرِ آسمان

فراہم تھے پہلے جو انگور سے — وہ اک اک کو تکتے ہین اب دور سے

سحر کا سپیدہ بھی ہے کیا غضب — چھپے جاتے ہین پردہ شب مین سب

ہوئی صبحِ خندان جو پرتو فگن | پریشان ہوئی چرخ کی انجمن
ریاضِ سحر مین جو پھولی شفق | ہوا رنگ تارون کا یکبار فق
سحر کا جو دھڑکا ستانے لگا | فلک اپنے افشان چھڑانے لگا
سنی بادِ صبحِ چمن کی جو دھوم | کئے گل فلک نے چراغِ نجوم
ابھی کیا چمکتا تھا نجمِ سحر | ہوئی روشنی ماندا اُسکی مگر
چمک مین نہ تارونکی ہو گئی کمی | کہ پھیکی پڑی جاتی ہے چاندنی
ستارے جو تھے زیبِ بزمِ فلک | جھپکتی نہ تھی جن کی اِک دم پلک
وہ ایک ایک کر کے روانہ ہوئے | سحر ہوتے ہی سب فسانہ ہوئے
مگر کچھ وہ ہین رنگِ تزئینِ صبح | چُننے لگا اُنکو دم مین گلچینِ صبح
سو وہ بھی ہین کچھ جھلملاتے ہوئے | ندامت سے آنکھین چُراتے ہوئے
ستارے جو باقی رہے خال خال | نہ اُن کا رہا کچھ کسی کو خیال
جو تِل کی طرح جا بجا پا گیا | اُنھین چُن کے مرغِ سحر کھا گیا
فلک پر وہ کچھ روشنی صبح کی | وہ ہلکی سی مہتاب کی چاندنی
جو نجمِ سحر بھی لجانے لگا | قمر اپنا بستر اُٹھانے لگا
چھڑائی تھی مہتاب گردون نے رات | اُسی کے یہہ سب پھول تھے بے ثبات

نظر کی جو گردوں کی جنگاہ پر | ہوائی سی چھٹنے لگی ماہ پر

شفق میں ہی جو رنگِ صبحِ امید | ہوا جاتا ہی چہرہ مہ سفید

کیا کاروان نے شب کو مقام | پسینے پسینے تھا اس سے تمام

ستارے جو تھے جلوہ گر تا سحر | پسینے کے قطرے سے تھے وہ سربسر

فلک نے یہ سب گوہرِ بے شمار | کیے فرقِ صبحِ طرب پر نثار

گرے صورتِ اشک جو خاک پر | وہ شبنم کے قطرے بنے سربسر

یہ بس مشتری ہو گئی جب نہاں | بڑھائی قمر نے بھی اپنی دکان

سحر کا عمل سب مرضی ہوا | خطِ کہکشاں خطِ فرضی ہوا

اصول اس کے موضوع جتنے ہی سب | ثبوتِ سحر کے ہوئے وہ سبب

ضیا صبح کی پھیلی اطراف میں | شبِ ہجر جا کر چھپی قاف میں

شفق پھول کر رنگ لانی لگی | نئی آگ دل میں لگانے لگی

گھڑی ہی ہر اک شمع بھی کیا اداس | پتنگوں کے کچھ ڈھیر ہیں آس پاس

ہوئی دل جلوں کے یہ غم میں تباہ | کہ اٹھنے لگا فرق سے دودِ آہ

تمام اس کی تن کی جز و کل ہوئی | سحر ہوتے ہی شمع بھی گل ہوئی

ارم ہر طرف رنگِ صبحِ بہار | فلک پر کھلا یک بیک لالہ زار

نمایاں ہوئے خوب آثارِ صبح — جہاں میں ہوا گرم بازارِ صبح

ہوا صبحِ صادق کا جب دم یقین — تو بستر سے اٹھنے لگے نازنین

کوئی شاخِ گل کی طرح جھومتا — اٹھا کوئی ساغر کا لب چومتا

اٹھا کوئی سرگرمِ حمد و سپاس — کوئی غنچہ کی جھونک میں بدحواس

اٹھے شہر کے زاہد و حق پرست — اٹھے رندِ میخانہ ساغر بدست

شبِ ہجر سے ڈرنے والے اٹھے — شبِ وصل پر مرنے والے اٹھے

اٹھے رہ نشینانِ کوئے بتان — اٹھے ساکنانِ درِ دلستان

کسی کو کوئی گدگداتا اٹھا — کوئی منھ چھپا کر لجاتا اٹھا

گجرِ صبح کا غل مچانے لگا — جو سوتے ہیں ان کو جگانے لگا

نہ جاگا پر اس پر بھی بختِ عدو — بنا جا کے سنگِ رہِ آرزو

اذانوں کی آواز آنے لگی — دعا تا سرِ عرش جانے لگی

ہوا جس گھڑی کم اذانوں کا شور — اٹھا دیر سے بیدخوانوں کا شور

طیور آشیاں سے نکلنے لگے — سمن بو روش پر ٹہلنے لگے

رخِ لالہ کو اوس دھونے لگی — شفق رشک سے خون رونے لگی

گل اندام کپڑے پہننے لگے — پری چہرہ بن ٹھن کے گہنے لگے

یہ چھینٹون پہ نسیم سحر ... کہ آتے ہین جھونکون پہ جھونکے ادہر

اڑی پھرتی ہے آج گل رنگ کی شمیم ... کھلاتی ہے غنچون کو موج نسیم

جھکا دیتی ہے سر صبا کی جھپٹ ... جنون خیز ہے بوے گل کی لپٹ

دیا دایہ نشو نے بے خطر ... ہر اک طفل غنچہ کو شیر سحر

کھلے پھول غنچے چٹکنے لگے ... چمن کے چمن لو مہکنے لگے

یہ شبنم سے تازہ ہین رخسار گل ... کہ انجم ہوے زیب دستار گل

یہ سبزے پہ قطرے ہین چھائے ہوئے ... کہ مخمل پہ موتی بچھائے ہوئے

ہوے برگ گل حمد مین تر زبان ... خدا نے بھرا موتیون سے دہان

ٹپکتی ہے شبنم جو وقت سحر ... ہوئے وجد مین آکے گریان شجر

جو شاخین گرین شوق مین جھوم کر ... اٹھین یار کی خاک پا چوم کر

ہر اک شے پہ چھایا ہے جو رنگ نو ... ہے سکتے مین آئینۂ آبجو

جو ہے آج گلشن مین خوش حال ہے ... فقط بخت خوابیدہ پامال ہے

عجب وقت ہے یہ عجب ہے سمان ... کہ حیرت کے عالم مین ہے آسمان

سہانی سحر ہے سہانی فضا ... ہے مرغان خوش نغمہ و خوش نوا

کہین نغمہ زن طوطی خوش مقال ... کہین نالہ کش بلبل خستہ حال

اٹھی ہر طرف چہچہون کی صدا ‌ ‌ فغانِ عنادل سے باندھی ہوا

وہ گلزار مین قمریان نغمہ زن ‌ ‌ وہ صحرا مین فریادِ زاغ و زغن

غرض اپنی اپنی زبان مین طیور ‌ ‌ ہین سرگرم تسبیحِ ربِّ غفور

ادُھر کوڑیالا بھی ہر رنگ کا ‌ ‌ سطحِ زمین پر کھلا جا بجا

کھلا ہے وہ سبزہ پہ یون باغ باغ ‌ ‌ ہون دریا مین جس طرح روشن چراغ

ہر اک رنگ کے خوبصورت نگین ‌ ‌ زمرد کے تختے پہ دیتے ہین

یہ ہوتا ہے گردِ سحر سے عیان ‌ ‌ کہ آتا ہے کوئی بڑا کاروان

وہ ظلمت کا سائے مین کچھ کچھ اثر ‌ ‌ چھپا زیرِ دامانِ گردِ سحر

یہہ دیکھا ہی تھا چشمِ ادراک نے ‌ ‌ پڑہی آیۂ فتح افلاک نے

سُنہری شعاعون کے نیزے لیئے ‌ ‌ ہراول بڑہے لشکرِ صبح کے

شفق کے پھریرے اڑے چرخ پر ‌ ‌ شعاعون نے گاڑے علمہائے زر

لبِ جو تھا کُہرے کا جو کچھ دہوان ‌ ‌ چمکنے لگین اُس مین چنگاریان

شعاعون کے جاروب نے ایکبار ‌ ‌ کیا صحنِ افلاک کو بے غبار

ہوئی اشکِ شبنم سے تر گل زمین ‌ ‌ پھہارین بھی کُہرے کی گرنے لگین

ہوا ختم جھٹپٹ کا وہ انتظام ‌ ‌ ہوا صاف مطلع سحر کا تمام

سنہری شعاعون کا عکس آب مین / کہ جوں گھر کرے قلب بیتاب مین

چمک کر دکھاتا ہے یہ صاف صاف / کہ آئینے کا ہے بسنتی غلاف

یہہ نہرون مین عکس شفق کا نشان / لگی آگ پانی مین اللہ کی شان

شعاعون کی پانی پہ چنگاریان / ہین سطح بلورین پہ گلکاریان

درختون کے سائے کا حوضون مین ظل / کہ شیشون مین ڈھلے زمرد کی گل

کھڑے ہین خموش اب شجر صف بصف / کہ عالم ہے سناٹے کا ہر طرف

زمین و فلک پہ یہ چھایا جلال / کہ عاری ہوئے نطق سے اہل قال

اُٹھا کر طیور اپنے سر بار بار / کسے دیکھتے ہین بصد انتظار

کسی کو کوئی دیکھنے کے لئے / وہ جھانکا دریچے سے افلاک کے

حسینون کے جھرمٹ مین اک نازنین / لب جو ہوا آکے مسند گزین

ادا شوخی و ناز کی ساتھ مین / سحر آفتابہ لئے ہاتھ مین

غرور و کرم بے نیازی و ناز / شب و روز انھین سے اسی ساز و باز

نہ رندی نہ کچھ پارسائی سے کام / اُسے رات دن خود نمائی سی کام

قضا و قدر اُس کے خدمت گذار / سراپا وہ نور خداوندگار

چپ و راست اُس کے جلال و جمال / اک ادنے صفت دیر بے مثال

برابر کیا سب کے جھک کر سلام
مبارک سلامت کی ہے دھوم دہام
وہ طائر پھر اب چہچہانے لگے
یہ اشعار سب مِل کے گانے لگے

غزل

خدایا تری تا خدائی رہے
دو عالم میں اس کی دُہائی رہے
ترا نور جب تک رہے جلوہ گر
یہی اسکی جلوہ نمائی رہے
تو جب تک شناسا رہے ذات کا
یہہ آگاہِ خود آشنائی رہے
رہے تیری قدرت کا جب تک عمل
یہی اِس کی فرمان روائی رہے
رہے تو بری تا قیودات سے
اِسے بندِ غم سے رہائی رہے
ترا ناخنِ حکم جب تک ہو تیز
یہی اِس کی عقدہ کشائی رہے
ترا دستِ ہمت رہے تا بلند
یہہ چارہ گرِ بینوائی رہے
ترا جلوہ جب تک نہ محدود ہو
یہی اِس کے دل کی سمائی رہے
رہے وصل جب تک بقا سے تجھے
نہ اس کی ہماری جدائی رہے
رہے تا تجھے حسن پر اپنے ناز
نثار اِس پہ ساری خدائی رہے
سبھی جلسے پر خالقِ بینظیر
طبیعت مری اس پہ آئی رہے
کوئی محو ہے گا رہا ہے کوئی
وہ دِل کی طرح آرہا ہے کوئی

ہوا آکے پابوس با صد ادب — کہا اے ہمایِ ریاضِ طرب

تو مثلِ سحر نور افشان رہے — ہمیشہ یہی شوکت و شان رہے

مین پہلے گیا کعبۂ جنیر کو — سُنا خود بدولت گئی سیر کو

وہان سے حضورِ خداوندِ تخت — ہوا آکے حاضر زہے میر بخت

ہوا حکم کیون ہین یہ آنکھین پُر آب — دیا اُس نے اک خط بجائے جواب

لیا شوق سے اور پڑھ کر کہا — کہ اے پیکِ فرخندہ پے مرحبا

بہت تیز رو اور طرار ہے — بہت اپنے فن مین تو ہشیار ہے

نہین عقلِ کُل کو بھی کچھ ہمسری — تجھی کو ہے زیبا یہ نامہ بری

وہ بولا کہ اے شاہِ ملک و سپہر — مین ہون کمترین بندۂ بے نظیر

ہوا حرف زن یون شہِ پاک ذات — ہمین نے دیے ہین اُسے یہ صفات

وہی کرنا ہو جس مین اُسکی خوشی — کہ عاشق ہی وہ اور معشوق بھی

پسند آئی ہے اُسکی عرضی مجھے — ہے دل سے قبول اُسکی مرضی مجھے

یہ مژدہ تو پہونچا اُسے زود تر — مین اُس کا ہون میرا ہے وہ نامور

مگر کچھ دنون مصلحت ہے یہی — رہے وہ مقامِ طرب مین ابھی

سپاہِ الم سے رہے ہوشیار — حفاظت کرے اُسکی لیل و نہار

پھر آنا یہان جب وہ بھیجے تجھے | کہ وصل اسکا مدِ نظر ہے مجھے
یہہ سُنکر ہوا بحرِ شادی مین غرق | قدمبوس ہوکر چلا مثلِ برق
ملا راہ مین ایک مخبر روان | یہہ سوچا ذری دیر دم لون یہان
تو دیکھا کہ میرِ سعادت وزیر | لئے ساتھ اپنے سپاہِ کثیر
اسی سمت آتا ہے مانندِ موج | پریشان و خستہ مگر ساری فوج
اسے دیکھکر شوق بے اختیار | پکارا کہ او سرورِ نامدار
یہ لشکر پہ غم کی چڑھائی ہے کیون | سفر کی مصیبت اوٹھائی ہے کیون
وہ آواز پہچان کر شوق کی | بڑھا اسپ دوڑا کے یکبارگی
اپنی تھی جو حالت دکھائی اُسے | سُنی اسکی۔ اپنی سُنائی اُسے

مجاہدات

پلا اب تو مئے ساقیِ ذی کرم | کہ گھیرے ہوئے ہے سپاہِ الم
اوٹھا ساغرِ مئے طبیعت سنبھال | مجھے ورطۂ بحرِ غم سے نکال
وہ مئے ہو جو دکھلائی اپنی بہار | اڑے رون صورتِ بوئے گل ایکبار
ہے کچھ دہوپ کا عکس کہسار پر | شعاعین چمکتی ہین اشجار پر +
تری اوس کی دہوپ کھینے لگی | ہوا بھی ذری گرم ہونے لگی

پرندے زمین پر اُترنے لگے | ہرن کھل کے جنگل مین چرنے لگے

اُڑے کھول کر قاز و سرخاب پر | گرے مرغ آبی وہ تالاب پر

وہ کھیتون مین چڑیان بھی آنے لگین | وہ چُن چُن کے دانے اٹھانے لگین

ہوا پھر وہی کاروبارِ جہان | ہوئے لوگ معروفِ کارِ جہان

ہوا مین ابھی تک نہین کچھ غبار | رطوبت لگی اُڑنے بن کر بخار

مگر شبنم مین یہہ نہین آب و تاب | کہ ٹیلون کی ہے اوٹ مین آفتاب

بلندی پہ کچھ دھوپ آنے لگی | وہ کلسون پہ سونا چڑھانے لگی

منڈیرون پہ کچھ کچھ جھلکنے لگی | اتر کر وہ در پر چمکنے لگی

غرض چاکِ جیبِ سحر بڑھ گیا | قریب آدھے گھنٹے کے دن چڑھ گیا

ہزارون جوانانِ لشکر شکن | وہ ہین دامنِ کوہ مین خیمہ زن

وہ ہین چھوڑ کر وہ سب اسباب رزم | چلے ہین کسی سمت کو بہر رزم

یکایک کھڑے ہو گئے وہ وہین | کسی نے ابھی اونکو دیکھا نہین

ادھر لوگ کچھ چڑھ کے مینار پر | نظر کرتے ہین دشت و کہسار پر

چمکتے ہوئے خود و تیغ و تفنگ | پھر اُن پر سنہری شعاعون کا رنگ

وہ زرہین چمکتی ہوئین دور سے | کہ گویا بنی تھین وہ بلّور سے

خوشی سے پھر سب اُڑاتے ہوئے
وہ ہر شخص نیزہ اُٹھاتے ہوئے

وہ گھوڑے کنوتی بدلتے ہوئے
اشارون مین ترک ترک کر چلتے ہوئے

سوارون کی ہر دم اسی رزمگاہ
کہ رستہ نہ پائے کہین گرد راہ

رکے پھر وہ کچھ دور کہسار سے
مخاطب ہوئے اپنے سردار سے

وہ کہتا ہے ٹھہرو یہین آس پاس
کہ ہے سخت مضبوط باب سپاس

اسے توڑنا ہے بہت کارِ سخت
کہ یہ شہر ہے شاہ کا پایہ تخت

مقامِ طرب خلد منزل ہے یہ
دیارِ محبت کا حاصل ہے یہ

حیاتِ ابد اس مین اک باغ ہے
مرے دل کو اس باغ کا داغ ہے

ہے قصر اس مین اک عشقِ جاوید
انھین دونون سے ہے فقط مجھکو کام

اسی غم مین ہے میری حالت تباہ
کہ تھی شاہِ ملعون کی یہ سیرگاہ

مگر ہاتھ آنا بھی دشوار ہے
کہ چارون طرف اس کے کہسار ہے

ادھر جائین تو ہوگی بیشک شکست
کہ ہے گھاٹیون پر بڑا بندوبست

مگر ایک تدبیر آسان ہے
کہ صحرائے وحشت مین سلطان ہے

ہمارا تمہارا وہان کیا گزر
کہ اس جا فرشتون کے جلتے ہین پر

کرین اہلِ قلعہ کو محصور ہم
رسد سے کرین ان کو مجبور ہم

درِ قلعہ پر چل کے ہون جا بگیر | مقابل ہو کوئی تو برسائین تیر
پھر جب آب و دانہ سے ہون ناصبور | ظفر ہو گی ہم کو میسر ضرور
اودہر آئے جو شاہ بھی شہر مین | تو جانے نہ دین ہم اُسے شہر مین
جدہر جائے وہ ہو اودہر سدِ راہ | رہے مستعد اس پہ اپنی سپاہ
سُنی سب نے یہہ گفتگوی عجیب | کہا اوس منار سے وادی قریب
وہ شوری جو اس طرح کرنے لگے | یہہ گھبرا کے فوراً اُترنے لگے
اُترتے ہی پہونچے درِ قلعہ پر | کرین قلعہ بانون کو تا یہ خبر
وہ پہونچے ہی تھے در پہ مغرور سے | نظر آئی کچھ روشنی دور سے
یہہ کر زمین چمکتی ہین کس چیز پر | ٹھہرتی نہین اب تو مطلق نظر
سوار آتے ہین کچھ اودہر زرق برق | سراپا ہین فولاد و آہن مین غرق
صفائی مین آئینہ تیغ و تفنگ | پھر اون پر شعاعون کی شوخی کا رنگ
وہ بجلی سے کچھ کم چمکتی نہین | وہ آنکھین نہین جو جھپکتی نہین
یکایک قریب آ گئے وہ سوار | مقابل ہوئے پاسبانِ حصار
ہوئی فوجِ قلعہ کو یہ آگہی | کہ فوجِ لعینان قریب آ گئی
بڑہی آتی ہے دمبدم بیشتر | پہونچتی ہے دم مین درِ قلعہ پر

نظر آتے ہین اُن کے بے طورِ جنگ
اُسی دم بجا قلعہ مین کوسِ جنگ

زمین اُوسکی آواز سے ہل گئی
سرانِ سپہ کو خبر مل گئی

دیا حکم وقفہ نہ زنہار ہو
اسی وقت سب فوج تیار ہو

یہ سُن کر دلیران و مردانِ کار
زرہ پوش ہوکر پئے کارزار

نکل کر درِ قلعہ سے ناگہان
ہوئے فوجِ دشمن پہ حملہ کنان

چلین ہر طرف سے یہ توپ و تفنگ
شبِ تار و تیرہ تھا میدانِ جنگ

مفر کی کوئی راہ تکتا نہ تھا
کسی سمت کچھ دیکھہ سکتا نہ تھا

بہت اُڑ گئے گر گئے سیکڑون
اِدھر سے اُدھر پھر گئے سیکڑون

مگر جوش مین آکے بڑھتے گئے
وہ سب موت کے منہ پہ چڑھتے گئے

بہت قلعہ سے شعلہ باری ہوئی
نہ کوئی سپہ پر فراری ہوئی

کشاکش کے قلب و جگر ہل گئے
لڑائی مین آخر وہ یون ہل گئے

نہ باقی رہی کوئی ترتیبِ جنگ
ہوئین بار اُسوقت توپ و تفنگ

حفاظت کو نکلے ہین جو شہر کی
بہت کم ہین تعداد مین یہ ابھی

پہونچ گئی جن کو جن کو خبر
ہوئے جنگجو آکے بیرونِ در

ہوئے آگ غصے مین اہلِ ستیز
ہوا گرم ہنگامۂ رستخیز

سر و سینہ و پہلو سے اہلِ جنگ ہوئے وقفِ گرز و سنان و خدنگ

بہت دیر تک تیر برسا گئے گلے آبِ خنجر کو ترسا گئے

ہوئے دونوں جانب کے ترکش تہی ہوئی ختم بارش بھی اب تیر کی

اُڑے مرغ جان کچھ پرِ تیر سے بہت پھل گرے شاخِ شمشیر سے

چلی تیغ تو پشتِ زین پر رُکی جو اُس کو بھی کاٹا زمین پر رُکی

جدائی سر و تن مین ہونے لگی لہو سوگِ دشمن مین رونے لگی

نکالے ہوے اپنی سوکھی زبان چلی خون پینے سوے دشمنان

روان ہوتے ہی جان کھونے لگی گلے مل کے رک رک کے رونے لگی

ادھر وار پر وار چلنے لگے شرار اس کے منہ سے نکلنے لگے

سپر کو جو کاٹا تو سر پر گری جو مغفر پر چڑھا اسکو دو کر گئی

چلی المضاعف دمِ کارزار کیا دو پیادون کو راکب پیا۔

جو غصّے مین آکر اُبلنے لگی لہو منہ سے آخر اُگلنے لگی

مٹایا یہان تک عدو کا نشان ہوئی چشمِ جوہر سے خود خون فشان

چمک کر چلی وہ شرارت بھری کسی وقت شعلہ کسی دم پری

گری صورتِ مست وہ جس طرف ہوئی مستِ جامِ فنا صف کی صف

چلی یہ تو منہ سب کے پھرنے لگے — ثمر نخلِ ہستی کے گرنے لگے
ہوئی اڑکہ جو پیتے پیتے لہو — کئے قطع نخلِ حیاتِ عدو
ہوئی محض بیکار شمشیرِ تیز — اُٹھے گرز برپا ہوئی رستخیز
چقاچق کی آواز آنے لگی — سپر ہر طرف مُنھ کی کھانے لگی
پڑی جب یہ اک ضربِ اہلِ کین — اُسی جا ہوا گر کے نقشِ زمین
ہوئے دست و پاسب کے بی اختیار — گرے گرز نیزے لئے ایک بار
نہ حاجب ہے جوشن نہ مانع زرہ — سنان کھولتی ہے دلونکی گرہ
اُدھر کے ہزارون یلِ ارجمند — کئے اہلِ ورنے اسیرِ کمند
بہت دیر یہہ حشر برپا رہا — جو نیزے بھی ٹوٹے تو اب کیا رہا
نہین ہوتی معلوم فتح و شکست — یہ ہین اہلِ قلعہ بہت چیرہ دست
اٹھا ہے یہ کیسا وہ گہرا غبار — مخاطب ہین دونون طرف کے سوار
بہت غور سے دیکھتے ہین مگر — نہین آتا جز تیرگی کچھ نظر
قریب آتے آتے ہوا کم غبار — نظر آئے اس مین علم بے شمار
فصیلون سے اتنے مین اک ہوشمند — پکارا کہ یک بہ بانگِ بلند
کہ اے نوجوانان و مردانِ کار — وہ آتی ہے فوجِ لعین ہوشیار

لعین ابن ملعون کا سن کے نام — وہ مردود یکجا ہوئے پھر تمام

صدا آئی برجون سے یہ ایکبار — کہ اے پہلوانانِ عالی وقار

خبردار ٹھہرو نہ بیدِ امن — نہین گھر گئے آن کی آن مین

تمھین اس گھڑی ہی میسر ظفر — چلے آؤ اب قلعہ مین بے خطر

ہوئے نعرہ زن وہ یلانِ جری — کہ تا حشر یہہ تو نہ ہوگا کبھی

یہین ماریں گے اور مر جائین گے — نہ قلعہ مین پھر بھاگ کر جائین گے

قریب آ گئی اب وہ فوجِ لعین — ہوئے اہلِ دژ سخت اندوہگین

وہی تازہ دم لشکرِ نابکار — ہوا حملہ آور یمین و یسار

گھرے ہر طرف سے یہ مردانِ جنگ — ہوا اہلِ دژ پر بہت وقت تنگ

اٹھائے ہین دستِ دعا جنگ جو — کہ یارب ترے ہاتھ ہے آبرو

یہ معلوم ہوتا ہے سب اہلِ دین — کوئی دم مین ہون نذرِ شمشیرِ کین

ادھر کا ہراول ہے کفرانِ جنگ — بڑھا اور کہنے لگا بیدرنگ

اگر خیر مطلوب ہو جان کی — ہمارے حوالے کر دو تابھی

ہوئے خشمگین یہہ ہنر بر زبان — پکارے کہ او مردکِ بد زبان

تو کیا ہے تماشا ملعون بھی — نہین دیکھ سکتا سوے دژ کبھی

منارے پہ اک شخص اندوہگین
کھڑا ہے لگائے ہوئے دوربین

ہوا دیکھکر سوئے در بے قرار
مقرر ہے یہ پہلوان قلعہ دار

ہے استادہ جس پر یہ فیروزمند
ہے نام اس منارہ کا بخت بلند

پکارا کوئی دور سے بیدرنگ
کہ بتلا تو کچھ خان تقدیر جنگ

وہ بولا فصیلون پہ ہے جو سپاہ
کمک کے لئے جا رہی اس وقت آہ

اُتر کر چلے وہ نبرد آزما
جو باہر سے تھے اُنکا بڑھا حوصلا

ابھی رستے ہی مین ہین یہ مدار
اٹھا پشت فوج عدو سے غبار

پکارا وہین خان تقدیر جنگ
کرو عرصۂ زیست دشمن پہ تنگ

کہ ہمراہ شاہنشہ بے نظیر
وہ آتا ہے میر سعادت وزیر

یہ سُنکر دلیران جنگی سوار
عدو پر گرے ٹوٹ کر برق وار

پس پشت دشمن تھی یہ اہل جنگ
ہوا حکم برساؤ تیر و تفنگ

گئے تیری سمت اہل کمک
لعینون ملتی نہین راہ تک

ہوا فوج دشمن کا یہ قتل عام
کہ کشتون کے پشتے لگے ہین تمام

اجل چیخی دوڑو مری سرگئی
کہ مین دوڑتے دوڑتے مر گئی

لعین ابن ملعون بھی مارا گیا
وہ کفران کا سر اُتارا گیا

یہہ دیکہا تو لی سب نے راہِ فرار
تعاقب کنان جا ہین بیشمار

ظفر یاب ہو کر پہرا وہ وزیر
ہوا دست بوسِ شہِ بے نظیر

سرانِ سپہ ہین ستایش کنان
کہ ہو فتح سلطان کی ہمعنان

یہہ سن کر یہہ بولا شہِ بے نظیر
مجہے لانے جبدم گیا تہا وزیر

مین اُس وقت وحشت کی عالم مین تہا
غمِ یار سے کچہہ عجب غم مین تہا

وہین آگیا شوق پیرِ اشیر
سنایا یہہ فرمانِ مہرِ منیر

خبردار اس مین نہ غفلت کرو
مقامِ طرب کی حفاظت کرو

اسیوقت میرِ سعادت کے ساتہہ
روانہ ہوا شان و شوکت کے ساتہہ

پہنچ کر بفضلِ خدا وقت پر
کیا فوجِ اشرار کو فی السقر

غرض سب بمقصد جو حاصل ہوئے
مقامِ طرب مین وہ داخل ہوئے

مسرت کی گہر گہر ہوئی دہوم دہام
ہوئے محوِ عیش و طرب خاص و عام

حملۂ ملعون

پلا بادہ ساقی اٹہا رسمِ شرم
کہ ہو حسبِ خواہش مری طبع گرم

دئے جا مجہے جام تو بیدرنگ
تو پہر دیکہہ میری طبیعت کا رنگ

مخالف ہو مستی مین جو روزگار
بطِ مے کی صورت ہو وہ بہی شکار

چھپے غار مین گرگ و یوز و پلنگ
کہ بدلا ہے قدرت نے موسم کا رنگ

ڈھکین چوٹیان برف سے سر بسر
کہ چاندی چڑھائی ہے کہسار پر

کھلے پھول گیندے کے وہ زرد زرد
چلی آتی ہے کیا ہوا سرد سرد

وہ گل مہندی پھولی کھلے گلفرنگ
چمکتا ہوا وہ ہرا ہے کا رنگ

وہ نیلم کے ساغر لیے گاسنی
وہ سورج کی ہم شکل سورج مکھی

وہ گوبھی کے پتے اکڑنے لگے
بتاشے بھی دو چار پڑنے لگے

انارون مین کلیان بھی گُوا گئین
وہ کیلون کی پھلیان بھی گدرا گئین

ہی سیب امرود پکنے لگے
وہ شاخون مین کوکے چمکنے لگے

وہ پک کر شریفے بھی سب کھل گئے
ٹپک پڑتے ہین جو ذرا ہل گئے

لدی ہین درختون مین نارنگیان
جھٹی پڑتی ہین بوجھ سے ڈالیان

ہزارے لٹکتے ہین کیا لال لال
جڑے ہین زمرد کی جھاڑون مین لال

غضب عشق پیچان کا شاخون سے میل
وہ نازک وہ باریک پتی کی بیل

تراشے ہین قدرت نے کیا بیمثال
کرن پھول یاقوت کے لال لال

وہ کچھ پھول سرسون مین آنے لگے
ذرا کھیت جوبن دکھانے لگے

کہین چھوٹے چھوٹے وہ چمپے کے پھول
کہین اودے اودے وہ السی کے پھول

دکھاتی ہے صنعت ربِ انام
زمرد کی چھت پر یون پالے کی شام

ہوا جب اڑاتی ہے جنگل کی ریت
تو کیا لہلہاتے ہین گیہون کے کھیت

عماے کا چلتا نہین زور پیچ
ہے سردی کے آگے دولائی ہیچ

رضائی مین چھپ کر جو لیٹے ہین تنج
گلوبند سر سے لپیٹے ہین آج

تھا جن جن کو نازک مزاجی پہ لاف
ہین لادے ہوئے وہ بھی بھاری لحاف

بغل مین کوئی دلبر گلعذار
کہ سردی مین ہے بس اسی کی بہار

نہین اور جاڑے کا چارہ کوئی
اسے روئی کھوتی ہے بن یار دوئی

ہم آغوش دلبر ہے جو شام سے
اسی کی گذرتی ہے آرام سے

وہ عاشق کہ جن کا نفس شعلہ بار
انھین یار کی سرد مہری ہے بار

گری برف ٹھہری جو ٹھنڈی ہوا
رگون مین لہو اب تھمنے لگا ۔

دم صبح ہے زور سردی کا اور
جدھر دیکھو ہے چائے و قہوہ کا دور

دھری ہین وہ شیشو کی کشتی حسین
کسی مین برانڈی کہین شامپین

پلاتا ہے بھر بھر کے ساقی ایاغ
ہوا آتش تر سے روشن دماغ

کوئی مست ہے کوئی مخمور ہے
کوئی نشۂ عشق مین چور ہے

چلی زور سے کیا ہوا رات کو
قیامت کا پالا پڑا رات کو

جو دُشالے دکھاتے ہین کیا کیا بہار
کرے شال اوڑھے ہے کرے جامہ وار

جو کہتے تھے اپنکو آتش مزاج
چڑھائی ہین دستانے ہاتھون پہ آج

کھڑے تھے جو گرمی کی اندھیر مین
ٹپے پائتابون کے اب پھیر مین

وہ گُل جن ڈھاکے کی ململ تھی بار
نہین آج کمل سے بھی انکو عار

قبا تھی گران جن پہ تنزیب کی
پہنتے ہین اب کوٹ۔ اچکن ہی

کہین کمرے مین تاپتے ہین حسین
کوئی ہاتھ ہی سینکتا ہی کہین

وہ رنگین کپڑے چمکتے ہوے
انگیٹھی مین کوئلے دہکتے ہوے

نہین بھاتی مطلق درختونکی چھاون
ہوا مین ٹھٹھرتے ہین سب ہاتھ پاون

نہین چھینٹ سے خالی کوئی دکان
اُترتے ہین آنات پھلونکے تھان

نزاکت سمجھتی لکھنؤ کی وہ فرد
کہین سرخ و سبز اور کہین ہے برود زرد

غرض سب کے لب پر ہی سردی کا ذکر
مگر فضلِ حق سے بیان کیا کرین قدر

فقیر اپنے کمل مین بیٹھا ہی مست
پیالے چڑھاتا ہے جامِ الست

ردائے نگارین ہی لطف عجیب
رضائی کی جا ہے رضائے حبیب

جو مجھ سے ہے سینہ تو دم شعلہ بار
ہین انگارے سے داغِ غمِ عشقِ یار

لگائے ہوئی سوزِ دل کا الاؤ
فقیر اپنی مونچھون کو دیتا ہے تاؤ

قریب آکے سبھنے کے پہونچے مگر ‏ ‏ ابھی تک نہین آتا سورج نظر
یہہ معلوم ہوتا ہی ہے وقت شام ‏ ‏ قیامت کا چھایا ہے گہرا تمام
یہہ لو چھٹ گیا اُن کی آن مین ‏ ‏ نکلنے لگے لوگ میدان مین
نظر آتے ہین جتنے تالاب خام ‏ ‏ وہ اوڑھے ہین کھبنی کی چادر تمام
میسر نہین یہہ بھی کپڑا اگر ‏ ‏ کنگھاڑون کے ستون سے ڈھانکے ہین سر
وہ پانی پہ کائی بھی جمنے لگی ‏ ‏ وہ کچھہ وہار دریا کی تھمنے لگی
وہ ندی کا زورون پہ بہنا نہین ‏ ‏ وہ پانی بھی جھیلون کا میلا نہین
ستون جتنے لڑکے پیچھے سیخ پر ‏ ‏ چلے آئے کہسار کو چھوڑ کر
کلنگ اور سرخاب باندھے قطار ‏ ‏ اترنے لگے جھیلون پہ وہ ہشیار
کنارے کنارے وہ بگلون کی صف ‏ ‏ حواصل سموے بطین ہر طرف
برابر جو بیٹھے صفین باندھکر ‏ ‏ کہین جدولین صفحۂ آب پر
پئے سیر اب لوگ جانے لگے ‏ ‏ شکاری بھی جھیلون پہ آنے لگے
یکایک اٹھا دشت سے وہ غبار ‏ ‏ ہوئے لوگ حیرت زدہ ایکبار
ذرا ہی دیر گذری ہے اِس کو ابھی ‏ ‏ نظر آئی کچھہ فوج اشرار کی
یہہ دیکھا جو سب نے تو پھر زود تر ‏ ‏ چلے جانب شہر سب چھوڑ کر

پہونچتے ہی قلعے مین برنا و پیر — گئے پیش میرِ سعادت وزیر

سنی اُس نے جسدم یہ اُڑتی خبر — تو پہونچا حضورِ شہِ دادگر

دعا دی کہ اے شاہِ فرخندہ بخت — رہے تا ابد تیرا دیہیم و تخت

سُنا ہے کوئی لشکرِ جنگ جو — ہے گھیرے ہوئے شہر کو چار سو

یہ معلوم ہوتا ہے ملعون شاہ — خود آیا ادھر لے کے اپنی سپاہ

سُنا یہ تو وہ شاہ فیروز چہر — ہوا یون سخن سنج از روی قہر

لعین اور کفران جب آئے بہم — تھے اُس وقت صحرا و دشت مین ہم

نہ تھا تو بھی قلعہ مین اے خوش صفات — مگر رکھ لی اللہ نے اپنی بات

اب اِس وقت جو مصلحت ہو تری — اُسی کو سمجھہ عین مرضی مری

کہا اُس نے اے سرورِ سروران — ہے قلعے مین اب لشکرِ بیکران

جو آتے ہین آنے انہین دیجیے — ابھی سے نہ عزمِ وغا کیجیے

نہین تو یہ خدشہ رہے گا مدام — پڑے روز اک جنگ تازہ سے کام

تردد نہ زنہار کچھہ کیجیے — مگر حکم اِس وقت یہہ دیجیے

کہ سرکردہ فوجِ شیخ جلال — رہے ہردم آمادہ بہرِ جدال

ہے اک اور تدبیر جس سے حضور — نہ باقی رہے کوئی اہلِ غرور

لڑین جبکہ وے لیکے تیغ و تفنگ ۔ انھین کر لین حلقے مین مردانِ جنگ

گھرین تو ہون گے وہ اک دم مین پست ۔ ابھی سے یہ خفیہ ہی بندوبست

کرے چارون جانب سے حملہ سپاہ ۔ نہ باقی رہے ایک بھی کینہ خواہ

طلسم مصیبت ہی اِک راہ مین ۔ جو بچ جائین گرین سب اُسی چاہ مین

غضب کی وہان آگ کے شعلے ہین ۔ اُسی مین جلین خوب یہ بہتر ہین

غرض رائے ٹھہری مناسب یہی ۔ کسی کو نہ اِس کی ہوئی آگہی

کہا شاہ نے کچھ یہ دستور سے ۔ کہ واقف ہی تو دردِ دل سے مرے

جدائی سے گو اُس کی مرتا ہون مین ۔ مگر دن مصیبت کے بھرتا ہون مین

مقامِ طرب مین خدا کی قسم ۔ نہین چین دل کو مرے کوئی دم

یہی جی مین آتا ہی اب اے وزیر ۔ روانہ ہون مین سوئے بدرِ منیر

تجھے سونپ جاؤن یہ ملک و سپاہ ۔ رہے رات دن تو بصد عزّ و جاہ

سُنا یہ تو بولا وہ دانا وزیر ۔ کہ کچھ یاد ہے حکمِ بدرِ منیر

ابھی آپ چندے اسی جا رہین ۔ جدائی کا غم اور کچھ دن سہین

خدا چاہے تو جلد یکسو ہو جنگ ۔ روانہ ہون پھر آپ دھر بیدرنگ

کمر بستہ بہرِ اطاعت مدام ۔ حضوری مین حاضر ہے یہ غلام

غرض کیا ہے مجھے عیش و آرام سے
مجھے عشق ہے آپ کے نام سے

نہ چھوڑی رفاقت کبھی آپ کی
رہا ساتھ صحرا ہو دشت بن یا بی

فراغت جو اس جنگ سے ہو نصیب
چلیں دونوں سوئے حبیب

ہو یہ عزم ہے پہلے یہ کیجیے
اجازت وہاں سے منگا لیجیے

ادہر کی طلب پہلے درکار ہے
کہ بے اذن جانا بھی دشوار ہے

یہہ سن کر ہوا خوش شہِ بے نظیر
کہ مبنی تھی حکمت پہ رائے وزیر

اٹھا کر وہیں خامۂ اشتیاق
یہہ کی صفحۂ نم پہ شرحِ فراق

استعانت

مری روح و سقاکِ رنگین عذار
گلستانِ زخمِ جگر کی بہار

رخِ رشکِ گل کا ہے مدت سے ذوق
سماتا نہیں اب مگر دل میں شوق

یہہ رنگِ طبیعت یہ جوشِ فراق
تمہارے گلے ملنے کا اشتیاق

کہیں اور ہی گل کھلائے نہ اب
کہ مٹی میں امید مل جائے سب

کہاں تک اٹھاؤں میں یہ بارِ غم
کہاں تک رہوں تختۂ مشقِ الم

میں ہوں جان کنی میں بچا لو مجھے
تم آ کر گلے سے لگا لو مجھے

گئے گرمیِ عشق نے ہوش گم
ہوا اپنے دامن کی دو آکے تم

کرو تم مرے گھر جو آنا قبول — لٹاؤن مین کیا کیا تمنا کی پھول

نہین اب تحمل کا یارا مجھے — تمہاری جدائی نے مارا مجھے

گئی جان جسدم تم آئے تو کیا — مرے بعد تشریف لائے تو کیا

جوانی کو کہتے ہین اہل تمیز — بہارِ گلستانِ عمرِ عزیز

ملو اِس جوانی مین تم اے حبیب — یہ دن اور راتین کہان پھر نصیب

مرے مر ہی جانے سے خوش ہو اگر — تو پھر کیا ضرورت نہ لو کچھ خبر

بلا سے مین جی سے گذر جاؤن گا — کسی کو مگر خوش تو کر جاؤن گا

بلا سے تمہاری جیون یا مرون — مگر تم کو ناراض مین کیون کرون

اٹھائے وہ صدمے کہ گھبرا گیا — لبون پر دمِ مضطرب آگیا

بنے جسطرح اب بلاؤ مجھے — رہِ آمد و شد بتاؤ مجھے

اگر میرے ملنے سے ہو تمکو عار — کسی کو کسی پر ہے کیا اختیار

دعا ہے یہی خالق ذوالجلال — عدو پر پڑے اے محبت کا جال

مرے بعد پھر تم کو فرصت کہان — یہ ہر وقت کا رنج و زحمت کہان

نہین ہیچ واللہ میرے بغیر — مبارک تمھین باغ خوبی کی سیر

جو تم سا بناتا مجھے کردگار — تو پھر کیا تمھین تھے مرے دوستدار

تمھاری سوا کون ہی اب شفیق — مرے غم کا ساتھی الم کا رفیق
مرے حال کی ہی تمھین اب خبر — کرو دشمنون سے نہ اب درگذر
مقامِ طرب سے نکالو انھین — طلسمِ مصیبت مین ڈالو انھین
مری اختیاری جو ہوتی اجل — تو اب تک نہ ہوتا یہہ ردّ و بدل
کرو تم وہی جس مین تم خوش ہو یار — دعا پر مین کرتا ہون اب اختصار
ہین جب تک کہ گلشن مین استادہ سرو — ہین جب تک خرامان کیک و تذرو
رہو چلتے پھرتی گلستان مین تم — سلامت رہو باغِ امکان مین تم
کہی شوق سے ردی کے نامیہ بات — پھر آنا انھین پاؤن اے خوش صفات

تائید و نصرت

پلا ساقیا ساغرِ لطفِ یار — کہ ہو یار تائیدِ پروردگار
پلا ئے قیود ات سے دی نجات — کہ قایم رہون صورتِ محضِ ذات
گھرا ہون مین انبوہِ اوہام مین — دکھا حکمِ نصرت خطِ جام مین
قریب آتی جاتی ہی اب دوپہر — پگھلنے لگی برف کہسار پر
صدا ابتیون سے نکلنے لگی — ہوا بھی ذری تیز چلنے لگی
قریب آگئی وہ درختونکی چھاون — ہوئے خوب قابو مین اب ہاتھ پاؤن

پپیہے پی پی سے پھرنے لگے جانور
وہ پانی پہ گرنے لگے جانور

شبہ ہر لہر بجلی دکھانے لگی
نظر پانی پر تلملانے لگی

بہت صاف ہے گو سپہر کہن
وہ منڈلا رہے ہین مگر کچھ زغن

درختون پہ بیٹھے ہین کچھ دور دور
وہ اڑتے ہین تالون پہ بھی کچھ طیور

ہرا پانی اور جستیل نکلنے لگے
وہ پی پی کے پانی اچھلنے لگے

ہوے آب شیرین سے جو بہرہ ور
تو کیا کیا کلیلون پہ ہین جانور

جو شکرون پہ مزدور تھے جابجا
وہ تکتے رہے سایہ اشجار کا

بجے بارہ سب کو خبر ہو گئی
کہ فرصت ملی دوپہر ہو گئی

مگر وہ پڑے ہین جو میدان مین
ہین ڈوبے لڑائی کے سامان مین

یکایک یہ ہو طبل جنگی بجا
کچھارون مین کیا گونج اٹھی صدا

کئی روز نقارے بجتے رہے
ترائی مین بادل گرجتے رہے

رہین تین دن یونہین طیاریان
فراہم ہوا لشکر بیکران

ہی دھوکے مین میر سعادت وزیر
کہ شاید ابھی اور آئین شریر

اسی سے وہ دانستہ خاموش ہے
مگر شاہ ملعون کو جوش ہے

ادہر جتنے افسر تھے سب آ گئے
وہ قلعہ کی چارون طرف چھا گئے

بڑھی کبر جنگ اور آغا ہوا ۔ غضب جان خوبین اس اڑیا

پکارا یہہ ملعون از روی کین ۔ ہے لینا مجھے انتقام لعین

کرو کوششین آج میدان مین ۔ کرو قتل ان سب کو اک آن مین

ادھر سے بحکم شہ با خدا ۔ بڑھی میر تسلیم و تیغ الرضا

جو یہہ دونون لشکر صف آرا ہوئے ۔ بہم نار اور نور یکجا ہوئے

ہوئی جنگ مغلوبہ تا وقت شام ۔ نہ نکلا مگر اس لڑائی سے کام

یونہین جنگ مغلوبہ ہوتی رہی ۔ اجل بخت ملعون کو روتی رہی

کٹے تین دن اور اسی ننگ سے ۔ فریقین گھبرا گئے جنگ سے

اٹھا ہے وہ میر سعادت وزیر ۔ یہہ کہتا ہے اسے خسرو بے نظیر

وہ ملعون مردود رب جلیل ۔ سمجھتا ہے ہے یہہ جماعت قلیل

اگر حکم پاؤن لب شاہ سے ۔ نکل آئین فوجین کمین گاہ سے

ابھی چاشت ہے اور آغاز جنگ ۔ پہونچ جائین گے دن ڈھلے بیدرنگ

جو لڑتی ہے اس وقت فوج قلیل ۔ چلی آئی ہٹی ہوئی تا فصیل

ہٹین گی جو یہہ مار کھاتے ہوئے ۔ چلے آئین گردہ دباتے ہوئے

جو ہو جائین یکجا وہ مانند فوج ۔ نکل کر انھین گھیر لے اپنی فوج

اسیدم بحکم شہ نامور | یہہ پہونچادی مخبر نے سب کو خبر

گھرے جس گھڑی وہ بحال زبون | نظر آئے سور و ملخ سے فزون

ملے جب یہہ دو لشکر بیشمار | زمین پر قیامت ہوئی آشکار

کسیکو نہ باقی رہا تن کا ہوش | مگر فوج ملعون ہوئی سخت کوش

کہ اتنے مین اک لشکر بے حساب | کہ چہرون پہ ڈالے ہوئے تھی نقاب

ہوا اہل قلعہ کا آکر معین | یہہ دیکھا تو خائف ہوے اہل کین

بڑے ہیہ جو باگین اٹھائی ہوئے | تو بھاگے وہ سب دم دبائے ہوئے

رہا اور کیر وہ ہوا و غضب | ہوے ساتھ ملعون کے فی النار سب

جو ہاری لڑائی سے زندہ پھرے | طلسم مصیبت مین جا کر گرے

گرے اس مین جو بادل دردناک | وہین ہوگئین ہڈیان جل کی خاک

نشان بھی ملا پھر نہ بدخواہ کا | فقط رہ گیا نام اللہ کا

مگر شاہ کو ہے یہہ حیرت کمال | کہ آئے کہان سے یہ قدسی خصال

طریقت

چھکادے اب ای ساقی ذو فنون | کہ نحن الی ربنا راجعون

نہ چھوٹا کبھی جام سے آج تک | کہ اصبحت و امسیت خیر امسک

دے جا تو ساغر کہ تیرے بغیر — ہے ویرانہ مجھکو حرم ہو کہ دیر

ڈھلاون سنہری ہوئی سطح آب — پہاڑون مین چھپنے لگا آفتاب

دکھاتے ہین چوٹی وہ زرین کھجور — گیا بھاگ کر سایہ تاڑون کا دُور

چلے سوئے مے خانہ آزاد رند — لگے ڈھونڈھنے آشیانے پرند

شعاعون کے ٹیلون پہ ہین کچھ نشان — چلے گاؤن کو لے کر گلّے شبان

وہ مزدور سٹرکون سے آنے لگے — سرا کو مسافر بھی جانے لگے

کھچا سرخ پردہ وہ افلاک پر — نہین آفتاب زرد سورج نظر

وہ جو لکۂ ابر ہین دور تک — ہے اُن مین بھی یاقوت کی سی چمک

شفق پھول کر یہ ہوئی خون فشان — بنا عرصۂ قتلگہ آسمان

ہوا ہر طرف اک سکوت آشکار — ہوا کم ہوئی ٹھہری دریا کی دھار

جو تھوڑی سی آتی تھی بدلی نظر — وہ سونے کا پتر بنی سر بسر

ہوا جھٹ پٹا وقت بدلا سمان — لگا کھولنے جعدِ شب آسمان

نہین بدلیون مین بھی اب وہ چمک — بنا گنبدِ سنگ موسے فلک

فلک روشنی رنگی کھونے لگا — اندھیرا سا باغون مین ہونے لگا

درخت اپنے چہرے چھپانے لگے — بخارات دریا پہ چھانے لگے

اندھیرا ہوا خوب ہر راہ مین — جلین مشعلین لشکر شاہ مین

اتر کر سواری سے وہ اک جوان — پیادہ ہوا سوے قلعہ روان

قریب آکے اس نے اٹھائی نقاب — تو بولا وزیر الممالک شتاب

ارے یہ تو ہی شوق شہ کا مشیر — وہ پہونچا حضور شہ بے نظیر

یہ فرمایا شہ نے کہ اے غمگسار — یہ ہین کون مردان جرأت شعار

کہا اس نے ہین دو شخص سردار ہین — مہمات ملکی کے مختار ہین

ہین سب ان سے محکوم نیرنگ و تنگ — یہ ہین نصرۃ الدولہ تائید جنگ

کہا کیون یہ ڈالے ہین منہ پر نقاب — کہا ہے یہ نامحرمون سے حجاب

گیا شوق یہ کہہ کے کہسار کو — بلا لایا ہر ایک سردار کو

گیا لے کے شہ ان کو خلوت مین ساتھ — بٹھایا پکڑ کر محبت سے ہاتھ

الٹ کر نقاب ان کے رخسار سے — ملایا وزیر وفادار سے

کہا شوق سے شہ نے کہ اے غمگسار — بیان کر جو لایا ہو پیغام یار

وہ بولا کہ ہین اوج پر اب نصیب — کہ طالب ہی خود آپ کا وہ حبیب

گیا لے کے جس دم مین نامہ وہان — ہوا مہر مجھ پر بہت مہربان

بہت غور سے لے کے نامہ پڑھا — بلا کر پھر ان افسرون سے کہا

اسی وقت مع اپنے لشکر کے سب
روانہ ہوئے سوئے مقام طرب

یہہ کہنے لگا مجھسے وہ عرش جاہ
یہان آنے کی ایک ہی ہے جو راہ

اُسی راہ سے اُس کو لانا ادہر
کہ ہو منزلون کی اُسے سب خبر

یہہ کہنا تو اُس سے کہ سب چھوڑ کر
ادہر آ طلسم خودی توڑ کر

جسے چاہتے ہین بلاتی ہین ہم
نظر کر وہ اپنا بناتے ہین ہم

یہہ لے اُسکو دینا تو لوحِ یقین
پتا دے گی منزل کا یہہ سب کہین

مقام اوّل اوسکا ہی باب مجاز
یہہ کہنا کھلے گا وہان علم راز

ہدایت کرے لوح جس بات کی
وہان تجھکو ان سب ہی کرنا وہی

جو وادیِ حیرت کی صدا آئی گی
تو یہہ لوح آئینہ بن جائیگی

نہ دیکھے گا کوئی تو اپنے سوا
انا الحق کی ہر سمت ہوگی صدا

وہان سے جو گذریگا ہے دشت ہو
نظر آئے گا ایک ہی چار سو

جو کچھ حق ہے دیکھے گا تو بس وہان
نہ ہوگا کوئی واسطہ درمیان

وہان سے ہی آگے ہی سرزمین
ملین گے یہان پہلی تجھسے ہمین

یہان تیری نظرون مین اک سیہہ لقا
رہے گا نہ کوئی ہمارے سوا

بس اِک عالمِ قدس ہوگا یہان
تعدد نہ تمیز کا کچھ نشان

نہین منزلِ عشق مین انتظام | ہین دکھلانے پر تجہہ کو سارے مقام
نہ شیطان کچہہ ہی نہ طاعت ہی کچہہ | نہ دوزخ یہان ہی نہ جنت ہی کچہہ
نہ ہی جبر کچہہ شی نہ کچہہ اختیار | وہی کفر ہے جو کہ ہے غیر یار
نہ ہی کفر کچہہ شے نہ اسلام کچہہ | نہ زُنّار کچہہ ہے نہ احرام کچہہ
نہ ترتیب کچہہ ہی نہ کچہہ اختلاف | ہے اضداد سی مطلعِ عشق صاف
دوئی کی کسی جا سمائی نہین | یہان غیر سے آشنائی نہین
نہ اقرار ہے کچہہ نہ انکار ہے | جدہر دیکہئے یار ہی یار ہے
نہ مین ہون نہ تو ہی نہ ہی قال و حال | مگر اے نظر کردۂ ذُو الجلال
تری اس مین تعلیم منظور ہے | نہین تو رہِ قدس کیا دور ہے
پلک مارنے سے کہین پیشتر | ہے ساتہہ ہوتا تو شیر و شکر
نہین ملتا ہر شخص کو یہ مقام | کہ اس شان کا خاص رحمت ہی نام
جسے چاہین کرتے ہین ہم اُس سے میل | کہ یہ سب ہے اپنی عنایت کا کہیل
نہ جس کی ہم اس مین ہدایت کرین | وہ کہایا کرے تا ابد ٹہوکرین
روانہ کئے دو وزیر اس لیئے | کہ لے آئین یہہ تجہکو آرام سے
کرین گے ابد تک نہ تجہکو جُدا | جو وعدہ کیا ہے کرین گے وفا

سنا یہ تو وہ عاشقِ بے نظیر | اُٹھا حسبِ فرمانِ مہرِ منیر

وہان جتنے تھے فلک قدر تھے | حوالے کیے خانِ تقدیر کے

سفر کر کے اپنے نائب وہان | سحر ہوتے ہی ہو گئے سب روان

ثنا خوانِ ربِ یگانہ ہوئے | سوئے قدس پانچون روانہ ہوئے

عزمِ طلسم

چلے ساقیا دور گم ہون حواس | کہ جوبن دکھائے بسنتی لباس

اُٹھا جامِ زرین پلا بید رنگ | کہ عاشق کے حصے مین ہی زرد رنگ

ڈھلے زعفرانی شرابِ نیاز | کہ مستی مین کھولون مین رازِ مجاز

وہ گورا آئے آمون پہ ہے کیا سمان | چمکتی ہین پکھراج کی کلغیان

دکھاتے ہین موچار پھول اب ببول | ہین پر دو رنگ پھولے سرسون کے پھول

ہے اس زرد چادر مین اتنا اثر | اُدھر جا کے آتی نہین پھر نظر

دیا کس نے یہ آبِ زر بے قیاس | کہ ہر کھیت کا ہے بسنتی لباس

یہ زربفت اور کامدانی کا کام | کیا کس نے مخمل پہ یکسان تمام

یہ مستی دکھائی ہے ہر پھول نے | کہ آنکھون مین سرسون لگی پھولنے

نظر طرفہ تر رنگ لانے لگی | ہتھیلی پہ سرسون جمانے لگی

چلی لوٹنے رنگ عشاق کو | وہ سوجھی نہ سوجھے جو قزاق کو

طبیعت جو یہ لطف اٹھانے لگی | رقیبون پہ زردی سی چھانے لگی

سنہری ہوئی سن کی پتی پھلی | چھڑے اور چھاگل بجلنے لگی

گلے مین کھجورون کے وہ چمپئی | پنہائی ہے موسم نے چمپا کلی

وہ پھولا کسم غیرت زعفران | بنا رشک کشمیر ہندوستان

سنہری امربیل کی نتھ ہے پھول | وہ پہنے ہی اور کیل ہے زرد پھول

چمکتے ہین گوندی کے پھل دور سے | کہ یہ قدرتی زرد موتی پھلے

چمک مین وہ سینکو نکی ہی کیا بہار | کہ قدرت نے کھینچے ہین سونے کی تار

وہ ہلتی ہی سرسے کی سوکھی پھلی | لٹکتی ہی سونے کی پاپچلڑی

جو بندے ہین پکھراج کے زرد بیر | دکھاتی ہین سونے کو جگنو کنیر

مٹر کی وہ پھلیان جو پکی ہین سب | عروس زر کو جوشن ہنہین کس نے اب

وہ کیا کیا چمکتی ہی کمرکھ کی پھانک | پٹھائی ہی قدرت نے کندن کی ڈانک

وہ لیمون جو ہے کاغذی سبز تر | لٹکتے ہین اب بن کے تعویذ زر

پہاڑی کسونجی سے ہے جو سلہنے | بلاق اسکو سونے کے کس نے دی

وہ پہنے ہین ارہر کی بھی ڈالیان | سنہری امربیل کی بالیان

وہ گیندے کی شاخیں جو تھیں سبز فام | ہیں لٹکے کندن کے جھمکے تمام

ہوئی زرد یک کر چلی سیم کی | چمکتی ہین کیا بجلیاں چمپئی

خزاں بھی ہی گو بعض اشجار کی | دمہلتے ہین پتے سنہرے ابھی

وہ چمپا کہ خجلت دہ لاجورد | ملا کیا ہی جھومر اسے زرد زرد

اٹھائے ہوئے ہاتھ سورج مکھی | دکھاتی ہے سونے کی وہ آرسی

ہوئی الفت ایسی اسے مہر کی | کہ بڑھ بڑھ کے کندن کی کنگن بنی

جو داؤدی کے زرد غنچے کھلے | کرن پھول ان کو کہاں سے ملے

وہ پہنے ہوئے سبز پتے کہین | گل اشرفی کی حمائل حسین

ہری گودھ کیلے کی تھی جو ادھر | بنی جھاڑ پکھراج کا سر بسر

لیے جام زریں بعد آب و تاب | وہ کیا زرد زرد آج پھولا گلاب

پپیتے کو۔ امرود کو۔ شکل ورد | دے گیندے کس حسن سے زرد زرد

سنہری جو گوبھی ہین پھول آئی ہین | کٹوری پہ سونے کے اوندھائی ہین

چھڑک کر زبرجد کی کوندوں پہ شیر | اٹھایا ہے بیسن کا کس نے خمیر

وہ پھولوں پہ ہر سمت چھایا بسنت | وہ بلبل بھی گاتے ہین کیا کیا بسنت

عجب مست خوشبو ہی عوریونکی آج | کہ پرہیزگاروں کا بدلا مزاج

درختون پہ وہ اُتری آتی ہے دھوپ | زمین پر بھی سونا چڑھاتی ہی دھوپ
پڑا زرد کرنون کا عکس آب مین | ہوا زرد پانی بھی تالاب مین
جو اُڑتی ہین ہر جا بیان کچھ اُدھر | اُڑاتی ہین پیلو وہ ہر تال پر
لیئے جاتے ہین آج اہلِ عقول | کوئی زعفران کوئی کُتن کوئی پھول
بسنتی ہے جامہ ہر اک بشر | کہ ہلدی بھی شرماتی ہی دیکھکر
ہے معشوق یا حنا زرد ہے | جسے دیکھئے زرد ہی زرد ہے
نہ کیون اتنی زردی پہ ہو عقل دنگ | یہہ چھایا ہی اُڑ اُڑ کے عاشق کا رنگ
مگر دم محبت کا بھرتا ہوا | وہ جاتا ہے وہ سیر کرتا ہوا
لیئے ہے کسی کی محبت مین جوگ | وہ سنتا ہی بس جوگیا اور بروگ
غضب ہوگا اُس کا رخِ دلپذیر | ہے پروانہ جس شمع کا بے نظیر
وہ کندن سا چہرہ دمکتا ہوا | وہ گورا بدن کیا چمکتا ہوا
بسنتی فقط ایک تہہ بند پاس | سجیلے بدن پر غضب کا لباس
رفیق اُس کے کیا کیا محبت شعار | حسین و طرحدار عالی وقار
مزاج اوسکا ہو دم سنبھالے ہوئے | وہ سانپ آستینون مین پالے ہوئے
جبین سے عیان فخر شاہنشہی | فقیری مین بھی صولتِ خسروی

بھرا پاک دل مین کسی کا نیاز — پر اس پر بھی ہر لحظہ سرگرم ناز

یہ معلوم ہوتا ہے کوئی امیر — ہوا زلف جانان کا تازہ اسیر

جو چلتا ہے وہ تو گرفتار غم — اٹھاتا ہے کس ناز کی سی قدم

چلا اس ادا سے وہ شاہ چگل — کہ بس پیس ڈالے وہ عالم کو دل

جو کہتا ہے کوئی کرم کیجیے — ذرا دیر سائے مین دم لیجیے

تو کہتا ہے وہ ہنس کر او بخیے — جمے گا یہ آسن دریا پہ

کھلا اس پہ ایسا بسنتی لباس — کہ سورج ہوا دیکھکر بدحواس

اثر عشق کا اتنا پیدا ہوا — اُسے جس نے دیکھا وہ شیدا ہوا

بہت دیکھ کر جلوہ شائق ہوئے — بہت نام ہی سن کے عاشق ہوئے

زمانہ کل اُس کا بروگی بنا — خدا جانے یہ کون جوگی بنا

باب غفلت

پلا ساقیا ساغر جسم نشان — دکھا مجھکو گشت مین سیر جہان

کہان کی حیا اور کیسا حجاب — دئے جا تو بھر بھر کے جام شراب

پلا دے مئے وصل کے خم کے خم — کہ ہون ذوق مستی مین بیہوش ہم

شفق نے جو چڑھکا فلک پہ شہاب — اٹھا خون مین ڈوب کر آفتاب

اثر نیند کا صبح کھونے لگی
تجلی رخ مہر ہونے لگی

سحر مل کے غازہ ہوئی خندہ زن
لگی پھوٹنے زعفرانی کرن

ہوا جادہ پیما شہ بےنظیر
جلو مین وہی اسکے چارون مشیر

بلا گرد اقبال فیروز مند
لگا سے ہوئی چتر بخت بلند

وہ شاہ زمانہ اسی شان سے
چلا جا رہا ہے عجب آن سے

نظر آیا وہ ایک باب بلند
رفیقون سے بولا وہ اقبال مند

یہ کیسی عمارت ہے کیا نام ہے
بھلا اس کا جنگل مین کیا کام ہے

وہ بولے کہ ہے کوئی شہر حجاب
اسی کا ہے یہ باب غفلت مآب

کہا کس کے ہے زیر فرمان یہ شہر
ہوئے حرف زن یون وہ فیروز بہر

کہ اس کا بھی حاکم ہے مہر منیر
پر اے عاشق صادق بےنظیر

وہان کا ہے کچھ اور ہی انتظام
نہین منزل عشق سے اسکو کام

کہا شہ نے دیکھون گا مین بھی اسے
یہ سن کر یہ کی عرض اصحاب نے

کہ ہے شاہ راہ محبت قریب
ادھر جانے سے ہوگی زحمت نصیب

نہ زنہار جائین ادھر کو حضور
کہ پھیرا اس طرف سے پڑیگا ضرور

وہ اک راہ ہے دور و تاریک تر
بہت کم نکلتے ہین اس سے بشر

کہا شاہ نے یہ مرے دل مین ہے | کہ سب دیکھون جو پہلی منزل مین ہے

یہہ کہکر چلا سوئے شہر حجاب | پڑے ہے آگے یارانِ ہمت مآب

ادہر کے ارادے جو کامل ہوئے | وہ سب بابِ غفلت مین واصل ہوئے

نظر کی جو پھر کر ادہر اور ادہر | تو اک دوسرے کو نہ آیا نظر

جو پیش آئی راہِ امید و ہراس | پریشان ہوئے پانچون شکلِ حواس

چلا شوق پر سوئے مہرِ منیر | یہ سمجھا ملے گا وہین منظیر

حیلہ

اٹھا ساقیا جامِ صہبائے ناب | کہان تک پھرون دشتِ غم مین خراب

پلا ساغرِ عشق وہ بیمثال | کہ ٹپکے لگا ہونے رنگِ جلال

بہانشۂ تر ئے کو وجہہِ سرور | ہے دنیا مین درکار حیلہ ضرور

گیا شمس جو تا بہ نصف النہار | بنی سطحِ بحر روان شعلہ زار

ہوئے دہوپ سے گرم دشت و جبال | دکھانے لگا مہرِ تابان جلال

صف آرا شعاعون کا لشکر ہوا | درختون کا سایہ برابر ہوا *

سنو حال اب شاہِ آفاق کا | بڑہا حوصلہ چشمِ مشتاق کا

چلا جا رہا ہے اٹھائے قدم | نہین کچھ رفیقون کی چھٹنے کا غم

گیا ہوگا کچھ دور شاہِ جہان — یکایک ملا دشتِ مازندران

وہ صحرا کہ پُر از ہول و خوف و خطر — کفِ دست میدان آیا نظر

نہ پانی کہ تازہ ہو جانِ حزین — نہ سایہ کہ دم لے مسافر کہین

نہ جانے کا رستہ نہ جائے قیام — جدہر دیکھو سنسان جنگل تمام

تھکا جو وہ شاہنشہِ نامدار — ہوا خستگی سے بہت بیقرار

نظر آئی جو شکلِ بیچارگی — زمین پر گیا بیٹھ یکبارگی

کہ اتنے مین مانندِ شکلِ کہن — دکھائی دیا شہ کو اک اہرمن

وہ غولِ بیابان اُسے دیکھکر — یہہ سمجھا دیا حق نے حلوائے تر

پڑا کھول کر منھہ سوئے پادشاہ — مگر ملتے ہی اُس حزین سے نگاہ

جلالِ محبت اثر کر گیا — وہ ہستی سے اپنی سفر کر گیا

گرا ہو کے بیخود وہین خاک پر — یہہ دیکھا تو اُٹھا شہِ دادگر

ز راہِ ترحم ز راہِ کرم — گیا پڑھ کے اس وقت کچھہ اُس پہ دم

اُسے ہوش آیا تو پروانہ وار — ہوا اُس چراغِ کرم پر نثار

اُٹھا کر اُسے دوش پر ناگہان — ہوا دشت سی شکلِ صرصر روان

گیا جب ذری دور وہ باوفا — کہ دیوون کا لشکر نمایان ہوا

پیادہ ہوے سب اُسے دیکھکر — تو سمجھا وہ شاہنشہِ دادگر

کہ بیشک یہ دیوون کا سردار ہے — مری دوستی کے سزاوار ہے

بہت کام نکلیں گے اِس سے یہان — اِسی فکر مین ہے شہِ دوجہان

کہ اُس دیو نے آن کی آن مین — اُتارا اُسے لاکے ایوان مین

ہوا گرم سامانِ عیش و نشاط — بڑھانے لگا وہ سببِ ارتباط

کہا شہ نے تو کون ہے کیا ہے نام — کہا اُس نے اے شاہِ عالی مقام

مین ہون دیو چیلہ مرا نام ہے — حفاظت یہان کی مرا کام ہے

ہین جتنے یہ باشندہ دیو سار — تنومند مانندِ نخلِ چنار

مرے زیرِ فرمان ہین اے شاہِ دین — کسی بات مین عذر ان کو نہین

یہان کوہ پیکر ہی رہتے ہین سب — اِسی سے ہین دیو کہتے ہین سب

گیا تھا سوے دشت بہرِ شکار — ہوا آپ سے راستے مین دوچار

مگر جب سے مین اِس تحیر مین ہون — گرفتارِ بندِ تفکر مین ہون

کہ کیا اِس سفر کا بہانہ ہوا — یہان آپ کا کیونکر آنا ہوا

سُنائی اُسے شہ نے کل داستان — کیا رازِ پوشیدہ سارا عیان

یہہ سب کہہ چکا جو شہِ خوش نہاد — گرا اُس کے قدمون پہ وہ دیو زاد

اٹھا کر سر اُس کا شہنشاہ نے
گلے سے لگایا بڑے پیار سے

کہا اُس نے ہون سخت نادم حضور
مجھے سمجھین پر اپنا خادم حضور

محبت کا دل سے خریدار ہون
اشارے پہ مرنے کو تیار ہون

ہون جس دم جہان آپ جلوہ فروش
ہے خدمت کو حاضر یہہ حلقہ بگوش

یہہ کہکر کیا یاد خاصہ شتاب
چُنا پیشِ سلطانِ عالی جناب

شہِ دو جہان نے تناول کیا
اولش اپنا سب کو تبرّک دیا

رہا کچہ دنون جو وہان وہ امیر
ہوے مرد و زن سارے فرمان پذیر

بلا کر یہہ حیلہ سے اک دن کہا
کہ اس سرزمین پر بہت مین رہا

ارادہ ہے چندے سفر کیجیے
کہین چل کے کچہ دن بسر کیجیے

یہہ سُنکر بہت عذر اُس نے کیے
نہ مانا کوی شاہِ آفاق نے

کہا اُس نے ای شاہِ بیدوزیر
بہر حال ہون مین تو فرمان پذیر

یہین آج شب بھر بسر کیجیے
دمِ صبح عزمِ سفر کیجیے

یہان سے ہی نزدیک ملکِ قاف
بہت پُر فضا ہی بہت پاک و صاف

وہان کے ہین انسان جیسے حسین
کہین ایسے دُنیا مین ہوتے نہین

کہ وہ جارجیہ کا ہے ملکِ سرو
پری عورتین ہین پری زاد مرد

نہین مفلسی کا ہی نام و نشان
جو اہر پری ہے وہان حکمران

غضب شوخ و آفت ہی فتنہ شریر
نہین حسن مین کوئی اُس کا نظیر

وہان کی بھی کچھ سیر فرمائیے
جہان چاہے جی پھر وہان جائیے

پھرین آپ کاندھے پہ میرے سوار
مین ہر وقت ہر جا ہون خدمتگذار

کہا شہ نے بہتر ہے یہ بھی سہی
وہین چل کے دیکھین ذرا دل لگی

ملکِ قاف

صبوحی پلا ساقیا زود تر
کہ ہے عین ہستی مین عزمِ سفر

وہ مے دے کہ گو مستِ صہبا رہون
جو بہکون بھی تو راہ پر آ رہون

اُٹھا جامِ زر دور کر یہ حجاب
سراپا بنا مجھکو روحِ شراب

شبِ مہ کی ٹھنڈی ہوئی گرمیان
شعاعین دکھانے لگین شوخیان

دمِ صبح سیندور اُڑانے لگا
چراغِ کواکب بجھانے لگا

اُٹھانے لگا مہر تابان نقاب
تجلی مین چھپنے لگا ماہتاب

زمانے پہ چھایا جو رنگِ سحر
وہان سے کیا شہ نے عزمِ سفر

اُڑا لے کے وہ دیو مازندران
ہوا پانچوین روز داخل وہان

نظر آیا اِک شہر مینو سرشت
سواد اُس کا رشکِ ریاضِ بہشت

ٹہلتی ہے بادِ بہاری کہین
بہے نہرِ آب چشمے سے جاری کہین

کہین لالۂ خود رو کہین ارغوان
کہین سنبلِ تر کہین زعفران

غرض ہر طرف وادیِ مرغزار
درختان سرسبز تازہ بہار

جو یہہ عالمِ لطف آیا نظر
تو اترا وہین وہ شہِ نامور

ہوئی محوِ نظارہ چشمِ حباب
پڑی بہرِ پابوس ہر موجِ آب

لبِ جو تہِ نخل وہ بیٹھ کر
لگا دیکھنے جانبِ کوہ و بر

کہین اڑتے ہین ڈالیون پر پرند
کہین سبزہ پر دوڑتے ہین چرند

نگاہون کا اُس کی یہہ چھایا اثر
کہ تسخیر ہر سو ہوئی جلوہ گر

پھنسے دامِ الفت مین سب وحش و دام
غزالانِ صحرا ہوئے اُسکے رام

نکل کر سرِ ریگ بیتاب سی
تڑپنے لگی ماہیِ آب بھی

بہت سیر سے دل کو فرحت ہوئی
ہم آغوشِ خاطر مسرت ہوئی

اِسی طرح وہ شاہِ عالی مقام
رہا گرمِ نظارہ تا وقتِ شام

جواہر

پلا ساقیا مے ترے دم کی خیر
کہ مستی مین ہو ملکِ خوبان کی سیر

اٹھا جام کر مدد تو کامیاب
نہین تو کہان پھر یہ عہدِ شباب

ہے وصل سے کہ مجھے بے خبر
شفق کی وہ سرخی ہوئی آشکار
لگا کرنے حل آسمان زعفران
کنارِ فلک آگیا آفتاب
یہ دیکھا تو سلطانِ عالی گہر
ہوا چوک کے سمت پہلے گزار
چپ و راست آراستہ ہر دکان
عمائد بھی کچھ شہر کے ذی وقار
بہت گل رخون کو بٹھائے ہوئے
وہ نازک بدن جنکی عالم مین دھوم
وہ پھولونکی کلغی لگائے ہوئے
نظر آتی ہے شانِ حسن آفرین
کھڑے ہین وہ مالی ادھر بیشمار
وہ پھولون کے گجرے جھکتے ہوئے
چلے آتے ہین وہ ہزارون نگار

قریب آگئی شامِ غفلت نہ ہو
سنہرا ہوا قلۂ کوہسار
بنتی ہوئی سطحِ آبِ روان
روانی سے رکنے لگی موجِ آب
بڑھا جانبِ شہر مثلِ نظر
تو دیکھا برنگِ عروسِ بہار
ٹہلتے ہین سرمست کیا کیا جوان
چلے جا رہے ہین فٹن پر سوار
وہ جاتے ہین وگنت اڑائے ہوئے
ہے ان سب کا شہر بازار مین کیا ہجوم
نزاکت سے چابک اٹھائے ہوئے
ہوا کھانے نکلے ہین کیا کیا حسین
لیے کامنی اور سیوتی کے ہار
گلون کے گلے مین چٹکتے ہوئے
مزے لوٹتی ہے نظر بار بار

تماشا ہر دن کا ہے ہر از دحام — کہ چھلتے ہین کاندہون سے کاندہے تمام

حسینون کا جمگھٹ جدہر دیکھیے — نظر کو یہہ حیرت کدہر دیکھیے

بسا عطر مین ہر اک کا لباس — معطر ہو جس سے دماغِ قیاس

یکایک تفرّج کنان وہ جری — گیا سوئے قصرِ جواہر پری

جھروکے سے تھی وہ تماشا کنان — پڑی اُس جوان پر نظر ناگہان

تو دیکھا کہ رشکِ مہ و آفتاب — ہی اک نوجوان مستِ حسنِ شباب

نئی وضع ہے طرفہ انداز ہے — ہر اک گام پر فتنہ پرداز ہے

بنائے ہوئے جوگیونکا وہ بھیس — نہ معلوم چھوڑی ہے کیون اپنا دیس

فقیری مین بھی ہے عجب عزّو جاہ — مقرر کسی ملک کا ہی یہہ شاہ

ہے گو گرد مین روشنی رخکی ماند — چھپا ہے کہین خاک ڈالی سی چاند

بلا کی ہے چنچل بلا غضب کی اُمنگ — نگاہین لگاتی ہین دل پر خدنگ

یہہ دیکھا تو رخصت ہوئی صبر و ہوش — گری کھا کے غش محوِ بتِ خود فروش

انیسون جلیسون نے اٹھکر شتاب — سنگھایا اُسے عطر چھڑکا گلاب

اُسے ہوش آیا تو بے اختیار — ہوئی کھینچ کر ایک آہ اشکبار

گھٹے صبر و تسکین بڑھا دردِ دل — ہوئی کثرتِ گریہ سے مضمحل

کھٹکنے لگا سینے مین خارِ غم — چھپا دل مین پیکان تیرِ الم

ستانے لگا خود بخود اضطراب — ہوا کارگر عشقِ خانہ خراب

ہوئی اُس کے ملنے کی حسرت کمال — لگا چٹکیان لینے شوقِ وصال

تھی ایک اُسکی ہمراز گوہر پری — الگ کر کے اُس کو یہہ کہنے لگی

کہ اس نوجوان نے تو مارا مجھے — مِلا اُس سے جلدی خدارا مجھے

نہ لائے گی اُسکو تو مر جاؤنگی — تڑپ کر مین جی سے گذر جاؤنگی

عوض اِسکے دونگی زر و ملک و مال — کرونگی تجھے ہر طرح سے نہال

وہ کہنے لگی خیر جاتی ہون مین — جو آتا ہے تو ساتھ لاتی ہون مین

مگر لاابالی ہے وہ نوجوان — مین کیونکر کہون آئے گا خود یہان

چلی وہ پری زاد محشر خرام — ادب سے کیا جا کے اسکو سلام

کہا شاہ جی کیونکر آئے یہان — کہان جائے گا ہی آسن کہان

تکلف نہ ہو تو زرا آئیے — وہان تک قدم رنجہ فرمائیے

نظر آتا ہے جو محل سامنے — سجا ہے اُسے خوب خدام نے

یہی آرزو ہے کہ اب وہ مکان — بنے فیضِ مقدم سے رشکِ جنان

کہا شہ نے چل دور ہو اے پری — کسی اور سے جا کے کر دل لگی

فقیرون کو کیا اہلِ دنیا سے کام
ہے ایسی تواضع کو بہرِ اسلام

کہا اُس نے اے مالکِ دوسرا
ہے اسباب یہہ میرا مدعا

جھروکے مین تھی شاہزادی ابھی
نظر آپ پر اُس کی ناگہہ پڑی

سمجھکر مسافر یہہ مجھسے کہا
کہ تو شاہ صاحب کو جا جلد لا

وہ آئین تو ہو سرفرازی ہمین
کہ واجب ہے مہمان نوازی ہمین

مرے گھر مین ہون جو وہ رونق فزا
یہہ غم خانہ بن جائے عشرت سرا

فقیرون سے ہے اسکو الفت بہت
ہے واللہ مشتاقِ خدمت بہت

کہا اُس جوان نے کہ اے بیسوا
خوشامد سے مجھکو لبھاتی ہے کیا

کہان شاہزادی وہ رشکِ سمن
کہان مین مسافر غریب الوطن

پریشان دلی مین کہان یہ حواس
کہ بیٹھون مین جا کر کسی گل کے پاس

نہین اُس کے ملنے کی پروا مجھے
اگر وہ ہے مشتاق تو کیا مجھے

کسی سے غرض مجھکو اصلا نہین
مگر دل نہ ٹوٹے کسی کا کہین

اگر واقعی دل سے یہ بات ہے
کہ منظور اُسکو ملاقات ہے

تو خود آ کے مل جائے مجھسے یہان
نہین دم مین دم گل کہان مین کہان

مسافر فقیر اور دل بیقرار
پھر ایسون کے رہنے کا کیا اعتبار

طبیعت کا اپنا جدھر پاؤن گا — یہ نہیں سیر کرتا چلا جاؤن گا

یہ سنکر ہوئی دنگ وہ حیلہ جو — کہا جا کے اُس سے کہ اے شعلہ رو

نہیں تجھکو یہ ناز امیری مین بھی — بہت دور ہے وہ فقیری مین بھی

مین کہتی تھی تجھسے نہ آئے گا وہ — مجھے چٹکیون مین اُڑائے گا وہ

کہا تہا یہ گو فکرِ انجام نے — وہی بات آئی مگر سامنے

سخن معجزہ سحر گفتار ہے — مگر ایک ہی شوخ و عیار ہے

مین واری گئی جلنے دی یہ خیال — ہے ایسے کے ہاتھون سے جینا محال

نہیں میرے کہنے کا اُس کو یقین — تجھی کو بلاتا ہے ظالم وہین

کہا اُس نے جو ہونی ہو اب سو ہو — نہیں تاب تسکین دلِ زار کو

پرکھتی نہیں بات کھوٹی کھری — ذرا دل مین اپنے سمجھ اے پری

فقیر ایسے ہوتے ہین نازک مزاج — ہے بیشک کوئی صاحبِ تخت و تاج

وہ آتا نہیں تو مین خود جاؤن گی — اُسے دل مین بہلا کے لے اُڑینگی

یہ کہکر مکان سے بحالِ تباہ — اٹھی یک بیک صورتِ دودِ آہ

وہ گوھر کو لے کر روانہ ہوئی — قدمبوس شاہِ زمانہ ہوئی

ہوئی پاؤن پر رکھکے سر اشکبار — یہ کی عرض اے مایۂ افتخار

یہ کیون آپ اسقدر مجھ سے ہمدست ہون | یہ کیون کفش خانہ سی نفرت ہوئی

یہ صحبت ہے بیبیون کے قابل نہین | کسی طرح صحبت کے قابل نہین

مگر آپکے تو نہ ہم پاس ہے | تو بیبیون کا بھی درد و غم چاہیے

کہان ایسے ہم لونڈیون کے نصیب | کہ الفت سے بٹھلائین حضرت قریب

ہمیشہ ہین سب آپکی خدمت گذار | کرین دولت و دین و دل سب نثار

یہہ سن کر ہنسا خسرو بے‌نظیر | کہا اُسنے ہم تو ہین مرد فقیر

دیا چھوڑ اپنا ہی جب تخت و تاج | تو پھر کیا کسی کی ہمین احتیاج

کہا آپ ہین فخر آفاق ہین | سلاطین آفاق مشتاق ہین

خدا رکھے ہین آپ کو بے غرض | نہین دوستی دشمنی سی غرض

مجھے تو ہے اپنی محبت سے کام | کہ بے عشق ہی زندگانی حرام

ضرور آپ کو گھر مین لیجاؤنگی | نہین منھ کسی کو نہ دکھلاؤنگی

کوئی اور صورت نکالونگی مین | منگا کر ابھی زہر کھالونگی مین

خدا نے کیا آپ پر یہہ کرم | نہ رکھیے روا عاجزون پر ستم

یہہ مانا کیا مجھکو خانہ خراب | خدا کو بھی دینا ہے اکدن جواب

کہا شہ نے اس سے غرض کچھ نہین | ہین پابندۂ عشق ہم اے حسین

ترے دل مین ہی درد سوز و گداز — نہین تجھ سی کچھ اب ہمین احتراز

جسے ہم سے الفت ہو وہ خوب ہے — محبت کی گالی بھی مرغوب ہے

جواہر یہ بولی کہ گو ہون کنیز — ہون خادمہ کب مجھے یہ تمیز

مگر آپ بندہ نوازی کرین — مرے درد کی چارہ سازی کرین

ہون رونق فزا چل کر ایوان مین — کرین سیرِ خوبان پرستان مین

یہہ سُنکر اٹھا وہ شہِ خوش نہاد — چلا صورتِ موج بادِ مراد

پری قاف کی دیوِ مازندران — ادب سے ہوئے ساتھہ اُسکے روان

اسی طرح وہ سب کی سب آن مین — ہوے جلوہ گر آکے ایوان مین

غرض دیکھتا بھالتا ہر مکان — سرِ بام پہونچا وہ شاہِ جہان

تو دیکھا کہ وہ صاف ہے اسقدر — نگاہین پھسلتی ہین دیوار پر

کنول۔ جھاڑ فانوس ہانڈی گلاس — ہر اک وضع کے آئینے بیقیاس

لگے ہین قرینے سے سب جا بجا — جنان کی طرح سارا کمرہ سجا

چڑھین بتیان مشک کافور کی — تجلّی ہر اک شمع مین نور کی

منبّت منقّش در و بام سب — مہیا ہر اک سازِ عیش و طرب

تکلف کے اسباب پہلی ہی سے — زیادہ ضرورت سی موجود تھے

جو شہ کو پسند آگیا وہ مکان
اسی جا کیا خاصہ بھی نوشِ جان

وہیں دیر تک گرم صحبت رہی
بہم رسمِ حرف و حکایت رہی

فراغت ہوئی جشن راحت سے جب
ذرا دیر کو سو رہے سب کے سب

نقش سلیمان

پلا ساقیا جام فرحت اثر
کہ اٹھلا رہی ہے نسیم سحر

بنا بیخود و مست کر دل کو شاد
دکھا نشہ مین سیرِ باغ مراد

اٹھا بے جھجک ساغرِ لالہ فام
مے وصل سے کر مجھے شاد کام

جو راہی ہوا کاروانِ نجوم
ہوئی آمدِ مہر تاباں کی دھوم

شفق مین چمکنے لگی وہ کرن
سنہری ہوئی سقفِ چرخِ کہن

ملی روشنی مہر کے جام کو
اندھیرا نہ باقی رہا نام کو

جو اسپر اٹھی بسترِ ناز سے
جگایا اُسے حسنِ انداز سے

حوائج سے فارغ ہوا جب وہ شاہ
تو کہنے لگی اُس سے وہ رشکِ ماہ

ہے نقش سلیمان یہان ایک باغ
کہ رضوان کا جس سے ہو تازہ دماغ

کھلے ہین ہزارون طرح کے گلاب
وہان اور پھولون کا پھر کیا حساب

چہکتے ہین کیا بلبلِ خوش نوا
سہانا ہی وقت ہے سیر کا

کہا شہ نے بہتر ہے چلیے ابھی | وہین چل کے بہلاءین کچھ دیر جی

یہہ کہکر اُٹھے دونون وہ بامراد | چلے جانب باغ مینوسواد

ابھی ہین وہ گو کچھ گلستان سے دور | لگا کھینچنے دل کو لحن طیور

جو پہونچا در باغ تک وہ نگار | قدم لینے دوڑی نسیم بہار

دعاءین لگے دینے برگ چمن | گری لوٹ پاؤن پہ شاخ سمن

ہرا فرش سبزہ بچھانے لگا | قدم سر پہ جادہ اٹھانے لگا

پھرے گرد آ آ کے مرغ ہوا | بلاءین لگی لینے موج صبا

روش خاکساری دکھانے لگی | کہین نرگس آنکھین بچھانے لگی

پڑھا دیکھ کر بلبلون نے درود | ہلانے لگی مورچھل شاخ عود

خوشی سے شگفتہ ہوا روے گل | بڑھی عطر دان لیے خوشبوے گل

جھکا کر سر گیسوے پر شکن | لگا جھاڑنے سنبل تر چمن

بچھانے لگی صبح کافرناب | چھڑکنے لگی شبنم گل گلاب

بڑھا پیشوائی کو جوش نمو | چلی رکھ کے سر خاک پر آب جو

جھکی شاخ گل بہر تسلیم کو | اُٹھے سرو و شمشاد تعظیم کو

نذر گل کیا باغبان نے نثار | تصدق ہوئی نو عروس بہار

کھلے پھول وہ آئے جو فصل گل ۔ دے غنچۂ ناشگفتہ نے دل
جما خوب گلشن مین دربار عیش ۔ دیا نذر قدرت نے گلزار عیش
ترقی ہوئی وصل کے جوش مین ۔ اڑی بوئے گل لیکے آغوش مین
ہوئے دونون جیسے وہان جلوہ گر ۔ قران مہ و مہر آیا نظر
سجا ہے وہان ایک بنگلہ بے نظیر ۔ ہوئی جا کی دونون مین مجلس
جو دیکھا ہے آراستہ وہ مکان ۔ تو کہنے لگا اس سے شاہ جہان
رہین گے یہین آج ہم رات بھر ۔ چلین گے سوئے خانہ وقت سحر
اسی کو رہے مشورے تا بہ شام ۔ کٹی عیش و عشرت مین وہ شب تمام
ہوا امر شہ کو جو منظور یہہ ۔ ہوا آخر کار دستور یہہ
کہ ہر روز وہ شام سے تا سحر ۔ اسی بنگلے مین رات کرتے بسر
مگر وہ پری غم سے گھلنے لگی ۔ چھپانے سے بات اور کھلنے لگی
لگی کھانے وہ شعلہ رو پیچ و تاب ۔ بڑہا قرب سے اور بھی اضطراب

طبیعت تو قابو سی جاتی رہی
بناوٹ سی لیکن چھپاتی رہی

ہدایت

پلا بادہ اے ساقیِ عشق یار
کہ دنیا کا سب ہیچ ہی کاروبار

لگا جامِ زر منہ سے پیرِ شباب
ہون فرزندِ پیرِ مغان مین خراب

اوٹھا وہ صراحی جو بادی ہنسے
ندائے ازل کی منادی سنے

اندھیرا اگیا غرب مین شام کا
ہوا اور اب بدر کے جام کا

وہ مہتاب سے پھول جھڑنے لگے
زبرجد پہ الماس جڑنے لگے

شبِ ماہ جلوہ دکھانے لگی
زمانے پہ حیرت سی چھانے لگی

لبِ جو نظر آئی اک بارگاہ
فلک قدر کیوان حشم عرش جاہ

منقش سراپردہ سبز فام
جواہر نگار و مطلا تمام

لبِ جو ہے سروِ چراغان کا باغ
کنارے کنارے منور چراغ

فروزان ہین مہتابیان اسقدر
کہ غالب ہی نور ان کا مہتاب پر

وہ لہرون مین عکسِ تجلی کی ضو
لرزتی ہوئی وہ چراغون کی لو

ہوائی کا گردون پہ وہ چھوٹنا
کرن کا وہ مہتاب کی پھوٹنا

وہ چرخی کا چخ اور بانون کا توڑ
وہ جھاڑون کا چکر وہ دریا کا موڑ

وہ ہتپھول فرشی وہ فرشی انار
وہ سرنگ کی پھلجھڑی کی بہار

یہ سب فرش پاکیزہ پر خندہ زن
کھلے چاندنی پر چمن سے چمن

سماں سا بھرا اُٹھیں وہ گلفشاں | دھوئیں کا نہیں نام کو بھی نشان
ابھی تک چمکتے ہیں گل جا بجا | ذرا بھی نہ چادر کو دھبہ لگا
غبارے وہ ڈوبے ہوئے سربسر | ستارے سے بنے دیکھے چرخ پر
ہوا پر کھلا خوب تاروں کا باغ | ٹپا خون سے قلعوں پہ چمکی چراغ
سرِ شام اک دن گلِ آفتاب | لگا ڈالنے زعفرانی نقاب
شفق کی چمک منہ چھپانے لگی | سیاہی سے ہر سمت چھانے لگی
ستارے ہوئے چرخ پر جلوہ گر | جلایا فلک نے چراغِ قمر
پریزاد گل چہرہ و رشکِ حور | ادب سے کھڑے ہیں قریب و دور

جواہر نے کی بزم آراستہ | بلائے حسینانِ نوخاستہ
رہا لطفِ صحبت بہت دیر تک | جما رنگِ عشرت بہت دیر تک
گئی نصف شب اتنے میں ناگہاں | ہوا مائلِ خواب شاہِ جہان
قدم رکھتے ہی بسترِ ناز پر | ہوا نشۂ خواب سے بےخبر
تو کیا دیکھتا ہے بحکمِ قدیر | ضیابخشِ بالیں ہے مہرِ منیر
لگاتا ہے جذبِ دلی سے مجھے | اُٹھاتا ہے آشفتگی سے مجھے

لیا گود مین خوب سا کر کے پیار | دعا دی ابد تک رہے کامگار

کہا پہر کہ اے عاشقِ بے نظیر | رہے گا پرستان ہی مین اسیر

شب و روز تو عیش و عشرت مین ہے | مجھے بہول کر خواب غفلت مین ہے

اگر وصل منظور ہے اُٹھ شتاب | کہ ہو روضۂ قدس مین کامیاب

چلا جا یہان سے سوے راست تو | یہہ سب یاد رکھ نے کم و کاست تو

گئی ہے وہ شہرِ ہدایت کو راہ | ملین گر وہان پر حبیبِ اِلٰہ

وہ محبوبِ حق اور رحمت لقب | انھین کے ہین قبضے مین ملک سب

ادب سے وہان عرض کر تو یہ بات | کہ دکھلائی مجھکو بابِ نجات

مجسم ہین رحمت وہ فخرِ جہان | بڑھا دین گے تیرا بہت عز و شان

گمان سے بھی زائد تجھے دین گے وہ | تجھے اپنا محبوب کر لین گے وہ

دکھا دین گے تجکو وہ بابِ نجات | کرین گے عطا حاصلِ کائنات

شتاب اُٹھ کہ غفلت کے یہ دن نہین | رہائی بغیر اُن کے ممکن نہین

نکل کر اسی باب سے ہو روان | ہے پہر دوسری منزل اے کاروان

وہان راہ مین کچھ بکھیڑا نہین | کسی طرح کا پھر جھمیلا نہین

یہہ سنتے ہی چشم اسکی وا ہو گئی | وہ ساری کدورت ہوا ہو گئی

مئے شوق مین تازہ جوش آگیا — اُسے عین غفلت مین ہوش آگیا

کسی کی محبت نہ باقی رہی — کسی کی رعایت نہ باقی رہی

کسی طرح کا پھر نہ آیا خیال — ہوا خود بخود دور رنج و ملال

نہ چھپر پٹیا کی طمطراقی رہی — فقط یاد و تصدیق باقی رہی

ہوئی روح پاکیزہ۔ مسرور دل — بنا سر بسر لمعۂ نورِ دل

تجلی ہوئی چہرے پر جلوہ گر — چمکنے لگی برق بن کر نظر

وہ تن صاف آئینہ سان ہوگیا — ازل کا وہ جلوہ عیان ہوگیا

ٹپکنے لگا ہر سخن سے اثر — بنا عیب بھی ایک اعلیٰ ہنر

اُسے دمبدم بڑھ گئی فکرِ مہر — کوئی دم نہ گذرا بجز ذکرِ مہر

حیاتِ ابد سے ہوا کامران — میسر ہوئی راحتِ جاودان

اسی گل کی بس یاد رہنے لگی — طبیعت بہت شاد رہنے لگی

اُسی وقت پہونچا جواہر کے پاس — پڑی تھی وہ کمرے مین اپنے اداس

تو دیکھا کہ اشکون سے تکیے ہین تر — تڑپتی ہے وہ فرشِ کمخواب پر

لبون پر صدا آہ و زاری کی ہے — وہ تصویر سی بیقراری کی ہے

شکایت ہے کچھ بختِ ناکام کی — تمنا ہے وصلِ دلارام کی

کسی کو بٹھائے ہوئے روبرو
تصور مین کرتی ہے کچھ گفتگو

مزا دردِ الفت کا چکھے ہوئے
کلیجے پہ وہ ہاتھ رکھے ہوئے

یہ کہتی ہے اے میرے ربُّ العلے
یہ بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوا

اجل دیکھکر مجھکو شرما گئی
مین اس سخت جانی سے گھبرا گئی

کسیکو قلق کیون گذرنے لگا
وہ بے رحم کیون رحم کرنے لگا

اسی دُھن مین بیخود ہوئی اسقدر
کہ آنے سے اُسکے نہین کچھ خبر

قریب آکے اُسدم شہِ بےنظیر
پکارا کہ اے تازہ غم کی اسیر

یہ غفلت ہی کیسی ذرا ہوش کر
ہمارا ہی اس شہر سے اب سفر

نہ آئینگے اب بارِ دیگر یہان
خدا جانے کل تو کہان ہم کہان

پڑی جب یہ کانون مین اُسکی صدا
تو اُٹھ بیٹھی گھبرا کے وہ مہ لقا

تعجب سے حسرت سے کرکے نظر
لجائی بہت پہلے وہ دیکھ کر

نہ اشکون کا لیکن تسلسل گیا
کہا آج پردہ مرا کھل گیا

تب عشق دشمن ہوئی جانکی
رہی آرزو اب نہ ارمان کی

مجھے ذبح کر ڈالیے آئیے
تو پھر جس طرف چاہیئے جائیے

کہا اُسنے کیا کوئی جلاد ہون
نہ قاتل نہ مین ظلم بنیاد ہون

نہ سودا زدہ ہون نہ اہلِ جنون
کسی کا مین کیون خون گردن پہ لون

مگر ہے ذرا دیر کا ماجرا
جسے دیکھہ کر مین ابھی جاگ اُٹھا

سنایا اُسے قصہ خواب سب
کہا اس سے مجبور ہون مین بھی اب

کسی سمت اب تاب جھکتا نہین
ترے روکنے سے مین رُکتا نہین

کہا اُسنے بہتر بہت خُوب ہے
مجھے بھی یہی بات مرغوب ہے

مگر ساتھ سے منھہ نہ موڑونگی مین
کسی دم رفاقت نہ چھوڑونگی مین

کہا شاہ نے یہ بھی ممکن نہین
ابھی کچھہ دنون صبر کر تو یہین

وہان جا کے مقصد جو پاؤنگا مین
تجھے حسب موقع بلا لونگا مین

نہین کچھہ دنون بعد آخوش نصیب
چلی آنا خود سوئے ملکِ حبیب

بتاتا ہون تجھکو نشان و مقام
اسے دل سے تو یاد رکھنا مدام

فراق جواہر

اُٹھا ساقیا جام کر بے خبر
کہ قطع علائق پہ باندھون کمر

کہان تک یہ غفلت ذرا سی ہی بات
سنگھا ساغرِ مل مین بوئے حیات

پلا جلد سے مین پریشان حواس
کہ جی لیتی ہے ماہی پہ ہونگی پیاس

وہ پھولی شفق رات آخر ہوئی
صفا صبح صادق کی ظاہر ہوئی

فلک بستر شب اٹھانے لگا
قمر چاندنی لے کے جانے لگا

سیاہی گئی جانب زنگبار
ہوئی روشنی شرق آشکار

رسالہ ستارون کا چلتا ہوا
اٹھا چہرہ وہ آنکھہ ملتا ہوا

روانہ ہوا خسرو بے نظیر
ہوئی سخت مضطر وہ بدر منیر

بن آیا نہ کچھ کام تدبیر سے
بگڑنے لگی بات تقدیر سے

کہا شہ نے حیلہ سے تو رہ یہان
مین ہوتا ہون منزل کو تنہا روان

جواہر مرے بعد گھبرائے گی
تجھے ساتھہ لے کر چلی آئیگی

اٹھا کچھہ دنون تو رفاقت سے ہاتھہ
خدا چاہے تو پھر نہ چھوڑنگا ساتھہ

یہ کہکر جواہر سے کہنے لگا
رہے تیرا ہر دم نگہبان خدا

رہے گا ہمین پاس تیرا ضرور
سمجھنا نہ دل سے کبھی اپنے دور

وہ بیتاب اٹھ اٹھ کے گرنے لگی
نظر تن کے گرد اسکے پھرنے لگی

مرادین ہم آغوش ہونے لگین
نگاہین گلے مل کے رونے لگین

اشارون مین حسرت نے کی گفتگو
دعا بن سکے رخصت ہوئی آرزو

چلا وہ لٹا تا سند روح روان
غم نامرادی رہا میہمان

نظر سے جو غائب ہوا وہ امیر
ہوئی سخت محزون وہ غم کی اسیر

جدھر جاتے دیکھا تھا اس ماہ کو — وہ حسرت سے دیکھا کی اُس راہ کو

اٹھا درد جی سے ستانے لگا — تڑپ کر جگر منھ کو آنے لگا

بڑھیں شدتیں غم کی بیداد کی — گھٹی تاب تکلیفِ فریاد کی

زمیں تر ہوئی اشکِ خوناب سے — ہوا دم خفا جانِ بیتاب سے

بڑھا ضبطِ نیاز سے سازِ دل — خموشی بنی نغمہ پردازِ دل

چبھونے لگا دردِ دل نشتر — لگی لوٹنے بسترِ یاس پر

تڑپ دل کی بےچین کرنے لگی — وہ رو رو کے جی سے گذرنے لگی

تصور میں ہونے لگی ہمکنار — سکوتِ سخن بن گیا رازدار

رخِ زرد پر اشک بہنے لگے — لبِ خشک کچھ اور کہنے لگے

غمِ دل نے برہم کیا سازِ عیش — ہوئیں حسرتیں رخنہ اندازِ عیش

امنگیں دکھانے لگیں شوخیاں — ہوس دل میں لینے لگی چٹکیاں

چھری بن کے ہر سانس چلنے لگی — تمنا کلیجے کو ملنے لگی۔

چھپی پھانس غم کی دلِ زار میں — بہے اشک بھی چشمِ خونبار میں

جلانے لگا شعلۂ آرزو — ہوا خشک سارے بدن کا لہو

ہوا دل میں خارِ الم رخنہ گر — کیا ناوکِ غم نے چھلنی جگر

بڑھا ہجر مین ناتوانی کا زور — جھکانے لگی حسرتِ وصل گور

نفس زیست سے تنگ آنے لگا — اُسے نام سے ننگ آنے لگا

ڈرالا اتے ہوئے تازیان — رہا دل مین گھٹ گھٹ کے شوقِ فغان

غم و درد نے قلب مین راہ کی — اجازت نہ دی شرم نے آہ کی

بڑھی ضبط سے اور دل کی اُمنگ — لگی ہونے یاس و تمنا مین جنگ

کیا صرصرِ غم نے جی کو نڈھال — لگا جھلملانے چراغِ جمال

گلِ رخ پہ چھایا خزان کا اثر — اُڑا رنگ چہرے کا بنکر خبر

قلق دل مین کرنے لگا انتظام — بنا حسرت آباد سینہ تمام

مسرت گئی واشدِ دل کے ساتھ — چلی روح بھی نبضِ بسمل کے ساتھ

فراقِ صنم ہوش کھونے لگا — شرشکِ الم جی ڈبونے لگا

ہوئی زرد مانندِ برگِ خزان — بنی سوکھ کر ریشۂ زعفران

دلِ زار ہاتھون سے جانے لگا — طبیعت کو صبر آزمانے لگا

بہت دیدۂ تر نے تدبیر کی — بجھی پر سرِ مو نہ دل کی لگی

وہ چھلین مثین خاطرِ زار کی — بنی جان پر اُس دلِ افگار کی

ہوئی فرقتِ یارِ جانی سے تنگ — کیا شوق نے زندگانی سے تنگ

گھلا دل ہی میں دم چرانے لگا
کلیجہ غمِ یار کھانے لگا

شب و روز گذرا عجب رنج و ملال
بنی بدر سے گھٹ کر وہ مہِ ہلال

کھرچنے لگا دشنۂ غم جگر
بہانے لگی لختِ دل چشمِ تر

دل و جان سے ربطِ تمنا بڑھا
ہم آغوشیوں کا تقاضا بڑھا

بڑھا رفتہ رفتہ جو شوقِ وصال
طبیعت لگی سہنے ہر دم ملال

جلانے لگا دل کو سوزِ فراق
بھڑکنے لگا شعلۂ اشتیاق

شرر تھا جو آنسو ٹپکنے لگا
کلیجہ حرارت سے پکنے لگا

ہوئی گرم چھاتی تپِ ذوق سے
جگر بھن گیا آتشِ شوق سے

یہ کہنے لگی کب تک آفت سہوں
مصیبت سی ہو تو مصیبت سہوں

جنون طاقتِ ضبط کھونے لگا
توحش سے کچھ ساز ہونے لگا

وہ مجبور آخر ہوئی درد سے
بڑھی گرم جوشی دمِ سرد سے

ادا اُسکی چاہت جتانے لگی
نگاہوں میں اک بات آنے لگی

بنے اشکِ گلرنگ غمازِ دل
وہ کھانے لگیں چتونیں رازِ دل

طبیعت تپِ غم سے گرنے لگی
ہنسی لب تک آ آکے پھرنے لگی

ہوئیں آہ کی دل میں طیاریاں
اڑیں آتشِ غم کی چنگاریاں

تپ غم سے دن رات جلنے لگی — دھوان بن کے حسرت نکلنے لگی

بنا تارِ شعلہ ہر اک تارِ مو — سراپا بنی شعلۂ آرزو

ستمگار کی جوشِ سودا بڑھی — گریبان دری کی تمنا بڑھی

ہوئی نامِ راحت سے وحشت اُسے — بڑھی زیب و زینت سے نفرت اُسے

سیہ زلف اک اژدہا ہو گئی — اُسے کنگھی چوٹی بلا ہو گئی

بگڑنے لگی مانگ سے بیدریغ — یہ سمجھی کہ سر پر کھنچی ہے یہ تیغ

کشاکش ہوئی جو غمِ یار سے — اُلجھنے لگی زلفِ خمدار سے

سیہ چوٹی ناگن سی ڈسنے لگی — شبِ غم کسوٹی پہ کسنے لگی

نہ وہ مانگ پٹیان نہ آرائشین — نہ مشاطہ سے ٹیڑھی فرمائشین

بنین حلقۂ دامِ غم بالیان — چبھی گونج مانند نوکِ سنان

کرن پھول جھمکے لہو مین تھے غرق — تڑپنے لگین بجلیان شکلِ برق

نہ ہیکلہ نہ بالا نہ بالی رہی — طبیعت مگر لااُبالی رہی

نہ جھومر مین باقی رہی وہ جھلک — نہ افشان مین وہ پیشتر سی چمک

شبِ غم مین یون اُڑاتی رہی — کہ ضو چاند تارون کی جاتی رہی

نہ ابرو مین کس بل نہ آنکھون مین آب — نہ یہ سرمہ آگین نہ وہ وسمہ تاب

نہ وہ پردہ داری حیا کی رہی | وہ شوخی نہ بانکی ادا کی رہی

شرارت گئی اگلی چتون کے ساتھ | رہی بیکسی چشم پرفن کے ساتھ

نہ عشوہ نہ وہ سحرکاری رہی | نگاہون پہ حیرت سی طاری رہی

تپ غم سے وہ زرد ایسی ہوئی | کہ رنگت گلابی بسنتی ہوئی

نہ ہر وقت آئینہ پیش نظر | نہ اب رنگ و روغن وہ رخسار پر

نگاہون سے جاتا رہا وہ حجاب | چھپی گرد مین تاب رخ کی نقاب

نہ مسی کا لب پر جمانا کبھی | نہ بھولے سے بھی پان کھانا کبھی

نہ وہ خال ابرو کی آرائشین | نہ وہ حسن صورت کی زیبائشین

گلے ملنے کا جو بڑھا حوصلا | لگا گھوٹنے طوق اسکا گلا

ہوئی زار اسدرجہ وہ دلجلی | کہ چمپا کلی سے بڑی بےکلی

نہ وہ موتیون کی لڑی تابدار | گلے کا بنے اشک گلرنگ ہار

بہت دست و پا ناتوان ہوگئے | سبک زیور اسپر گران ہوگئے

نہ اب وہ نکھرنا نہ اب وہ سنگار | نہ کپڑے بدلنا وہ اب بار بار

نہ اب وہ نہانا نہ دھونا اسے | بس اشکون سے دن بھر بھگونا اسے

نہ اٹھنا وہ گیسو سنوارے ہوئے | نہ چلنا وہ سینہ ابھارے ہوئے

نہ انکھیلیون سے ٹہلنا رہا | نہ تیوڑن سے وہ دل بہلنا رہا

ہوئی ضعف سے ایسی نزار و زار | کہ آبِ روان بھی ہوا اُسپہ بار

پڑا اسقدر زورِ کم طاقتی | کہ آنچل سنبھالے نہ سنبھلا کبھی

تصور کو جانا کہ ٹٹی کی آڑ | وہ چپٹے سکے سائے کو سمجھی پہاڑ

نہ وہ دل لگی اب نہ وہ قہقہے | نہ وہ عیش و عشرت کے چرچے رہے

کیا غم نے مسدود وہ بابِ عیش | کیے ترک [illegible] سب اسبابِ عیش

اُسی باغ مین جلکے رہنے لگی | الم [illegible] غم وہ دن رات سہنے لگی

کہین کا نہ آنا نہ جانا رہا | فقط نازکی کا بہانا رہا

کوئی شے نہ دولت بہ ظاہر رہی | مگر نام کو وہ جواہر رہی

جو گوہر نے دیکھا یہ سامانِ غم | گئی پاس اسکے وہ محوِ الم

کہا اے جواہر تجھے کیا ہوا | ابھی سے جدائی مین سودا ہوا

زبان آشنائے خوشی ہے کیون | نگاہون کی حیرت فروشی ہے کیون

کہین اور کچھ بات پیدا نہو | خدا کے لیے سخت رسوا نہو

نہ ناموس پر حرف آئے کوئی | نہ چتون سے کچھ تاڑ جائے کوئی

یہ سنکر دیا کچھ نہ اسنے جواب | یہ پڑھنے لگی پڑھ کے چشم پر آب

غزل

نجم وان ہین اتنا اثر ہی نہین — مین بسمل ہون انکو خبر ہی نہین

مجھے کہائے جاتا ہے یہ کیسا غم — ابھی دل نہ تھا اب جگر ہی نہین

کہان تک سنوگے مری داستان — نہین طول تو مختصر بھی نہین

ہوئی انکے آنے سے یاس اسقدر — کہ اب جانب در نظر بھی نہین

جو کچھ دن رہا جوش سودا ابھی — تو پھر دیکھ لینا کہ سر بھی نہین

بنایا مجھے غم نے تصویر یاس — انہین رحم اس حال پر بھی نہین

زمانے مین معشوق اے بے نظیر
ستاتے ہین پر اسقدر بھی نہین

یہ پڑھ پڑھ کے روتی رہی زار زار — یہ دیکھا تو گوہر ہوئی بیقرار

کہا تجھ پہ صدقے مین سو جان سے — جو کرنا ہو کر اب وہ اعلان سے

مجھے حکم دے تو ابھی جاؤن مین — اسے ڈھونڈھ کر ساتھ لے آؤن مین

رفاقت کو حیلہ بھی موجود ہے — بہر نوع یہ فال مسعود ہے

پہنچ جائین گے تا بہ برج لاکلام — کہ معلوم ہے سب نشان و مقام

مگر اے رفیقان ہمت شعار — کسی پر نہ یہ راز ہو آشکار

غرض ختم جب یہ فسانے ہوئے | وہ لیٹی ہی دل مین کھٹائے ہوئے
پھر رات گزری وہ ساری حزین | روانہ ہوئے جانب شاہ دین

راہزن

پلا ساقیا اب وہ جام عقیق | کہ میخانہ ہو رشک بیت العتیق
شتاب اُٹھ فلک کا ستایا ہون آج | بہت پھیر پھرا کر مین آیا ہون آج
لگادے مرے منھ سی تو خم کے خم | تو بتلاؤن کیونکہ ہوئی ہوش گم
ملے وقت دونون گیا دن گزر | گلابی مصلا بچھا چسخ پر
کھلے سر لرزتے ہوے بیٹھ کے | نماز شہیدان پڑھی مہر نے
گیا سجدے مین آفتاب منیر | شعاعون نے پھیرا سلام اخیر
نمازی جو مسجد سے چلتے ہوئے | چلے گھر کی جانب ٹہلتے ہوئے
ملا راہ مین اک غریب الوطن | سراپا مصیبت سراپا محن
گریبان دریدہ شکستہ لباس | گل رخ مین لیکن سیادت کی باس
چبھے خار تلوؤن مین زخمی بدن | پھٹا ہر طرف شکل گل پیرہن
جمی گرد چہرے پہ تن پر غبار | سفر کے مصائب سے زار و نزار
جنون سے حواس اسکے دمساز سب | نگاہون مین وحشت کی انداز سب

ہوئے جمع لوگ اسکو جو دیکھ کر | وہ تکنے لگا اجنبی سا ادھر
کسی نے کہا ہے جو یہ بے سکون | خدا جانے کب سے ہے اسکو جنون
کوئی بولا ہے کوئی مرد نجیب | پڑی کوئی آفت ہوا یہ غریب
ہوا حرف زن کوئی یہ کچھ نہین | کسی کا ہے شیدا یہ اندوہگین
بھبھوت اپنے تن پر رمائی ہوئے | فقیرون کی صورت بنائے ہوئے
تلاش دلارام مین سینہ چاک | شب و روز اڑاتا ہی شہرون کی خاک
پریشان بالون سے ہے آشکار | ہے مرغ دل اسکا کسی کا شکار
یہ کہتی ہے چتون کہ بیمار ہے | کسی کی محبت کا آزار ہے
اشارہ ہے تیور کا ای اہل دید | کسی تیغ ابرو کا ہے یہ شہید
دکھاتے ہین یہ دیدۂ انتظار | نگاہین ہین مشتاق دیدار یار
رخ زرد کے رنگ سی ہی عیان | تپ عشق نے کر دیا ناتوان
لب خشک کی ہے ہوس آشکار | کہ چوسین لب لعل نوشین یار
کفن کا سر دوش اظہار ہے | کہ سر وقت مرنے کو طیار ہے
یہ کہتی ہے گرد رہ جستجو | ملی خاک مین مل کے یہ آبرو
ہوا اشک گلرنگ سے یہ عیان | ہین مژگان غم ہجر سے خونچکان

نگاہون کی حیرت سے ہے آشکار / یہ ہے آئینہ دارِ حُسنِ نگار

یہ سینہ کے داغون سے ظاہر ہوا / کہ گُل کھا کے اُلفت سے ماہر ہوا

ہنین اور اِس لاغری کا سبب / کسی کے ہے موئے میان کی طلب

یہ گرد اور یہ خستگی ہے گواہ / کہ آیا ہے چل کر بھنیونکی راہ

یہی ذکر کرتے تھے برنا و پیر / اُدہر ہو کے نکلا یہ لو اک شریر

وہ چلتا ہوا سانپ اک ہاتھ مین / شیاطین بھی ایک دو ساتھ مین

وہ پگڑی ہری سر گھٹائے ہوئے / مشائخ کی صورت بنائے ہوئے

عمامہ کے اندر کلہ پُرشکن / ہری گھانس کے نیچے جیسے لگن

وہ ریشِ مقطع گھنی بیگمان / کوئی جس کی ٹٹی ہے یا سائبان

وہ کہہ کہہ کے یا حق تڑپنا اُسے / تذبذب کے مالے کو جپنا اُسے

اُسے فکرِ تلبیس مین گھومنا / وہ نیچی نگاہین نہ یہ جھومنا

وہ احسان فراموش ناحق شناس / تکلف سے پہنے ریا کا لباس

قریشی نہ وہ نسلِ سادات سے / مگر خوش خوشامد کی ہر بات سے

تعنت سے ہر دم شکنجے مین وہ / گرفتار نخوت کے پنجے مین وہ

رگڑتا تھا پتھر پہ جیلہ ساز / کہ گھٹے سے جائین سب اہلِ نماز

نہ عالم نہ وہ کوئی صاحب کمال | حماقت کے فن مین عدیم المثال

لیاقت تو یہ اور ایسا فصیح | نہ بولا کبھی لفظ کوئی صحیح

یہ اظہار لوگون سے با جد و کد | کہ یہ ساری نخوت ہی میراث جد

وہ آگے پہونچا ہوا تیل ماش | اسے کالے سینڈھے کی ہر دم تلاش

کہ لاوے کوئی لاکر کچھ اسپند | تو پھیلے کہان سے لاؤ سفید

اسی پیر بھیرون کی حرمت کمال | بھوانی کے بکرے اسی سے حلال

بنا شیخ سدو جو وہ بت پرست | ہٹیلے کے مرغے ہوا کھا کے مست

برادر بڑا شیخ مخدی کا وہ | دلارا ہت کالی دیبی کا وہ

وہ فتنے کی پڑیا وہ قامت قصیر | عزازیل کا وقت پیری مشیر

اسے یاد دو چار سفلی عمل | پڑا جس سے ایمان مین اسکے خلل

نہ تصدیق مرشد نہ یاد خدا | بھروسا اسے نقش و اعمال کا

پڑا انمین ہین بے یقین کچھ اثر | کہ ہین فطرتی ساری نفع و ضرر

نہ الفت خدا و نبی سے اسے | نہ کچھ عشق مولا علیؑ سے اسے

وہ دنیا کا عاشق اسی کا خیال | اسے زندگی مومن سے محال

حسد نفس و شیطان سے الفت اسے | بنی فاطمہؓ سے عداوت اسے

لیے ساتھ ایک بوریئے ریا — فقیری کی بو سے بھی نا آشنا

ہوا و ہوس کا وہ ہر دم کفیل — خدا خلق دونون کے آگے ذلیل

جو دیکھا ہے اک مرد معمور عشق — سراپا وفا سر بسر نور عشق

قریب آکے اسوقت اُس نے کہا — کہان سے تو آتا ہے ای مہ لقا

کہا **قاف** سے آرہا ہون ابھی — ہے کیا نام اس شہر کا شاہ جی

کہا اسکا شہر **ہدایت** ہے نام — یہ کہیے یہان آپ کا کیا ہے کام

کہا ہے یہان کا جو شاہ جہان — مجھے اُس سے ملنا ہے ای کاروان

کہا آج تشریف رکھیے یہین — سحر کو وہان لے چلین گے ہمین

یہ سُنکر چلا وہ خجستہ صفات — کہ ساتھہ اسکے مسجد مین کاٹے وہ رات

پکارا اُدہر سے کوئی نوجوان — کہ او تختۂ مشق جور بُتان

خبردار جانا نہ تو اسکے ساتھہ — بہت دے گا ہاتھہ پر رکھ کے ہاتھہ

وہ اک مرد چالاک و عیار ہے — بہت سخت نا اہل و مکار ہے

ملا ہے اسے ورثہ نمرود کا — **ابوجہل** ہے نام مردود کا

نہین مکر سے خالی یہ گفتگو — تو کھوئیگا تک منزل آرزو

یہ سُنکر اُدہر سے پھر اس بے نظیر — ہوئے گرد اُسکے امیر و فقیر

کہا اس نے یہ بعد تفتیش حال — کہ اسوقت وہ شاہ قدسی خصال

اراکین دولت کو لیکر تمام — لب جو جاتا ہے دربار عام

وہین ہوگا خسروِ ارجمند
کہ میدان کی چاندنی ہی پسند

چلا جا اسی دم تو دربار مین
نہین روک ٹوک اسکی سرکار مین

وہان کچھ سفارش کی حاجت نہین
کسی واسطے کی ضرورت نہین

محبت سے جاتا ہی جو اسکے پاس
عنایت سے پیش آتا ہی بیقیاس

یہ سُنکر وہ دلدادۂ بے نظیر
چلا سوئے سلطان میر و وزیر

رحمت

پلا اب وہ می بھرکے ساقی ایاغ
ابد تک رہے جس سے روشن دماغ

اٹھا جام دی راحِ روحِ روان
بنا دے مجھے جان پیرِ مغان

جھکا دے تو بس آج ای خوش عمل
کہ یوہین ہی تقدیرِ روزِ ازل

سرِ شام اک دن گُلِ آفتاب
لگا ڈالنے زعفرانی نقاب

شفق کی چمک مُنھ چھُپانے لگی
سیاہی سی ہر سمت چھانے لگی

ستارے ہوی چرخ پر جلوہ گر
جلایا فلک نے چراغِ قمر

میانِ حسینانِ رشکِ قمر
ہے اک مہِ حسنِ ازل جلوہ گر

وہ محبوبِ یزدان بشیر و نذیر
فرستادۂ خاص ربِ قدیر

نزاکت ہر اک عضو مین جاگیر
صباحت نثارِ رخِ دلپذیر

عجب روئے تابان عجب آب و تاب
کہ پرتو سے بجلی بنی موجِ آب

وہ محبوبِ عالم شہِ اصفیا
حبیبِ خدا وارثِ انبیا

ہین ہوتے انسان ایسے جبہہ — مگر یکقلم نور کی ہے شبیہ

وہ فرقِ معلا کی شان علا — جہان تک نہ پہنچین قیاسِ ذکا

ازل سے ملی اُسکو یہ برتری — کہ حاصل ہی کونین کی سروری

عروجِ سرِ بامِ اُمید ہے — وہ سرمایہ فخرِ جاوید ہے

وہ گہونگرے کچہ بال اُلجہے ہوئے — کچہہ اُلجہے ہوے کچہ وہ سُلجہے ہوئے

سیاہی مین وہ زلف کافر کا دل — شب ہجر بہی جس سے ہو منفعل

جو بنتے مین خوبون کی تصویر ہے — بگڑنے مین عاشق کی تقدیر ہے

نہ کیون اُس جبین کی کرین نجم قدر — کہ ہی آسمانِ جلالت کی بدر

عجب روشنی ہی عجب آب و تاب — کہ ہی سجدہ گاہ مہہ و آفتاب

یہ لوحِ دو عالم کی تفسیر ہے — جو پیش آتی ہے اسمین تحریر ہے

تجلی گہہ حسن زیبائے حق — بیاضِ جمالِ دل آرائے حق

زیارت گہہ خاص حسنِ قدیم — امانت گہہ نور رب کریم

وہ روشن گرِ دل کشادہ جبین — سرِ مطلعِ صبحِ فتحِ مبین

ہے خط جبین سے عیان سربسر — کہ خط کہنچ گیا خطِ تقدیر پر

یونہین کاٹتے ہین یہ مضمون تمام — کہ تقدیر ہے اِن کی مرضی کا نام

وہ ابرو قیامت کی سفاکِ خلق — جنہین خوفِ حق ہی نہ کچہ باکِ خلق

چڑہی تو نظر پر کوئی چڑہ گیا — جو سمٹے تو حد سے ستم بڑہ گیا

دو چشم فسون گر ادا آفرین | کہ بے سرمہ رہتی ہین وہ سرمگین

مصاحب ہی مستی شرارت شفیق | قیامت ہی دمساز فتنہ رفیق

غضب کے ہین وہ لال ڈورے مگر | ابھی نکلے ہین خون مین ڈوب کر

وہ ترچھی نظر کس بلا کی شریر | کہ بجلی گراتی ہی دکھلاکے تیر

نہ بیٹھی کبھی چین سے گھر مین یہ | بناتی ہے گھر جاکے پتھر مین یہ

لگی سرسری ہو گئی کارگر | وہ برچھی کی برچھی نظر کی نظر

کبھی دیکھنا پشت پا کی طرف | کبھی سینہ با صفا کی طرف

تغافل سے پہلو کبھی دیکھنا | وہ لٹکا کے گیسو کبھی دیکھنا

وہ بانکین ادا مین وہ ترچھی نظر | جو پھیرین چھری حلق عشاق پر

شب و روز رہتی ہین اس تاک مین | کہ ملکر ملا دین کسے خاک مین

کسی کو نہ بھر کر نظر دیکھنا | ادھر دیکھتے ہی ادھر دیکھنا

ادھر دیکھنا ہون جدھر دل جلے | یہ مطلب کہ اس مین کچھ تو چلے

شب و روز پھرتی ہی ساغر بدست | کہ ہی ساقیٔ جام عہد الست

وہ گو نشہ مین مست و سرشار ہی | مگر کام سے اپنے ہشیار ہے

اڑی گاہ بن کے شہباز حسن | بنی گاہ طاؤس طناز حسن

کئے صید عشاق کے مرغ ہوش | پھری سو بسو مست عشوہ فروش

کبھی سیج بستر محبت بنی | کبھی شور دریائے الفت بنی

دکھائی روانی یمِ ذوق کی ۔ سنائی صدا گریۂ شوق کی

بنی گاہ باغِ حقیقت کی بو ۔ بنی گاہ گردِ رہِ آرزو

سونگھائی شمیمِ ریاضِ الست ۔ کیا منزلِ عشق کا بندوبست

بنی صیقلِ تیغِ خوبی کہین ۔ پری بن کے شیشے مین اُتری کہین

کسی سے کیا دور لاف و گزاف ۔ کسی کا کیا دل کا آئینہ صاف

کبھی بن گئی وہ کمندِ اُمید ۔ کبھی رشتۂ آرزوہاے دید

کبھی بامِ وصلت پہ پہنچا دیا ۔ کبھی جلوہ یار دکھلا دیا

کبھی ترکشِ تیغِ قاتل بنی ۔ کبھی بحرِ حسرت کا ساحل بنی

کہ جسکو وہ سفاک اشارا کرے ۔ یہ تلوار سے گھاٹ اُتارا کرے

کبھی دامنِ دشتِ وحشت بنی ۔ کبھی تارِ دامانِ رحمت بنی

کسی کا کیا جامۂ ننگ چاک ۔ دیا گاہ خلعت کا ملبوسِ پاک

بنی گاہ دربانِ بابِ کرم ۔ بنی گہہ عصاے ضعیفانِ غم

جو مغرور آیا گرایا اوسے ۔ جو عاشق گرا تو اوٹھایا اوسے

یہی فاتحِ بابِ اُمید ہے ۔ کلیدِ درِ گنجِ توحید ہے

عجب رنگ مین ہے یہ ڈوبی ہوئی ۔ کہ باقی نہین نام کو بھی دوئی

جو دل مل گیا خوب توڑا اُسے ‌‌ ‌ غرض جسکو تاکا نہ چھوڑا اُسے

وہ کھینچے ہوئے تیر مژگاں کی صف ‌ کہ ہو طائرِ قدس جنکا ہدف

انھین سوجھتی ہی بہت دور کی ‌ کہ جو کی پہ ہین چشمہ نور کی

وہ پلکین ہین یا پردہ حسن ہین ‌ کہ مدت سے پروردہ حسن ہین

وہ بینی کہ منقارِ طوطی خجل ‌ صفائی ہین نہر لبن منفعل

اگر یہ نہ ہو حسن سب خاک ہے ‌ غرض چہرہ حسن کی ناک ہے

وہ رو ہے نگارین بہارِ جمال ‌ گلِ بوستانِ کمال و وصال

وہ رخسارِ نازک وہ رنگین عذار ‌ ریاضِ لطافت کی تازہ بہار

وہ آئینہ صورتِ لم یزل ‌ صفاے دلِ اہلِ حسن عمل

وہ بدرِ جمالِ رخِ تابدار ‌ وہ مصدرِ جلالِ خداوندگار

وہ رخ مطلع صبحِ حق الیقین ‌ صبیح و شگفتہ ملیح و حسین

وہ رنگت گلابی نزاکت بھری ‌ کہ جیسے کوئی پنکھڑی ہو ہری

حسین اسقدر وہ مہِ دلنواز ‌ کہ خود حسن کو اوسکے جلوہ پہ ناز

وہ تابندہ رخ صورتِ مہرِ نور ‌ تجلی وہ شعلہ شمعِ طور

نزاکت کا اُسکے یہ شہرہ ہی آج ‌ کہ شرماتے ہین جسسے نازک مزاج

وہ مہر سعادت وہ بدر الدجیٰ
وہ شمع حقیقت وہ شمس الضحیٰ

فروزاں ہے ایسا کہ نزدیک و دور
برابر اسی کا ہے آنکھوں میں نور

گل جان کا پہلا ورق ہی یہی
سر صفحۂ سبق تب ہی

وہ لبہاے معجز بیان فصیح
بہ ہیں جنکے اعجاز دم مسیح

کریں کیوں نہ عشاق کو پھر حلال
کہ بے پان کھاے وہ رہتی ہیں لال

وہ ابر گہربار شیریں زبان
کرے جو کہ سر سبز کشت جہان

فصاحت کے دریا کی یکتا نہنگ
کرے قافیہ جو بلاغت کا تنگ

کہی جو وہی ہو یہ ہے اختیار
کہ ہے سیف حکم خداوندگار

عصاے دل اہل ہمت ہے یہ
کلید در باب رحمت ہے یہ

جو کہدی نہیں اسمیں کچھ شک و ریب
اسے لوگ کہتے ہیں مفتاح غیب

وہ گوش حسین راز دار نکات
سنا کرتے ہیں جو محبت کی بات

در معرفت کے وہ دو کان ہیں
عقیق سماعت کی وہ کان ہیں

وہ گردن کہ اہل صفا منفعل
صراحی بلور جس سے خجل

نہ کیوں قربت حق ہو اس سے مزید
کہ ہی یہ گذرگاہ حبل الورید

بھرے گول بازو وہ عالی وقار
کہ ہوا ہی آسمان بھی نثار

یہ نازک کلائی کا اُس گل کی رنگ — تصور بھی پھولون کا ہو جسکو تنگ

وہ پنجہ جو عشاق کا دستگیر — کہ پنجے مین جسکے دو عالم اسیر

وہ پنجہ کہ جس مین خدائیکا زور — وہ قدرت سلیمان نبی جس سکی مور

وہ ناخن کہ مہر سپہر کمال — بنائین جو ہر دم نیا اک ہلال

نشانے پہ جوڑین اگر تیر کو — بنا دین وہ تقدیر تدبیر کو

غضب کی وہ گرمی حسن شباب — کہ جسپر دل قدسیان ہو کباب

نہ کیون اوس سے ملکر ہو خوش ہر ملول — کہ خوشبو ہی وہ دونون عالم مین پھول

اسی عالم وجد مین وہ جوان — مودب گیا پیش شاہ جہان

ستارون کے مانند میر و وزیر — فراہم ہین گرد شہ دستگیر

یہ دیکھا تو وہ بے نظیر حزین — بڑھا بہر پابوس سلطان دین

مگر روکنے کو اُٹھے کچھ شریر — کہ جانے نہ پائے اُدہر بے نظیر

نہ روکے رُکا پر وہ کمسن دلیر — کہ ہوتا ہی شیرون کا بچہ بھی شیر

سبھون کو ہٹا کر وہ عالی وقار — گیا پیش محبوب پروردگار

ادا کرکے سارے رسوم نیاز — ہوا وہ قدمبوس شاہ حجاز

اٹھا شاہ عالم اٹھایا اُسے — گلے سے اوسیدم لگایا اُسے

کہا تجھ پہ کیا ایسی آفت پڑی | کہ سطے کر کے آیا یہ منزل کڑی

کہا مین ستم دیدۂ ہجرِ یار | امان خواہ آیا ہون باحالِ زار

کبھی تھا شب و روز سرگرمِ ناز | پر اب ہون اسیرِ طلسمِ مجاز

ہوا بابِ غفلت سے داخل یہان | ہنین ملتا اب مخلصی کا نشان

یہ کہکر سنایا سب احوالِ خواب | وہ ارشادِ محضِ ہدایت مآب

کہا اُس شہنشاہِ دین نے کہ ہان۔ | مین پہلے سے ہون واقفِ داستان

مجھے بھی دکھایا اُسی نے یہ خواب | کہ آتے ہی کر ملنے سے فیض یاب

وہ آلام سے دل شکستہ بہت | ہے تیرِ ملامت سے خستہ بہت

وہ جو کچھ کہے دل سے کرنا قبول | کہ ہو وصلِ محبوب اوسکو حصول

حضوری ہوی ہے جو حاصل تجھے | بنا دونگا انسانِ کامل تجھے

مرا مایۂ ناز و عشرت ہے تو | یہان صدرِ بزمِ محبت ہے تو

بسر کر مرے ساتھ آرام سے | چھکا دونگا توحید کے جام سے

یہ کہکر بٹھایا اسے جاے صدر | رخِ زرد اوس کا کیا رشکِ بدر

غرض جتنے موجود تھے اہلِ دین | ملے اُس سے باحسنِ صدق و یقین

اسی طرح ہر ایک میر و وزیر | ہوا حکمِ حاکم سے فرمان پذیر

جلیل و حسین عالم و ذی وقار
وہ شمع ہدایت مین سنہے لگا

رفیق اُس کو شہ ذی ہیشمار
جو گزری تہی دل پر وہ کہنے لگا

بشارت و تصدیق

پلا ساقیا بادہ وصل یار
کہ ہو چودہوین شب کی دونی بہار

دے جاوہی مایہ اختصاص
ازل سے ہون مین تیرا محبوب خاص

چھکا مجھکو جام بشارت سے آج
بنا کامل اپنی عنایت سے آج

شب وصل آئی گیا روز ہجر
مبدل ہوا ساز سے سوز ہجر

افق پر سر شام ہی ماہتاب
وہ چمکا اٹھا کر بسنتی نقاب

درختون پہ چاندی سی چڑہنے لگی
تجلی بھی اٹہلا کے بڑہنے لگی

رو پہلی کرن آسمان پر تمام
اُڑانے لگی ریزہ سیم خام

پڑی پانی پر چاندنی کی جہلک
دکہانے لگی موج دریا چمک

وہ مل مل کے ابرک شعاع قمر
چھڑکنے لگی سطح آب پر

برسنے لگا نور افلاک سے
تجلی اُبلنے لگی خاک سے

ہوا اسقدر روشنی کا وفور
تہی ہر کرن تار باران نور

بنے آئینہ سارے دیوار و در
سفیدی پہری ہر در و بام پر

تجلّی کثافت کو دُھونے لگی | مکانوں پہ قلعی سی ہونے لگی

نظر آتے ہیں ٹیکرے جو اُدھر | وہ کوہِ صفا بن گئے سر بسر

بلندی پہ اب بدر آنے لگا | ستاروں کو نیچا دکھانے لگا

بہت تل سے بنے دیدۂ حور میں | بہت چھپ گئے چادرِ نور میں

جو تھے خاص خاص اور معمورِ نور | وہی کچھ جھلکتے رہے دور دور

پکڑ کر ضیا کہکشاں کی کمند | گئی تا سرِ بامِ بخت بلند

ضیا چمکی داغِ جگر کی بہت | بڑھی لو چراغِ قمر کی بہت

اندھیرے کو سایہ ترسنے لگا | درختوں پہ جوبن برسنے لگا

ہے اس ناز سے چاندنی جلوہ گر | کہ سکتے کے عالم میں ہے ہر شجر

تجلّی سے وادی یہ معمور ہے | کہ موجِ ہوا موجۂ نور ہے

وہ پھول اُجلے اُجلے ہیں جو سامنے | کٹوری سی چاندی کی سر پر لیے

دکھاتے ہیں اس وقت کیسی بہار | کہ ہوں ٹوٹ کر جن پہ تارے نثار

چمک ریگ پر صحنِ بلّور کی | بچھائی ہوئی چاندنی نور کی

یہ عالم جو دیکھا تو شکلِ کتاں | ہو پارہ پارہ دلِ عاشقاں

شعاعوں سے اُڑنے لگی جو شرر | سوتے سے چیخ اٹھے کبک پر کھول کر

لگے ہونکنے اُٹھ کے کتّے کہین — مچلنے لگے شور کرتے کہین

ہر اک حاسد ایسا ہی بکتا رہا — مگر بدرِ تابان چمکتا رہا

نثار رفتہ رفتہ وہ شور و شغب — گئی تا کمر زلفِ لیلائے شب

چمکنے لگا سر پہ بدرِ منیر — بنا قبّۂ نور چرخِ منیّر

پئے لطفِ نظارۂ نورِ ماہ — چڑھا بام پر وہ شہِ عرش جاہ

طبق مین زبرجد کے دُرِ شاہوار — قمر چن کے لایا برائے نثار

فلک ٹکیہ چاندی کا باندھے ہوئے — پھرا گرد اُس شاہِ ذیجاہ کے

وہ بھیگی ہوئی آبِ رحمت سے رات — کہ تر دامنوں کی ہو جس سے نجات

وہ شبنم کی خنکی وہ ٹھنڈی ہوا — وہ اشجار و آبِ روان کی فضا

وہ شاخون کا جھکنا لچک کر کہین — وہ لہرون کا اُٹھنا چمک کر کہین

وہ میدان مین چاندنی کا سمان — وہ شبنم کا گرد اُسکے کچھ کچھ دھوان

نجوم و قمر کا وہ عکس آب مین — وہ پانی مین جلتی ہوئی مشعلین

وہ ہر سمت چھایا ہوا نورِ بدر — وہ شب لیلۃ القدر کو جسکی قدر

بھری نور سے ڈالی ڈالی تمام — وہ اغیار سے بزم خالی تمام

نہ کوئی مصاحب نہ کوئی مشیر — حضوری مین حاضر فقط بینظیر

وہ اشعار پڑھنا چمکتے ہوئے — وہ خاص اسکے جملے پھڑکتے ہوئے

ہوا سُنکے اُس شاہِ دین کو سرور — لگا چلنے دورِ شرابِ طہور

وہی ساقیِ جامِ عرفان بنا — وہی قاسمِ آبِ حیوان بنا

میسّر ہوئی قسمتون سے یہ رات — پیالون سے دونون نے آبِ حیات

وہ ساغر یہ ساغر چڑہاتے گئے — لگا تار مستی بڑہاتے گئے

لُنڈہے خُم پہ خُم اور سبو پر سبو — وہ کھلی جاے ہردم یہی آرزو

بہت دیر پیتے پلاتے رہے — محبت کے نشے جماتے رہے

ہر اک اشکِ شادی بہانے لگا — لبِ جام ہنس کر رولانے لگا

ہوا نشّۂ بیخودی کا یہ جوش — کسیکو نہ باقی رہا اپنا ہوش

محبّت دوئی کو مٹانے لگی — تکلّف کا پردہ اُٹھانے لگی

بنا بسترِ عیشِ حسنِ قبول — بچھانے لگی شوخیِ ناز پھول

چمکنے لگا چہرہ اُمّید کا — نگاہون مین رنگ آگیا دید کا

کلی آرزو کی چٹکنے لگی — وفا پنکھڑی سی جھپکنے لگی

تمنا مین ہمدم بنین شوق کی — مرادون مین بو آگئی ذوق کی

گلے سے لگی مدعا کی امنگ — بندھا حضرتِ آہ و زاری کا ڈھنگ

غم دل کا چلتا ہوا ازدحام — قلق نے کیا دور ہی سے سلام

خوشی قلب کو گدگدانے لگی — مسرت سی چہرے پہ چھانے لگی

ملی تازہ بو گیسوئے یار کی — کٹین بیڑیان بند انکار کی

ہوس دل مین پہلو بدلنے لگی — نکلنے کو حسرت مچلنے لگی

سکون ورد دل سے ہوا ہمکنار — تسلی ہوئی مونس جان زار

طرب آکے تشویش کھونے لگی — بغلگیر تسکین ہونے لگی

دل و سینہ کے زخم بھرنے لگے — امنگون کے جوبن ابھرنے لگے

ہوا شوق کا ضبط پر دسترس — بڑھا جوش مین آکے دست ہوس

یقین نے اٹھائی گمان کی نقاب — نظر آئی ہر آرزو بے حجاب

شک و ریب روپوش ہونے لگے — مقاصد ہم آغوش ہونے لگے

نگاہین لگین کہنے پیغام شوق — تمنا نے چوسا لب جام عشق

ادب سے بڑھین آگے گستاخیان — مرادین لپٹ کر بنین وصلیان

ارادے نئے داؤن چلنے لگے — وہ برسون کے ارمان نکلنے لگے

بڑھا گرمی شوق سے ساز و باز — عرق بن کے ٹپکا جبین نیاز

طبیعت کی شوخی بڑھی دمبدم — رکاوٹ کی باتین ہوئین کالعدم

ملا سازِ تقدیر سے سازِ وصل
بجا پردے مین نغمہ رازِ وصل

فرح بخش توفیق ہونے لگی
تصور کی تصدیق ہونے لگی

دل آسودگی خوب باہم رہی
وہی خلوتِ انس محرم رہی

نہ باقی رہی دل مین کوئی ہوس
عنایت پکاری کہ اللہ بس

یہ سنکر بنا خود فراموش وہ
ہوا جوشِ مستی سے بیہوش وہ

سنبھالا مگر ضبطِ چالاک نے
دیے چھینٹے آبِ رخِ پاک نے

کہا شہ نے اے مایۂ اختصاص
ازل سے ہی تو میرا محبوبِ خاص

رہی اسکی تصدیق ای نیکنام
مین تیرا ہی ہوکر رہونگا مدام

ملا ہے مجھے حکمِ مہرِ منیر
لقب دون تجھے عاشقِ بےنظیر

خدا نے دیا سب تجھے بے ریا
ولی عہد تا ابد کر دیا

ازل سے ہے تو عاشقِ ازرہِ حق
ہوا آج صد شکر مختارِ حق

چلے گا ترا حکم آفاق مین
کہ تو صدر ہے بزمِ عشاق مین

تری دم سی پھیلے گا دنیا مین جوگ
کرینگے ترے نام سے عشق لوگ

تجھے ہم نے عالم دیے دس ہزار
مرید اور ہر دم تری جان نثار

علاوہ برین ہیشیار اہلِ دین
تری دم سے پائینگے راہِ یقین

کرینگے تری پیروی خاص و عام — کہ ہی وحی و الہام تیرا کلام
پڑھیگا جو دل سے اسے ایکبار — وہ ہوگا ولی صاحبِ اختیار
زہے رحمت ای عاشقِ ذوالجلال — کہ خود منتظم اب ہے تیرا خیال
تجھے احتیاجِ دعا کچھہ نہین — کہ مرضی پہ تیری ہی ربِّ امین
بشارت دیئے جاتا ہے وہ بشیر — تحیر مین ہے خسروِ بےنظیر
کہ یارب کہان مین یہ رحمت کہان — کیا جسنے محبوبِ ربِ جہان
اسی فکر مین غرق ہی وہ حسین — کہ یاد آگئی اسکو لوحِ یقین
جو دیکھا اسے غور سے ایکبار — تو یہ راز اس سے ہوا آشکار
کہ مہرِ منیر آکے اس دیس مین — تجھے آزماتا ہے اس بھیس مین
پھر دیکھا تو وہ عاشقِ پاکباز — پھرا گرد اسکے ز روئے نیاز
کہا گر کے قدمون پہ اسے پاکذات — بھلا اس مین پردے کی تہی کون بات
اسی کی رہی آجتک دوڑ دہوپ — یہان آپ بیٹھے ہین بدلے یہ روپ
ازل کی وہ باتین بھی کچھہ یاد ہین — محبت کی گھاتین ہی کچھہ یاد ہین
تکلف نہ رکھیئے روا اسے کریم — کہ ہون آپکا آشنائے قدیم
یہہ کس واسطے رنگ لائے حضور — کہ اس جلوے مین آج آئے حضور

بلایا مجھے قدس کے دیس مین | یہان آپ بیٹھے ہین اس بھیس مین
بھلا اس مین کیا مصلحت ہی حضور | جدا سکے کہ جکر مین کہاؤن ضرور
کہا مین نہ آتا جو ای خوش صفات | دکھاتا تجھے کون بابِ نجات
فقط تیری خاطر مین آیا یہان | محبت کا نقشہ جمایا یہان
اسی واسطے مین نے بدلا یہہ بھیس | کہ ملکر تجھے لیچلون اپنے دیس
سحر ہو تو کھولون مین بابِ نجات | تجھے بخشدون حاصلِ کائنات
کہ زادِ سفر ہو وہ حسنِ عمل | مرے ساتھہ پہر تو سوی قدس چل
پہنچکر تو اُس منزلِ عرش پر | بڑے چین سے تا ابد کر بسر
وہ اہلِ محبت وہ اہلِ طریق | وہین آرہین گے تہی ہی شفیق
سنا جب یہہ ارشاد مہر منیر | تو تڑپنے لگا وجد مین بینظیر

غزل

محبت کا جذب و اثر دیکھیے | وہ خود دیتے آے خبر دیکھیے
کبہی جنکو لکھتے تہے ہم شوق دیکھ | وہی آج ہین نامہ بر دیکھیے
کسی کا وہ منہہ پھیر کر بیٹھنا | کسی کا وہ کہنا ادہر دیکھیے
کبھی میری قسمت کی پھر دیکھنا | ذری اپنی ترچھی نظر دیکھیے

اسی پر ہے نازِ نگاہِ کرم — میں تڑپوں ادھر آپ ادھر دیکھیے

یہ آنکھیں بہت دن سے تھیں فرشِ راہ — وہ آئے ہیں اب راہ پر دیکھیے

کوئی عشق کہتا تھا کوئی جنون — بتاتا ہے کیا چارہ گر دیکھیے

وہ آخر ملے بات کی بات میں — وہ طول اور یہ مختصر دیکھیے

بہت خوبصورت ہیں یوسف مگر — ذرا آپ کو دیکھ کر دیکھیے

اس آئینہ خانہ میں حیرت ہے یہ — کسے دیکھیے اور کدھر دیکھیے

نہیں کھولتے آنکھ کیوں بےنظیر
وہ آتا ہے کوئی ادھر دیکھیے

باب نجات

پلا اب وہ مے ساقیِ پاک ذات — سبھی نے حلقۂ جام بابِ نجات

اچھوتی دے وہ دخترِ رز مجھے — کہ ہو دم پہ قابو دعا دوں تجھے

بنا مست و بیخود مثالِ عبیر — کہ دیکھوں میں اپنی ہی عالم کی سیر

اٹھا جام کر جلد رفعِ ملال — کہ دنیا سراسر ہے خواب و خیال

وہی خوب ہیں جو کہ ہیں مے پرست — غم و منت ان کو نہ کچھ فکرِ ہست

وہ مے دے کہ ڈوبیں محبت میں ہم — کہ رہتی ہے شادی نہ رہتا ہے غم

مجھے مست کر کی تو پہونچا وہان ‌ ‌ ‌ انا الحق کہے ذرہ ذرہ جہان

نہ چھوٹے مگر یہ سلامت روی ‌ ‌ ‌ کہ پی کر ابلتے ہین کم ظرف ہی

ہر اک راز کی پاس داری رہے ‌ ‌ ‌ بھٹکنے مین بھی ہوشیاری رہے

نہ لغزش ہو کچھہ خود پرستی مین بہی ‌ ‌ ‌ قدم لڑکھڑائین نہ مستی مین بھی

چھڑا دے خیال حیات و ممات ‌ ‌ ‌ کہ دنیا کے سب کام ہین بے ثبات

وہ می دے کہ جو کہ یون بیخبر ‌ ‌ ‌ نہ جنت کا غم ہو نہ دوزخ کا ڈر

اٹھا جام دے بھر اب وہ شراب ‌ ‌ ‌ جو دل سے اٹھا دے دوئی کا حجاب

مری مے پرستی کی وہ شان ہو ‌ ‌ ‌ جہان خود پرستی بھی ایمان ہو

حرم سے نہ مطلب نہو دیر سے ‌ ‌ ‌ لگاوٹ نہ باقی رہے غیر سے

نہ اغیار کام آئین گے کچھہ نہ یار ‌ ‌ ‌ خیالی ہین سارے یہہ نقش و نگار

پلا ساغر عشق کر شاد کام ‌ ‌ ‌ ہے دنیا فقط ایک دھوکے کا نام

کہانتک مین افسانہ گل سنون ‌ ‌ ‌ کہانتک صراحی کا قلقل سنون

پلا بادہ پھر سن مری داستان ‌ ‌ ‌ کہ ہے جام آئینہ راستان

نہ گھبراؤن کیون دور ایام سے ‌ ‌ ‌ صدا آرہی ہے لب جام سے

رہیگا نہ کوئی رہا بےنظیر ‌ ‌ ‌ ہے نام اللہ کا بےنظیر

یہ وہ دور ہے جز خداوندگار ‏ کسیکا بھی ہرگز نہین اعتبار
نہین جز ترے جو کسی کو بقا ‏ مجھے ذات مین اپنی کر تو فنا
نہین جانتا کوئی دم کا شمار ‏ نہ ٹوٹے کبھی جامِ زرین کا تار
شفق نے گرائی جو خُم سے شراب ‏ اُٹھا تمتماتا ہوا آفتاب
حیا صبح کی مہر کھونے لگا ‏ دماغِ ہوا گرم ہونے لگا
چلی لڑکھڑاتی نسیم سحر ‏ شعاعین پڑین نشہ مین جھوم کر
سنبھالے ہوئے آپ کو بینظیر ‏ چلا سوے دربارِ مہر منیر
ملا راہ مین حیلۂ نامور ‏ یہہ پہونچائی اُس باوفا نے خبر
مین جانے کو تہا خدمتِ شاہ مین ‏ مگر آپ ہی مل گئے راہ مین
ذرا اتنی تکلیف فرمائیے ‏ جواہر کو بھی ساتھ لیجائیے
یہ سُنکر چلا وہ شہِ دو جہان ‏ وہ جس جا فروکش تھی آیا وہان
اُسے بہی غرض ساتھ لیکر وہ شاہ ‏ گیا پیشِ سلطانِ گیتی پناہ
یہ آئین شائستہ و دلپذیر ‏ ہوئی وہ قدم بوسِ مہر منیر
وہ سلطانِ عالی نسب ذی کمال ‏ بہت خوش ہوا بعدِ تفتیشِ حال
ہوئی رخصتِ درد و غم ناگزیر ‏ ہوا مورِدِ صد کرم بینظیر

بٹھا کر بہ راہِ عنایت اُسے ۔۔۔ دیا سونپ گنجِ محبت اسے
کہا ہے یہی حاصلِ کائنات ۔۔۔ اسے لیکے جا سوئے بابِ نجات
یہہ کہکر اُٹھا جب تو وہ سب کے سب ۔۔۔ روانہ ہوئے ساتھہ با صد ادب
ذری دور جا کر رکا شاہِ دین ۔۔۔ کہا دیکھہ اب اپنی لوحِ یقین
پڑی لوح پر جو نظر ایکبار ۔۔۔ تو کیا دیکھتا ہے وہ عالی وقار
یہہ لکھا ہے اے عاشقِ منتظر ۔۔۔ اُٹھا جلد دامانِ مہرِ منیر
اُسی مین تو چھپ چل اب اے خوش صفات ۔۔۔ نظر آئے تا تجھکو بابِ نجات
پڑھا یہہ تو فوراً شہِ منتظر ۔۔۔ چھپا زیرِ دامانِ مہرِ منیر
دکھائی دیا سامنے ایک باب ۔۔۔ تجلی مین رشکِ مہ و آفتاب
وہ بابِ سعادت بلند اقتدار ۔۔۔ کہ مشکل ہے کلسونپہ ٹھہرے نظر
نگہبان ہزارون پیادے سوار ۔۔۔ فرشتونکا بھی ہو نہ اُسجا گزار
اُنہون نے جو دیکھا اٹھا کر نظر ۔۔۔ کہ آتا ہے شاہنشہِ نامور
برابر کھڑے ہوگئے اک طرف ۔۔۔ جھکے بہرِ تسلیم وہ صف بہ صف
قریب آگیا جب وہ عالی تبار ۔۔۔ قدم آکے سب نے لئے ایکبار
لئے ساتھہ اُنکو بصد عز و شان ۔۔۔ ہوا داخلِ بابِ شاہِ جہان

ہوئی ختم جسوقت وہ جذب باب
تو بولا وہ سلطان رحمت مآب

ذرا دیکھ اب لوح ای منیطیر
کہ کہتی ہی وہ کیا بحکم قدیر

یہ سنکر جوہین لوح پر کی نظر
تو اپنی ہی تصویر تھی جلوہ گر

نہ اور اک شادی نہ ماتم رہا
فقط ایک حیرت کا عالم رہا

وادی حیرت

پلا اب وہ مے ساقی مہ جبین
کہ آئینہ بنجائے لوح یقین

وہ مے جائے خوش پڑھے جا درود
بنا دے مجھے مست علم وجود

وہ مے وہ کہ ہو اسکا عین الیقین
کہ انسان ہی ہی کتاب مبین

فلک پر اُڑا وہ سنہرا غبار
منور ہوے وادی و کوہسار

نجوم اپنی ہستی کو کھونے لگے
تجلی مین روپوش ہونے لگے

سحر لیکے آئینۂ آفتاب
ہوئی جلوہ افگن بصد آب و تاب

مطلا پہاڑونکی وہ چوٹیان
دکھاتی ہین اسوقت کیا کیا سمان

ہرے نخل اُن پر زر افشان کرن
شعاعونکی وہ کونپلون پر پھبن

وہ سبزہ پودے طراوت بھرے
وہ شفاف چشمے لطافت بھرے

وہ شبنم کی وہ ہری ہری پتیان
زمرد کی وہ قدرتی کلغیان

وہ پانی کا جھرنا وہ چاندی کے تار | وہ شیشے کی چادر وہ صاف آبشار

سرِ شاخ پھولونکا گہنا کہین | گلے مل کے نہرونکا بہنا کہین

وہ گدرائے پھل ہر شجر باردر | چھٹا پڑتا ہے جوبن اشجار پر

کہین لالۂ سرخ ساغر بدوش | کہین نرگسِ مست حیرت فروش

وہ نکھرا ہوا چہرۂ نونہال | وہ بکھرے ہوئے سنبلِ تر کے بال

کہین پھول پھولے کہین مرغزار | ریاحینِ خوردو کہین بے شمار

جما سروِ کوہی کا دنگل کہین | چرندونکا جنگل مین منگل کہین

وہ گنجان شاخین شجر سایہ دار | پہاڑونکے دامن مین وہ سبزہ زار

کہین طائرانِ سحر نغمہ زن | کہین چوکڑی بھر رہے ہین ہرن

کہین غول کے غول رعنا غزال | پری کے پرے مرغِ یاقوت بال

پرندونکا جھرمٹ برنگِ سحاب | کہین جھنڈ چڑیونکا بالاے آب

وہ دریا کا موجین کہین مارنا | کچھارون مین شیرونکا ہنکارنا

کہین غار مین جاگزین تیندوے | کہین کھومین بیٹھے ہوئے اژدہے

درندونکا جنگل مین وہ گھومنا | کہین ہاتھیون کا کھڑے جھومنا

کہین کُنڈ پر وہ گھنی جھاڑیان | وہ دو دو دام جیسین ہزارون نہان

چھٹا نو خیمہ وہ چادرِ آبِ صاف | ہو چاندی کے پتر کا جیسے غلاف
کہین گھاٹون پر درندون کا زور | کہین ڈالیون پر پرندون کا شور
وہ کیلے کا جنگل وہ آبِ روان | ترائی مین لاکھون جڑی بوٹیان
وہ گلّون کا چرنا چراگاہ مین | بچھا سبز قالین صحرا مین
سلین سنگِ مرمر کی باآب و تاب | دکھانے لگین پرتوِ آفتاب
ذرا دور چلکر بیابان مین | روان ایک دریا ہی میدان مین
تلاطم ہے امواج کا اسقدر | کہ آتا نہین وہ کنارہ نظر
یہ سب ہے مگر کوئی مردِ خدا | نہین دیکھتا کچھ بھی اپنے سوا
جدہر آنکھ اُٹھاتا ہے وہ باخبر | تو اپنی ہی تصویر ہے جلوہ گر
یہہ عالم تحیّر کا ہر بات مین | کہ جو شے ہے وہ اپنی ہی ذات مین
کھڑا ہے تردد کی حالت مین وہ | پھنسا ہے بہت سخت حیرت مین وہ
کھڑا سوچتا ہے وہ نازک مزاج | کہان لائی ہے مجکو تقدیر آج
ہوا محوِ حیرت جو وہ خوش عمل | تو پھر اسکے پڑھنے لگا یہ غزل

غزل

یہ کیا ہے عجب چیز شہر ہی یا چمن | ہر اک شے کی تقطیع وضع ہی یا چلن

ہمین کوہ و وادی ہمین جو آب ۔۔۔ ہمین نخل و سبزہ و شجر ہی ہمین

ہمین ہین مورّخ ہمین داستان ۔۔۔ ہمین مخبرِ حق خبر ہی ہمین

ہمین دیر و کعبہ۔ خدا و صنم ۔۔۔ ہمین صاحبِ خانہ گھر ہی ہمین

ہمین لامکان مین ہمین ہر جگہہ ۔۔۔ ادہر ہی ہمین ہین ادہر ہی ہمین

ہمین دفترِ کُل ہمین لفظِ کُن ۔۔۔ ہمین طول ہی مختصر ہی ہمین

ہمین خود مبصّر ہمین خود نگاہ ۔۔۔ تماشا ہے اہلِ نظر ہی ہمین

ہمین نیست ہین خود ہمین ہست ہین ۔۔۔ قضا ہی ہمین ہین قدر ہی ہمین

ہمین نفسِ جانان ہمین بی‌نظیر
ہمین ذاتِ باری بشر ہی ہمین

اسی کشمکش مین سرانجام کار ۔۔۔ اُسے لوح یاد آگئی ایکبار

مگر وہ تو پہلے سے آئینہ تہی ۔۔۔ نظر آئی پہر اپنی صورت وہی

اسی شکل سے پر وہ رعنا جوان ۔۔۔ لگا پوچھنے کیا کرون اب یہان

وہ کہنے لگی اے شہِ باخبر ۔۔۔ یہہ وادیِ حیرت کا ہی سب اثر

تری شکل ہرجا ہی گو جا بجا گیر ۔۔۔ نہان پر انہین مین ہی مہر منیر

تلوّن یہان سے تو کر اختیار ۔۔۔ کہ تا تجھہ پہ یہ راز ہو آشکار

بے ساتہ تیرے تغیّر نہو | سمجھ مخبر اُس صورت پاک کو

پکڑلے تو دامن اُسی مرد کا | نہ اندیشہ کر گرم کا سرد کا

جو ہو ربط اوس شاہِ دیندار سے | ابھی پار ہو بحرِ زخار سے

جو اس بحرِ حیرت سے جا کر گذر | پہنچ جائے تا دشتِ ہو بیخطر

یہ سمجھا تو وہ خسروِ نامدار | بدلنے لگا حالتیں بیشمار

بدلتا گیا جیسے جیسے وہ رنگ | وہ شکلیں بدلتی رہیں بیدرنگ

نظر آئی اک صورتِ بےنظیر | کہ ہرگز نہیں وہ تغیّر پذیر

یہ دیکھا تو وہ خسروِ دوجہان | ہوا اک طرف ساتھ اُسکی روان

جدہر سے وہ ذیجاہ ہوتے گئے | بہت لوگ ہمراہ ہوتے گئے

نظر آئی اک کشتیِ امتحان | ہوے سب سوار اسپہ باعز و شان

چلی جس گھڑی موج بادِ مراد | روانہ ہوئے سب وہ عالی نژاد

گئے جب کہ دہارے مین وہ نیک خو | بھنور مین پڑی کشتیِ آرزو

جو طوفانِ حسرت ہوا آشکار | ہوے خوف سے سب کے سب بیقرار

بدلنے لگا رنگ ہر ناخدا | مگر ایک حالت پہ ہی ناخدا

نہیں کہتا ہے گو ہو خفا جی سے تم | کہیں کود پڑنا نہ کشتی سے تم

یکایک وہ گھبرا گئے اسقدر
گرے سے بحر زخار مین بیخبر

مگر لوح کے حسب تحریر شاہ
رہا ہمرہ خسرو دین پناہ

بہت کوششون سے غرض ناخدا
کنارے پہ کشتی کو لے ہی گیا

کنارے پہ ہونچکر یہہ ٹھہری صلاح
کہ اسوقت ہے بس اسی مین فلاح

کہ جو ڈوبتے ہین سنبھالو انہین
پھنسے جس طرح ہین نکالو انہین

غرض ملکے دونون وہ عالی خصال
جہانتک ملے انکو لائے نکال

کنارے جو پہونچے بحکم قدیر
لگا دیکھنے لوح کو بے نظیر

تو اُس آئینے مین یہ آیا نظر
کہ تصویر محبوب ہے جلوہ گر

نہ تنہا یہہ پیش نظر ٹھہرے ہے
جدہر آنکھ اٹھائی ادہر پھر ہے

دشت ہو

کہان ہے تو ساقی یہ کیا طور ہے
کہ ہرسو ہوا اللہ کا دور ہے

پلا جلد بیخود ترے دم کی خیر
کہانتک یہ کثرت مین وحدت کی سیر

وہ مے دے کہ دون جسکو سوغات مین
فنا کر دے محبوب کی ذات مین

شب غم کی رخصت وہ پچھلا پہر
وہ تارونکی چھان وہ نسیم سحر

اٹھو جاگو کی ہر طرف ہے پکار
سحر کہا کے فارغ ہوئے روزہ دار

تجلی رحمت کا ہونے ظہور — بسیروں سے اڑنے لگے وہ طیور

وہ کچھ کچھ جھلکنے لگیں کونپلین — کھروا اڑانے لگیں کونپلین

پپیہوں نے دلپر لگائی وہ چوٹ — کہ معشوق بھی ہو گئے لوٹ پوٹ

تجلی فشاں گنبدِ آسمان — نمودِ سحر کا سہانا سمان

طیورِ سحر گرم حمد و سپاس — ثنا سنج مرغانِ زرّین لباس

کوئی سے بڑھاتا ہوا جوش مین — ہے آتش فگن خرمنِ ہوش مین

کروہگٹ کر رہا ہے کہین — کوئی مینڈہی دے رہا ہے کہین

خوش آیند لوری سریلی صدا — ہر اک رنگ کے چہچہے جا بجا

کوئی زمزمہ سنج اس آن سے — کہ آڑی نکلتی ہے لے تان سے

دکھاتا ہے کوئی رکھب کی بہار — کوئی اپنے پنچم کے سر پر نثار

لگاتا ہے وہ بہوٹ کوئی اسطرح — کہ سُر اپنے قبضہ مین ہو جس طرح

چڑھی اُتری ہے ہم کی چل پھر کہین — وہ گندھار پر زمزمہ دل نشین

وہ چھوٹ اور سم کی تہب پر بہار — وہ کوونکی بادی سرونکا اتار

کوئی کر رہا ہے وہ مشق سند — دکھاتا ہے دُھن کی کوئی شدہ

کوئی بول اور گت پہ نغمہ سرا — کوئی جو بادرا نترے پر فدا

وہ ہلتی ہین پیپل کی جو پتیان | بجاتی ہین ہر تال پر تالیان

کہین ٹیپ کی دون کا شور ہے | کہین آرٹے چوتالے کا زور ہے

صدا دُن سے گونجا ہوا بن تمام | درختون پہ حیرت کا جوبن تمام

سُنا جب یہ ذکرِ خفی و جلی | اُٹھا بسترِ خواب سے مہر بھی

ہوا محوِ فکرِ سفر مین دماغ | صدا سے جرس بنگیا شورِ زاغ

کنارے سے آگے بڑھا بینظیر | وہی ہر طرف شکلِ مہرِ منیر

ملا اک کفِ دست میدانِ ریگ | جدھر دیکھیے اک بیابانِ ریگ

وہ بالو کے ٹیلے وہ اُجلے پہاڑ | کہین چاندی کے ٹیکرے تھی وہ آڑ

ہوا سکے وہ چھو سکے خدا کی پناہ | کہ جن سے تصور کی دھندلی نگاہ

قریب اگئی دو پہر جب یہان | تپش سے ہوئی ریگ آتش فشان

شرر بنکے ذرے جو اُڑنے لگے | ہوے کوہِ آتش فشان ٹیکرے

مگر دیکھتا ہے یہی بینظیر | یہان ذرہ ذرہ ہے مہرِ منیر

ہوا وجد مین سکے نغمہ سرا | تو پیدا ہوئی ہر طرف یہ صدا

غزل

مرے جان و دل مین سمائی بھی | جدھر دیکھون جلوہ نما ہے وہی

وہی راہ رو ہے وہی رہنما — وہی مقتدی مقتدا ہے وہی
وہی بادِ صرصر وہی گردِ راہ — وہی رنگِ موجِ صبا ہے وہی
وہی منزلِ عشق مین میلِ راہ — نشانِ رہِ مدعا ہے وہی
وہی سب سے اول۔ اسی کا ظہور — وہی سب کا بانی بنا ہے وہی
وہی سب کی صورت وہی سب کی جان — وہی سب سے واصل جدا ہے وہی
وہی ساقی مے وہی محتسب — وہی رند ہے پارسا ہے وہی
ہر [illegible] وہی بس خموش — ہر آواز مین بولتا ہے وہی
وہی خود مرض ہے وہی خود دوا — ہر آزار کی خود شفا ہے وہی
کبھی دیکھتا تہا مین نیرنگِ دہر — نگاہون مین اب پہر رہا ہے وہی
وہی ذاتِ مطلق وہی بے نظیر — وہی شکلِ انسان خدا ہے وہی
یہ پڑہتا ہوا جا رہا ہے وہ شاہ — گیا بیٹھ اک جا مگر بہر کے آہ
نظر لوح پہ کی جو زیرِ سپہر — تو دیکھی پہر اس مین ہی شکلِ مہر
اسی شکل سے وہ شہِ کاروان — یہہ کہنے لگا کیا کرون اب یہان
رہون کب تک اس حال مین مین اسیر — جسے دیکھتا ہون وہ مہرِ منیر
وہ تصویر بولی کہ اے کاروان — سنا دے تو اب قیدِ صورت نہان

فقط اپنے ہی دل سے کہہ مدعا　کسی غیر سے تو نہ رکھہ واسطا
ہر اک عزم پر فعل کو اسے جری　سمجھہ یہ محرک ہے اسکا وہی
ترے دلمین جو آئے گر بیدہڑک　کہ جانی رہے یکقلم بیجھپک
ملے آگ بھی تو نہ رکنا کہین　کہ آجائے قدرت کا حق الیقین
جو ہو بے تکلف تو ہر بات مین　ملے جاکے محبوب کی ذات مین
سوے قدس جسوقت ہوگا گذر　تجھے خود نہوگی کچھہ اسکی خبر
کہ مین کون ہون اور آیا کہان　نہ تمیز ہوگی کسی کی وہان
یہان تو مٹادے شیون وصفات　وہان خود نہ رہجائیگی قید ذات
گئی ہے جو وہ اک رہ مستقیم　چلا جا اسی سمت بے خوف و بیم
وہان سے ہے راست استقی　وہ نکلا ہے اک کوچۂ بیخودی
سر راہ ہے ایک تخت روان　کہ گردش مین ہے صورت آسمان
یہ گو سب نظر آئینگے شکل مہر　بہر نوع دکھلائینگے شکل مہر
مگر پوچھنا دل سے ای تازہ بخت　وہ کہدیگا یہہ راہ ہے یہ ہے تخت
سوا اسپہ ہونا تو باکر و فر　نہ تا قدس پہر ہوگی تجھکو خبر
رہیگا نہ معشوق و عاشق مین فصل　وہان ایک ہو جائینگی نقل و اصل

وہاں جا کے دیکھیگا جب اٹھ حسین | تو کچھ بھی نہیں اور سب کچھ وہیں

بہار

پلا ساقیا وہ مئے لالہ فام | گلابی رہیں میری آنکھیں مدام

سناتی ہوا گل کی دوری مجھے | جھپکا دے رہے ہاتھ صوفی مجھے

ہے نور بزر آج اسے بہار کرم | پلا دے مجھے غیرت جام جم

نظر آتی ہے قدرت ذوالجلال | کرشمہ نظر ہے زمانے کا حال

[illegible] کا چراغ | کھلا ہے سپہر چمن تاروں کا باغ

وہ جو گلستاں کی سڑک ہے ادھر | شبستان میں چھڑکا اس رات بھر

ہر اک سمت ہے کیا سہانا سماں | فرح بخش ہے کیسی تاروں کی چھاں

ابھی تک نہیں آتی آواز کوس | جبین فلک ہے جبین عروس

ہوئی مشعلیں جلتی ہیں آب میں | وہی پھول چھوٹے ہیں تالاب میں

ہیں اٹھے جگے ہیں تہجد گذار | پڑے ہیں کہیں مست شب زندہ دار

گئے شہر سے بھاگ کر دور چور | نہیں اب کہیں پہرے والوں کا شور

فلک کا ہے ہر طرف گو ہجوم | مگر ماند ہونے لگے ہیں نجوم

ہی ضو ستاروں کی مدھم مگر | ابھی ہنس رہا ہے چراغ قمر

تجلی میں ڈوبی ہوئی چاندنی | بنی آئینہ [illegible]

قریب آتی جاتی ہے اب صبح [illegible] | یہ نقلی ضیا [illegible]

شفق آسمان پر ہوئی خیمہ زن | گلابی رنگا چرخ نے پیرہن

شعاعوں کا جھونکا جو آنے لگا | چراغ قمر جھلملانے لگا

بدلنے لگا رنگ پیرِ فلک | دکھانے لگی نو شفق کی جھلک

دمِ صبح والفجر پڑھنے لگا | اجالا بھی رہ رہ کے بڑھنے لگا

نظر آتا ہے آدمی دور کا | پھٹی پو وہ تڑکا ہوا نور کا

گیا سیر کو غرب میں ماہتاب | نظر آئی وہ شرق میں آفتاب

پڑا بہتے پانی میں عکسِ شفق | بنی سطحِ دریا گلابی ورق

اڑا ہر طرف وہ ابیر و گلال | ہوا دامنِ موج تک لال لال

مچانے لگا شور ہر سو گجر | لگانے لگی بانگ مرغِ سحر

ہوئی صبح رنگین و خندہ زن | چمکنے لگی جگمگاتی کرن۔

چلے جانب بتکدہ بید خوان | نمازی اٹھے سن کے شورِ اذان

پڑے ہے جام در دستِ رندانِ مست | درِ میکدہ پر اٹھے مے پرست

شعاعوں کی ٹہنے لگی اب بہار | بنا لالہ زارِ فلک شعلہ زار

سنہرا ہوا عارضِ چرخِ پیر
نکلنے پہ ہے آفتابِ منیر

وہ چھایا گلستان پہ رنگِ شفق
مطلّا ہوے سارے گل کے ورق

وہ بلبل وہ طوطیِ شکّر شکن
چہکتے ہین کیا کیا طیورِ چمن

جوانانِ گلشن لبِ جویبار
اُٹھے بہرِ تعظیم فصلِ بہار

عنادل کا ہر سمت جوش و خروش
نسیمِ چمن مست و نزہت فروش

کہین بلبلِ زار کے چہچہے
کہین شاہدِ گل کے وہ قہقہے

ہیں دل آرا [illegible] نہالِ چمن
بدلنے لگے نخلِ رخت کہن

وہ بوٹون مین آکے لگے جھومنے
عنادل کے چنگے لگے چومنے

درختون نے پہنا دو بانی لباس
لبِ نہر سبزہ زمرد اساس

نئی پتّیان وہ چمکنے لگین
وہ کھِل کھِل کے کلیان مہکنے لگین

ریاحینِ سرسبز تازہ بہار
وہ پھولی حنا ہر طرف عطر بار

وہ شاخون مین کونپل نکلنے لگی
درختون کی صورت بدلنے لگی

بنفشہ کہین سنبلِ تر کہین
کہین ہوسن و گل بہار آفرین

گلستان مین ہر سو شمیمِ بہار
اُڑی دوش بادِ سحر پر سوار

حسینانِ نازک ادا لالہ رو
روش پر ٹہلتے ہین ہم رنگِ بو

کھلے پھول بیلے کے وہ لاجواب | وہ پھوٹے ہزاروں طرح کے گلاب
وہ پھولی چنبیلی کھلا سونگرا | کھلی چاندنی باغ میں جابجا
وہ گُڑہل کھلا اور جنیرو کھلا | وہ نرگس کھلی اور شبّو کھلا
وہ پھولی نواڑی کھلے کاسنی | وہ لالہ کھلا وہ کھلی کاسنی
چمن زیورِ گل سے زیبا نگار | وہ نوخاستہ نوعروسِ بہار
بھرا مے سے لالے کا رنگین ایاغ | دہکنے لگا آتشِ گل سے باغ
یہ فطرت کا ہے قدرتی انتظام | کھلے پھول لاکھوں طرح کے تمام
وہ پھولوں پہ اڑتی ہوئیں تتلیاں | دکھاتی ہیں قدرت کی صنّاعیاں
پڑے ہیں جو اس لطف سے بیخبر | جگاتی ہے اُنکو نسیمِ سحر
لیے لخلخہ موجِ بادِ بہار | چھلکتی ہے جوشِ نمو پر سوار
گرے ہیں پھولوں پر شہد کی مکھیاں | وہ چھتّوں سے جھکنے لگیں ٹہنیاں
بھری گود شاخوں کی اثمار سے | ٹپکنے لگا شہد اشجار سے
وہ گدرائے پھل رنگ لانے لگے | انار اپنے جوبن دکھانے لگے
وہ انگور وہ رس بھری لیچیاں | لٹکتی ہیں آموں میں وہ کیریاں
ثمردار تازہ سرسبز ہے ہر شجر | لدے ہیں درختوں میں فصلی ثمر

وہ نارنگیوں اور لیموؤں کے پھول | کہ بے سونگھے ہوں مست اہل عقول

وہ فصل ربیع کے خرمن کے ڈھیر | جنھیں دیکھکر قحط سالی ہو سیر

وہ صحرا کی دیکھے کوئی اب بہار | کہ پھولوں سے ہر شاخ ہے شعلہ زار

وہ پھولا ہوا ڈھاک بھی ہر طرف | لگائے ہے اک آگ سی ہر طرف

وہ سرخی میں سینبل کے گل بے بدل | دکھاتی ہیں لطف ریاض خلیل

وہ سرسے کے پھولوں کی بو تند تند | کہ جسے سونگھتے ہی کھلے ذہن کند

[illegible] | چمکتی ہو چاندی کی جیسے کرن

لدی ہے یہ آئی ہوا یا عجیب | مگر ہے کروندے کا جنگل قریب

عجب مست خوشبو ہے پھولوں کی واہ | ہوئی جاتی ہے دل کی حالت تباہ

بہت دور وہ جھاڑیاں ہیں مگر | ہوا میں لپٹ آرہی ہے ادھر

کہیں نیم کے پھول عطر آفرین | کہیں گچھے کچنار کے نازنین

ان پھولوں کو ہے ہر سے لے بے شمار | دکھاتا ہے چاندی کے گھنگرو مدار

بہ ہر سے کے وہ سرخ گھنگچی کے پھول | الماس اور لال کنگنی کے پھول

وہ صحرا کا ہر نخل پھولا ہوا | غم باد صرصر کو بھولا ہوا

ہوا میں ہے نشو و نما کا اثر | ہر اک ہستی پہ وحش و طیور و بشر

دکھاتا ہی پھولون کا جوبن ابھار	امنگون پہ ہی جوشِ رنگِ بہار
نہین ہوتا یہ زورِ مستی کبھی	کہ ہر شئے پہ چھائی ہی اک بیخودی
مین اُس شانِ قدرت پہ ہر دم نثار	دکھائی ہین جسنے کیا کیا بہار
کئے خلق لاکھون طرح کے بشر	ہنین ملتین پر شکلین باہمدگر
نظر آتی ہین جتنی یہ صورتین	ہجومِ خیالات کی مورتین
ہنین قیدِ صورت فقط بات ہے	یہہ کچھ بھی ہنین ذات ہی ذات ہے
اُسی کے کرشمے ہین یہ روز و شب	کہ اک چیز ہے دوسری کا سبب
فلک پر وہ چھل بل دکھاتی ہوئین	شعاعین پڑین جگمگاتی ہوئین
ہوئی دہوپ ٹیلون پہ جلوہ فگن	درختون کی چوٹی پہ چمکی کرن
تجلی سے عالم ہوا فیضیاب	وہ نکلا چمکتا ہوا آفتاب
وہ تختِ روان پر کوئی ذی ہمم	اڑا جاتا ہے شکلِ ابرِ کرم
مگر اُس کو اسکی ہنین کچھ خبر	کہ مین کون ہون اور آیا کدہر
یکایک ملا ایک بابِ بلند	ہوا اوسمین داخل ہو وہ فیروزمند

روضۃ القدس

پلا ساقیا جامِ حق الیقین	لَعَلَّہٗ الناراح نور جبین

دے جائے وصل ہاں ای کریم — فطوبیٰ لہ فاز فوزاً العظیم

ابد تک ہے تو ہنسین رکھہ مجھی کامیاب — ہو اللہ یعطی بغیر الحساب

تو قادر قوی و ولی کردگار — مین بندہ ترا پر گنہگار شرمسار

یہہ قدرت ہے تجھہ صانعِ پاک کو — محمدؐ سے روشن کیا خاک کو

ترے لطف سی ہی یہ سب ای نگار — بہارِ شباب و شبابِ بہار

یہ تیری عنایت جوانی مری — ہے کس شان کی زندگانی مری

بنایا ہین عاشقی کے لیے — پھر اُس پر کمالات اتنی دیئے

ادا [illegible] نہ ہو تا ابد — لک الحمد یا ذوالجلال الصمد

جسے جسقدر چاہے دے اختیار — تو قادر ہے ای میرے پروردگار

تری حکم مین ہین زمین و زمان — کوئی جای پھر تجھ سے بچ کر کہان

مین بندہ ہون تیرا تو معبود ہے — یہہ سب کچھہ نہین۔ تو ہی موجود ہے

جو پردہ اُٹھا دے تو ای ذوالمنن — تو گم ہو نگا ہون یہہ ما و من

تو آنکھون مین یارب تو ہی جی مین ہے — مگر لطف کچھہ بندگی ہی مین ہے

عنایت کی جس پر کرے تو نظر — معائب کو و اللہ کر دی ہنر

غرض نیک و بد سے نہین بہرہ مند — کہ تو ذوالمنن ہے خداوندگار

یہ سب تیری قدرت ہے ای ذوالجلال ‏ — کہ ہر رنگ مین ہون عدیم المثال

پڑھایا سبق ہم کو اخلاص کا ‏ — کیا مورد اس رحمتِ خاص کا

دیا پھر پیمبر بھی وہ اے غفور ‏ — کہ جس کے لئے ہے یہ سارا ظہور

وہ احمدؐ وہ محبوبِ ربِ جلیل ‏ — نویدِ مسیحاؑ دعاے **خلیل**

وہی حسنِ گل عشقِ بلبل وہی ‏ — غرض سب یہ افراد ہین کل وہی

دیا پھر وہ مرشد بھی ای ذوالجلال ‏ — جو اس وقت کونین مین ہے بے مثال

وہ محبوبِ فرزندِ شیرِ خدا ‏ — سر اولیا وارثُ الانبیا

وہ جلوہ نماے کمال و وصال ‏ — وہ آئینۂ قدرتِ ذوالجلال

وہ توحید وحدت کے پشت و پناہ ‏ — شریعت طریقت کے وہ تکیہ گاہ

وہ مرشد مرے وہ گرامی پدر ‏ — جو ہر راز سے عشق کے باخبر

شہنشاہِ دین شاہ احسان علیؒ ‏ — وہ قطب مدار و فقیہ و ولی

خلافت کے رو سے بحسنِ تمیز ‏ — تھے وہ نائبِ شاہ عبد العزیز

اب اس سے زیادہ ہو گیا مرتبا ‏ — کہ ہین عاشقِ سنتِ مصطفیٰ

انھین کا ہے یہ فیض ای ذو المنن ‏ — دیا تو نے ایسا جو استادِ فن

لقب جس نے رحمت سے پایا وحید ‏ — نہ پھر کیون ہو عالم مین یکتا وحید

نثارِ محمد وہ قطبِ زمن
وحید و یگانہ خداے سخن

الٰہی وہ ملجاے ناز و نیاز
مرا مرشدِ پاک و داناے راز

وہ عالی نسب سید پاک زاد
ابد تک سلامت رہے بامراد

اُسی کی بدولت مین پہنچا یہان
کرون جسپہ قربان مکان لامکان

وہ اک شہر ہے روضۃ القدس نام
سراسر صفا جانِ خوبی تمام

مکانات اہلِ صفا کی ضمیر
نکالی ہوئی خشت ماہِ منیر

[illegible] فزاے ملوک
مقامات اسرارِ اہلِ سلوک

مکانون مین نقشِ ازل کی نشست
وہ رفعت کہ ہو اوجِ اندیشہ پست

وہ دیوارین آئینہ باآب و تاب
جو دل سے اوٹھا دین دوئی کا حجاب

نہ پھر کیون ہون وہ راستی ایجاد مین
کہ ہے اصلِ حق جن کی بنیاد مین

ملی آبِ رحمت سے عالم کی جان
گلاوہ بنا اُس کا جب بیگمان

لگا دلِ عارفان جاے خشت
ہوئی صرف تحریر مین سرنوشت

پڑا سرخی مین رنگِ مہرِ جمال
سفیدی مین کا نورِ صبحِ جلال

بلندی کو لازم تھی پستی جہان
تو لی عشق کی خاکساری وہان

جہان تھی مناسب نمودِ فراز
وہان صرف کی رفعتِ کبر و ناز

دیا عرض اگر بحرِ اُمّید کا
تو ہے طول بھی حسرتِ دید کا

نہ کس طرح مضبوط ہون پھر جہات
ہو کرسی مکانون کی پائے ثبات

ہر اک کنگرہ مہرِ اوجِ کمال
ہر اک آستان عرشِ جاہ و جلال

پناہِ غریبان درِ ارجمند
عصائے ضعیفان ستونِ بلند

محافظ ہر اک در کا پیکِ حیات
وہ ہر ایک دروازہ بابِ نجات

ہر اک گوشہ مین راز کا بند و بست
ہر اک کمرہ خلوت سرائے الست

قضا و قدر نام معمار کا
توکّل وہان پشتہ دیوار کا

بھرا کوٹ کر ہر طرف رنگِ عشق
وہ شفّاف دیوارین از رنگِ عشق

جو خالی رہی جائے اہلِ نیاز
بھرا اُس مین خونِ شہیدانِ ناز

مکانون مین ہر سو وہ نورِ امید
کہ بختِ سیہ بھی وہان ہو سپید

چراغِ رضا سے جو روشن ہین گھر
ہے تسلیم سے حسنِ محرابِ در

ہر اک در کی محراب مین ہی وہ خم
کہ قوسین کہا ئین اسکی قسم

مکانون مین مٹّی رہی ہی تمام
کہ اُس کا عبیرِ محبّت ہی نام

ہر اک طاق ہی دل کی سینے مین طاق
نہین دوسرا ایسا بالاتفاق

وہان چوب کی جا ہین تارِ نگاہ
ہے سقفِ مکان ظلِّ لطفِ اِلٰہ

[illegible] بام [illegible] — سے ہے زینہ اُسی بام کا معجِ عشق
[illegible] سا ہے چھت [illegible] — کہ ہو نردبان جس کا عشقِ مجاز
ہوس گھر میں تما حالِ عشاق کی — جہان فرش ہو چشمِ عُشاق کا
وہان رکھتا ہے ہر مکانِ رفیع — فضائے تقرب کا صحنِ وسیع
ہر ایوان کی واہ کیا شان ہے — سعادت ہر اِک در کی دربان ہے
[illegible] کیا نشیب و فراز — جہان فرشِ رہ ہو جبینِ نیاز
کرے سیر [illegible] گلی کا فلک — بچھائین جہان اپنی آنکھیں ملک
لکھیں کیا میں اُس شہر کی آب و تاب — کہ ہو ذرہ ذرہ جہان آفتاب
ہے خالی شکایات و آفات سے — بھرا ہے وہ فخر و مباہات سے
وہان پھرنے والون کو یہہ عید ہے — کہ ہر نقشِ پا چشمِ امید ہے
یہہ گلیون میں ہے روشنی کا وفور — کہ ہر سمت جاری ہے اِک بحرِ نور
مکانون کو لگے وہ خوش وضع باغ — کہ عاشق کے سینے پہ جیسے چراغ
نسیمِ حیات اُس جگہ کی ہوا — جو مُردے کو زندہ کرے برملا
معطر ہیں گلیان وہانکی تمام — کہ تازہ کرین قدسیون کا مشام
جلال و جمال [illegible] — ازل تا ابد وانکی شام و سحر

وہان موسمون کا نرالا ہی ڈہنگ
بدلتے نہین پر بدلتی ہین رنگ

جو گرمی ہی تو خشکِ بید رد کی
جو سردی ہے تو اک دمِ سرد کی

اسی جا تداخل وہین اعتدال
وہان فصل کی کچہ نرالی ہی چال

دو رویہ مکانات با آب و تب
ادہر کا ادہر ہے برابر جواب

عجب شہر حیرت کا گنجینہ ہے
کہ جو شے وہان ہی وہ آئینہ ہے

اگر کوئی جاوے وہان بہر سیر
تو ہرگز نہ دیکہے وہ تصویر غیر

نظر اسکی جس چیز پر جائیگی
تو اپنی ہی صورت نظر آئے گی

جو کچہ چاہے تو کہہ لے کوئی یہین
ہلو تدا انا اللہ وہان کچہ نہین

عجب شہر ہے حاصلِ دو جہان
کہ رہتے ہین اربابِ وحدت وہان

نہ دنیا سے مطلب نہ دین سے غرض
اگر ہے تو اپنے یقین سی غرض

عجب شہر آباد و معمور ہے
کہ کونین مین فرد مشہور ہے

وہان کچہ غمِ خیر و شر ہی نہین
حدوث و قدم کا گزر ہی نہین

فزون عیش جاوید بے حد و کد
وہان سب کو حاصل حیاتِ ابد

بری نفس سے ہے وہان ہر بشر
ہی وہ مسکنِ قدسیان سر بسر

وہان نقدِ رائج درود و سلام
غذا سب کی تسبیح ربِّ انام

خدا کے کرم سے وہاں کیا نہیں | نہیں تو فقط اک تمنا نہیں

عجب پاک بستی عجب پاک شہر | کہ ہے سربسر جانِ ادراک شہر

اُسی شہر کا حاکم ذوالجلال | وحید۔ واحد۔ وارث و بےمثال

وہ خلاق و پروردگارِ جہان | وہ عاشق کی روح اور عالم کی جان

رحیمٌ کریمٌ قویٌ قدیر | لطیفٌ خبیرٌ سمیعٌ بصیر

تھا [illegible] | [illegible]

بصارت دہِ چشمِ حق الیقین | خجستہ نگار اور آفرین

مسرت دہِ نشۂ جوشِ دل | طراوت فزائے لبِ برگِ گل

منور کنِ عارضِ ماہ و مہر | مثبت کنِ سقفِ بامِ سپہر

تمنا دہِ قلب و ربِّ جواد | مرادِ دلِ عاشقِ بے مراد

صفا بخشِ صبحِ ریاضِ نعیم | بہارِ گلستانِ حسنِ قدیم

نثار آفرینِ دلِ عاشقان | رہ و رسم سازِ نہان و عیان

وہ اوصاف میں ذات میں بے نظیر | وہ مشہورِ آفاق مہرِ منیر

اُسے سب نے دیکھا تو بے اختیار | اُٹھے حسبِ حکمِ شہِ باوقار

وہ اُٹھ کر گلے سب سے ملنے لگا | طبیعت سکے مانند کھلنے لگا

ہے اس درجہ گو بیخودی کا اثر | کہ اس کی بھی اُسکو نہین کچھ خبر
مگر دعوتِ خسروِ بےنظیر | گیا سجدی مین پیشِ مہرِ منیر
وہ شاہنشہِ کشورِ لامکان | امین و مبین مالکِ دو جہان
یہہ کہنے لگا ای مرے بےنظیر | تو اب تک رہا کس بلا مین اسیر
یہان تو جو یہہ تحفہ ہے ای باصفا | مرے واسطے لیکے آیا ہے کیا
کہا اُس نے ای میرے تابِ توان | بجز عجز کے اور کیا تھا یہان
وہی نذر لایا ہے تیرا فقیر | پر اب جو ہو تیری رضا ای قدیر
یہہ سنکر وہ سلطان رحمت پناہ | اسے لے گیا ساتھہ با عز و جاہ
ہے اک باغ دولت سرا کے قریب | گئے مل کے اُس مین وہ دونون حبیب
کہا مہر نے ای خجستہ صفات | مفصل بیان کر تو سب واردات
اُسی عالمِ بیخودی مین وہ مرد | بیان کر گیا سب کا سب حالِ درد
اُسے ہوش تھا کب کسی بات کا | خدا جانے کس کی زبان سے کہا
جو مفہوم کل ہو گیا دل نشین | یہہ قطعہ پڑھا پیشِ اربابِ دین

قطعہ

کہا ایک دن حضرتِ پاک نے | کہ جس کا دو عالم مین ہمتا نہین

ریا کار ہین سب جتنے احباب ہین — زمانے مین اک دوست سچا نہین

سنا ہے اب تجربہ کر کے دیکھہ — کہ جز حق کوئی پیچھے ٹھہرتا نہین

سبک [illegible] وہو تو مول لی جنسِ عشق — کہ اس سے گران کوئی سودا نہین

محبت عجب رازِ سربستہ ہے — ہر اک سے کہلے وہ معمّا نہین

قضا و قدر نے بہی آ کر کہا — کہ تقدیر سے کوئی چارا نہین

کہین سطے بھی کر منزلِ خاصِ عشق — کہ یہ عام لوگون کا رستا نہین

[illegible] عشقِ حق — کچھ اس مین کسی کا اجارا نہین

غرض دل دیا اک دل آرام کو — کہ ہے اسکے چین اب بہی اصلا نہین

ملامت جفائین اٹھائین تمام — مگر ہان کسیکا بہی شکوا نہین

نہ سُنتی تہین جو کچھ وہ باتین سُنین — مگر پی گیا کچھ مین کہتا نہین

دیا تہا مجھے بھی یہ حق نے جمال — کہ اب تک کسی مہ جبین کا نہین

وہ کیا لائے گا تابِ برقِ نظر — جسے دیدِ جانان کا لپکا نہین

ہوا جل کے وہ رنگ و روغن سیاہ — وہ کُندن سا چہرہ دمکتا نہین

مرا قد ہوا سوکھ کر جیسا خار — کوئی نخل یون خشک ہوتا نہین

تہی جس باغِ رُخ مین حنا نکی بہار — وہان نام اب تازگی کا نہین

ہوا جیسا برباد میرا جمال — گلون کا بھی یون رنگ اڑتا نہین

مٹایا محبت نے اُس گل کی یون — کہ دہوکا بھی اب تہہ پہ میرا نہین

شکستہ دلی غم سے ایسی ہوئی — کہ بارِ تصور بھی اٹھتا نہین

ہم آسمان ہو کہ ہو لامکان — کہان شور شر پہونچا نہین

مرے دل سے پوچھے کوئی سوزِ عشق — کہ حاسد بھی اس طرح جلتا نہین

ہر اک طرح کی قابلیت بھی تھی — اسی سے مقلد کسی کا نہین

بہر نوع ہی علم کا رازدان — مقابل مرے کوئی دانا نہین

یہہ سب فیض ہی رحمت پاک کا — کہ حاصل مجھے فخر کیا کیا نہین

ہوا عشق تو بے خودی آگئی — خیالِ تجبر کچھہ اصلا نہین

شب و روز ہین صحبتین چند سال — مگر یہ تو گردون کو بھاتا نہین

وہ راہی ہی جو کہ تھے علم دوست — رہے جو انہین شوق اسکا نہین

وہی اب یہ کہتے ہین اللہ کی شان — یہہ پھر کیا ہی جو اسکو سوجہا نہین

عمل کے ہی طالب بہت کچھہ ہوئے — مگر یہہ تو دستور اپنا نہین

محبت کا کوچہ بہت پاک ہے — وہان دخل مطلق ریا کا نہین

جو ہوتی ہی تیغ دو پیکر اصیل — تو جوہر کسی طرح چھپتا نہین

اگر فیضِ رحمت سے اللہ کا شکر
وہ تھا مین میرے پاس کیا کیا نہین

بتلائے بھی اور اور دو چار کو
کہ ان مین کسی طرح دہوکا نہین

غرض جب مقاصد بھی حاصل ہوئے
تو پھر کیا ہے کچھ میری پروا نہین

پڑا اُس صنم پر بھی اکثر نے سحر
مین پھر حرفِ باطل سے ڈرتا نہین

کیا فیضِ رحمت سے اُن سب کو دور
وہان تک گزر اب کسی کا نہین

کسی کا نہ محتاج تھا مین مگر
بجز امتحان کچھ تمنا نہین

نہ تمنا کر وہ سامان جاہ تو
کہ جس کا کوئی دم بھروسا نہین

کیا بیس احباب ہر شہر مین
کسی نے بھی الفت سے پوچھا نہین

یہہ وہ ہین جو تھے رات دن جان نثار
تسلی ہی دے کوئی اتنا نہین

کہان کی صفائی کہان کا خلوص
کسی کا کوئی دوست حاشا نہین

بنے وقت کے ہین یہ سارے رفیق
جو بگڑا کوئی ساتھ دیتا نہین

اٹھایا غرض دل سے سب کا خیال
کہ جز حق کسی کی تمنا نہین

یہہ سوچا رہون ایک کا ہو کے اب
غرض کیا وہ اپنا ہی اب یا نہین

ہے جب تک کہ دل مین تمنائے غیر
کبھی وصلِ دلدار ہوتا نہین

اگر عشق بھی ہو تو قدرت کے ساتھ
کہان اسکا فطرت مین جلوا نہین

مظاہر ہی پیارے کی پیاری زمین	کہ ہر شے مین کب نور اسکا نہین

یہ نیرنگیان اور صناعیان	ان آثار قدرت مین کیا کیا نہین

یہ کارِ دستِ قدرت کے ہین یادگار	نہ چاہین اِنہین ہم یہ زیبا نہین

مگر دوسکے وہ ذات جس بات سے	خلاف اوسکے ہو کچھ یہ اچھا نہین

نہ دین اور اور کی پابندیان	تو اس سے کوی بڑھ سکے رتبا نہین

یہ سمجھا نہ پہونچا مین رحمت کے پاس	بلا فیض سے اُس کو کیا کیا نہین

نہ دنیا کی خواہش نہ دین کی ہوس	جو دیکھا تو جز حق کچھ اصلا نہین

ملے وہ تو اب مجھکو ملا	بہر حال اب کچھ بہی شکوا نہین

وہ میرے معاصی وہ میرے عیوب	کہ یون حال ابتر کسی کا نہین

جو دیکھے تو رحمت سے کی پھر نظر	اب اون کا گمان تک بہی اصلا نہین

مرا حسن مین ہر طرح کامل کیا	مجھے کون سا حسن بخشا نہین

کیا خاص رحمت سے پھر منتظر	کوی دوست ایسا کسیکا نہین

مجھے جو دیا وہ دیا بے ریا	غرض اُن کی کچھ اس مین تھا نہین

کہا مجھ سے کیون تجربہ کر لیا	کہ کوی محبت کا پورا نہین

ذرا غور سے دیکھ حالِ جہان	کہ یہ جائے سیر و تماشا نہین

ہین جتنے کہ آثارِ ہستی عیان
یہ سب منیت ہین ان ہین وہ ہوگا نہین

محبت اگر ہے تو ہو بے ریا
کسی کا یہ جز تیری حصہ نہین

بہت سخت ہے الفتِ بے ریا
کوئی پاؤن اس رہ مین دھرتا نہین

سوائے کہ تیرے مین سمجھا ہون
ترے حال پر لطف کیا کیا نہین

سنے تیرے اقوال پر ہے یقین
تو شک اس کو کچھ اسمین حاشا نہین

[illegible]
[illegible] اس وقت مین تیرا نہین

نہ دیکھین ہم اہل ہوس مین کبھی
کہ ان کو خدا پر بھروسا نہین

یہ اپنے ہی مطلب کے سب یار ہین
غرض اور کچھ ان کو حاشا نہین

تجھے خود ہوا تجربہ اس کا اب
یہ ظاہر ہے کچھ اسمین اخفا نہین

ہین راحت کے سب دوست اے [illegible]
مصیبت مین کوئی کسی کا نہین

کیا عرض ہے ہر شخص کو سب داستان
کہ مجھ پر عیان تھا یہ رازِ نہان

مگر مصلحت سے یہی اے نگار
کہ یہ بھید ہو سب پہ اب آشکار

نہ تا لوگ بھٹکین ادھر اور ادھر
تو لکھ سارے قصے کو با آبِ زر

یہ قصہ ہیں اپنی ہی دید ہے — چراغ رہ عیش جاوید ہے

طلب کرکے فوراً دوات و قلم — کیا قصۂ عشق اس نے رقم

ہوا پڑھ کے خوش مہر عالی وقار — گلے سے لگایا اسے بار بار

ملا اس سے یون بات کی بات مین — کہ دو نون ہو وصل اک ذات مین

تعین کا پردہ اٹھا جب وہان — تو کوئی نہ حاجب رہا درمیان

تمیز و تعدد کے بھولے صفات — یہان تک نہ باقی رہی قید ذات

جو آئے ارکین دولت تمام — پڑھا پھر نے وہ خجستہ کلام

باصرار کہنے لگا پھر وہ شاہ — کہ اسمین سب ہے یہ کلام الٰہ

پڑھے جو سمجھکر اسے ایک بار — تو ہووہ ولی صاحب اختیار

کہا سب نے صدقت یا شاہ دین — جسے شک ہو زندیق ہے بالیقین

مگر اس کی تاریخ بھی ہو ضرور — کہ تا یہ رہے یادگار حضور

ہوا یون گہر ریز شاہ امین — کوئی قطعہ لکھدے تو ای مہ جبین

قطعہ

بحق محمد قدیم کریم — بمرشد ہو ہادی الضالین

جعلنی الٰہی عدیم النظیر — ولی دائماً مرادی معین

ولاریب یا ایہا العاشقون	امرت بارد و لسان متین
کتبت کتابا بادرک تعقلوا	دلیلا الی الخیر فی کل حین

مرتضیٰ حسین	فان تسئلوا انی اقول بسنہ ھو اللّٰہ ھذا کتاب مبین سنہ ۱۳۰۰ ہجری	[illegible]

سنہ ۱۳۰۰ ہجری قدسی

اشتہار

چونکہ اس کتاب کی ہر دو گورنمنٹ انگلشیہ اور گورنمنٹ نظام مین باضابطہ رجسٹری ہو چکی ہے اور سارے حقوق محفوظ ہین لہذا کوئی صاحب بلا باضابطہ تحریری اجازت مصنف عالیجناب قصد طبع نہ فرمائین اور جس کتاب پر مہر و دستخط شریف مصنف عالیجناب سلمہ اللہ الوہاب کے نہ ہون وہ مال مسروقہ متصور ہوگا

المشتہر

محمد خان مالک مطبع

صاحب دکن

